

عِلْمُ الصَّغِيَرِ

مَعَ

ضُرُورِي فَوَائِدَ وَتَشْرِیحات

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ



اِذَا زِلَّةُ الْمَغَارِفِ كَرِیْحُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عربی علم صفت کی مشہور درسی کتاب علم الضعیفہ کا ترجمہ

عِلْمُ الضَّعِيفِ مَعَ اُردو

ضروری فوائد و تشریحات

تالیف

حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب

ترجمہ و تشریح و تحقیق

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب

ایازۃ المعارف کراچی

عرض ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

اما بعد، قرآن و حدیث کا سمجھنا قدیم عربی جاننے پر موقوف ہے، جس کے لئے صرف، نحو اور اشتقاق وغیرہ مختلف فنون کا سیکھنا ضروری ہے۔ اہل اسلام نے قرآن و حدیث کے تمام صحیح حد و خال کی حفاظت کی خاطر ان سے متعلق جملہ فنون کو بھی محفوظ کر رکھا ہے، اور عربی کے بعد ان تمام فنون کا ذخیرہ صرف فارسی زبان میں موجود ہے، مگر اب جبکہ فارسی زبان مدارس میں لازم نہیں رہی، طلبہ کے لئے فارسی کتابوں سے استفادہ مشکل ہو گیا ہے، خصوصاً بیرونی ممالک سے آنے والے طلبہ کے لئے تو بہت ہی دشوار ہے۔ اسی دشواری کے پیش نظر صرف و محو کی فارسی کتابوں کو اردو میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ زیر نظر کتاب فن صرف کی مشہور و معروف کتاب ”علم الضیغہ“ کا عام فہم اور سلیس اردو ترجمہ ہے۔ علم الضیغہ تمام مدارس عربیہ میں مقبول اور داخل نصاب ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم صدر جامعہ دارالعلوم کراچی نے علم الضیغہ کا سلیس اردو میں ترجمہ اور حواشی اُس زمانے میں تالیف فرمائے تھے جب آپ جامعہ دارالعلوم کراچی میں نحو و صرف کا درس نہایت ذوق و شوق اور محنت و تحقیق سے دیا کرتے تھے، لہذا ترجمے میں طلبہ کی ضرورتوں کا جو اندازہ آپ کر سکتے ہیں وہ غیر مدّرس کے لئے ممکن نہیں۔ ساتھ ہی آپ نے علم الصرف پر ایک بصیرت افروز مقدمہ بھی قلم بند فرمایا ہے۔

اس سے قبل ایک اور ادارے نے یہ کتاب شائع کی تھی جس کے غالباً کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں مگر مانگ زیادہ ہے۔ طلبہ کی سہولت کے لئے ”الذکر المجلد الفی“ نے حضرت مفتی صاحب مدظلہم العالی کی اجازت سے اس کتاب کا جدید نظر ثانی شدہ ایڈیشن آفست پر طبع کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نافع بنا کر شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

طالب دعا

مُحَمَّدُ مَسْتَبَقُ نَبِيِّ

الذکر المجلد الفی

۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

فہرست مضامین علم الصیغہ اردو

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۸	فصل اول، ابواب ثلاثی مجرد		تقریظ، از جناب مولانا محمد یوسف صاحب
۳۹	فصل دوم، ابواب ثلاثی مزید فیہ مطلق	۵	بنوری قدس سرہ العزیز
۴۱	فائے افتعال کے قواعد		پیش لفظ، از مفتی اعظم پاکستان حضرت
"	عین افتعال کا قاعدہ	۶	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ العزیز
۴۶	فصل سوم، رباعی مجرد و مزید فیہ	۹	عرض مترجم
۴۷	فصل چہارم، ثلاثی مزید فیہ مطلق	۱۱	ترجمہ کے التزامات
۴۹	فائدہ (باب تمفعّل کی تحقیق)	"	حواشی کے التزامات
	قاعدہ (مصادر غیر ثلاثی مجرّد کی	۱۳	مقدمہ، از جناب مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی
۵۱	حرکات کا قانون)	"	علم الاشتقاق (تعریف، موضوع، غرض و نیت)
	غیر ثلاثی مجرد میں عین مضارع کی	۱۶	علم الصرف (تعریف، موضوع، غرض و نیت)
۵۲	حرکات کا قاعدہ	۱۷	فن صرف کا دونوں اول (ایک نئی تحقیق)
"	باب سوم، مہموز، مقتل اور مضاعف کا بیان	۱۹	مصنّف علم الصیغہ کے حالات زندگی
"	فصل اول، مہموز کا بیان	۲۲	حسن الصیغۃ ترجمہ اردو علم الصیغہ
"	قسم اول، تخفیف ہمزہ کے قواعد	"	مقدمہ (تقسیم کلمہ اور اسکی اقسام کا بیان)
۵۵	قسم دوم، مہموز کی گردانیں	۲۶	باب اول، صیغوں کا بیان
۵۷	فصل دوم، مقتل کا بیان	"	فصل اول، افعال کی گردانیں
"	قسم اول، مقتل کے قواعد	۳۱	فصل دوم، اسمائے مشتقہ کا بیان
۶۶	قسم دوم، مثال کی گردانیں	۳۵	نظم، (مصادر ثلاثی مجرد کے اوزان)
۶۸	قسم سوم، آجوف کی گردانیں	۳۸	باب دوم، ابواب کا بیان

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۰۷	قلب مکانی کا بیان	۷۷	قسم چہارم، ناقص لفیف کی گردانیں
۱۱۰	دفع شدوز کھڑک	۹۴	قسم پنجم، مرکبات ہمزو ومقتل
"	دفع شدوز رائخند	۹۸	فصل سوم، مضاعف کا بیان
۱۱۱	تحقیق اصالت و فرعیّت مصدر	"	قسم اول، مضاعف کے قواعد اور گردانیں
"	خاتمہ، قرآن شریف کے مشکل	۱۰۲	قسم ثانی، مرکبات مضاعف ہمزو ومقتل
۱۱۹	صیغوں کا بیان	۱۰۳	قائدہ (یَرْمُکُونُ) کا قاعدہ
۱۲۲	قائدہ، گیتھے وغیرہ کا قانون	"	قائدہ (حروفِ شمسیہ و قمریہ کا بیان)
۱۲۵	حکایت (صیغہ آسمان کا بیان)	۱۰۴	باب چہارم در افاداتِ نافعہ
۱۳۲	قائدہ (کھڑ، کھڑ، کھڑ، کھڑ کا قانون)	"	دفع شدوز اَرْوَح و اِسْتَقْوَب
۱۳۴	مَجْرُک و کِسْرَہ و کُتْمَہ وغیرہ کے قواعد	۱۰۷	دفع شدوز ابی یاءِ ثنی
۱۳۵	تاریخی نام نکالنے کا طریقہ (حاشیہ علیہ)	"	دفع شدوز کُلُّ و حُنَّ و مُمُ

جملہ حقوق ملکیت بحق اِذَا زَالَمَعَارِفُ کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : مَجْمَعُ مَشْتَبِقَاتِ شَبَّانِیَّہ

طبع جدید : ربیع الاول ۱۴۳۲ھ - فروری ۲۰۱۱ء

مطبع : شمس پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر : اِذَا زَالَمَعَارِفُ کراچی

اِذَا زَالَمَعَارِفُ کراچی

فون: 021-35123161, 021-35032020

موبائل: 0300 - 2831960

ای میل: imaarif@live.com

✽ مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴ ✽ دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

✽ ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور

✽ بیت الکتاب، گلشن اقبال کراچی ✽ مکتبہ القرآن، بنوری ٹاؤن کراچی

تقریظ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری قدس سرہ العزیز بانی مدرسہ عربیہ اسلامیہ ٹاؤن کراچی

رَحِمَهُ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى -

اقابلہ، فہم القرآن کے لئے علوم عربیت کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت ہے۔ ان علوم میں بہار کے بغیر فہم القرآن کا دعویٰ مضحکہ خیز ہے۔ ان علوم عربیت میں ”علم الصنف“ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ قدامت و متاخرین نے ہر دور میں عمدہ سے عمدہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ لیکن متاخرین کی تصانیف میں دو کتابیں بے نظیر ہیں۔ (۱) صرف میر (۲) علم الصیغہ۔ صرف میر کا فخر خراسان کے ایک محقق ذکی میر سید شریف جرجانی کو حاصل ہے۔ اور علم الصیغہ متحدہ ہندوستان کے ایک مرد مجاہد جو قاموس فیروز آبادی کے حافظ تھے۔ اس کا سہرا ان کے سر باندھا گیا ہے علم الصیغہ میں قوانین صرفی کا جس خوبی و جامعیت سے اہتقصاء کیا گیا ہے اس کی نظیر نہیں ہے۔ قوانین رزادی و دستور المبتدی، تصریف زنجانی و شافیہ ابن حاجب وغیرہ فارسی عربی، اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ کتاب متحدہ ہندوستان کے درس نظامی کی اہم درسی کتاب تھی اور نصاب میں داخل تھی۔ اس زمانے میں فارسی زبان ہندوستان کی سرکاری اور علمی زبان تھی اس لئے مصنف مرحوم نے فارسی میں لکھی تھی۔

وہ دور ختم ہو گیا۔ فارسی سے تعلق بھی ختم ہو گیا یا کمزور ہو گیا ضرورت تھی کہ مُلک کی عام مروجہ علمی زبان میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔

برادر محترم عزیز مولانا محمد رفیع عثمانی زید فیضہ مدرس دارالعلوم کراچی خلف الصدق حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے محنت کر کے شگفتہ پاکیزہ اردو میں اسکو منتقل کیا اور طلبہ درس نظامی پر احسان کیا اور ساتھ ہی عمدہ مقدمہ تحریر فرمایا جو نہایت بصیرت افروز ہے۔

برادر موصوف کی اس خدمت کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید توفیق عطا فرمائے تاکہ اس قسم کے علمی جواہرات سے طلبہ کے دامن کو مالا مال کریں۔ میں اس ترجمہ کا حسب ذیل نام تجویز کرتا ہوں۔ ”حسن الصیغہ ترجمہ اردو علم الصیغہ“ یا ”حسن الصیغہ ترجمہ اردو علم الصیغہ“۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ التوفیق والہدایہ، وهو حسبننا ونعم الوکیل

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ

پیش لفظ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرائی زبانی دارالعلوم کراچی

عربی زبان کی ایک حیثیت تو وہی ہے جو عام زبانوں کی ہوتی ہے کہ وہ کسی خطہ زمین میں بولی جاتی ہے۔ اور اس خطہ والوں کے افہام و تفہیم اور اپنی ضروریات کے بیان کا ذریعہ ہے۔

عربی زبان بھی حجاز، عراق، شام، مصر، الجزائر وغیرہ اسلامی ممالک کی زبان ہے۔ ان ممالک سے رابطہ قائم رکھنا عام دنیا کے لئے تو ایک انسانی ضرورت ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے انسانی ضرورت کے ساتھ اسلامی ضرورت بھی ہے کہ اسلامی برادری کے روابط اسی سے مستحکم ہو سکتے ہیں۔

دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ قرآن اور رسول قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے۔ اور قرآن عربی زبان کی ایک معیاری کتاب ہے اور اس کی فصاحت و بلاغت ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

پہلی حیثیت سے عربی زبان کا سیکھنا سکھانا، بولنا اور لکھنا شاید دنیا کی سب زبانوں سے زیادہ سہل اور آسان ہے۔ چند مہینے کی معمولی محنت سے ایک انسان اس پر قابو پا لیتا ہے۔

خصوصاً تعلیم زبان کا طریقہ بالمباشرہ (ڈارکٹ میٹھڈ) جس کو جدید طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ دراصل ہمسی زبان کے سیکھنے سکھانے کا فطری اصلی اور قدیم ترین طریقہ یہی ہے۔ اس طریقہ سے بڑی آسانی کے ساتھ تھوڑی مدت میں انسان وہ عربی سمجھ لیتا ہے اور بولنے لگتا ہے جس کی ضرورت موجودہ عربوں کے گفتگو اور معاملات کے لئے ہوتی ہے۔ اس کے لئے نہ علم صرف و نحو (گرامر) سیکھنے کی ضرورت ہے۔ نہ اشتقاق اور ترکیب کی دقیق بحثوں کی نہ علوم فصاحت و بلاغت کی۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ عربی زبان کے اصلی لغات اور ان کے طرق استعمال سے واقفیت حاصل کرے۔ بلکہ اس وقت کے بدلے ہوئے جدید لغات اور محاورات کا یاد کر لینا کافی ہے۔

لیکن عربی زبان کی دوسری حیثیت کہ وہ قرآن کی زبان ہے اور قرآن فہمی اس کے بغیر ممکن نہیں اس کے لئے صرف چند لغات و محاورات یاد کر لینا اور موجودہ عربوں سے مخاطب سیکھ لینا قطعاً کافی نہیں اس کے لئے قدیم عربی زبان میں پوری مہارت حاصل ہونا شرط لازم ہے۔ اس کے بغیر قرآن فہمی ناممکن ہے۔ اور یہ مہارت موجودہ زمانے میں اس پر موقوف ہے کہ علم اشتقاق، علم صرف، علم نحو، معانی، بیان، بدیع وغیرہ فنون میں مہارت پیدا کی جائے۔ ان فنون میں مہارت کے بغیر قرآن فہمی کا دعویٰ خود فریبی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

آج کے عرب جن کی مادری زبان عربی ہے وہ بھی قرآن کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ان تمام فنون کے محتاج ہیں اس وجہ سے قرآن کریم کی تمام عربی تفاسیر اور شروح حدیث ان فنون کی بحثوں سے لبریز ہیں۔

آج کل ہمارے بہت سے نو تعلیم یافتہ بھائی ان دو حیثیتوں میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے بڑے مغالطوں میں پڑ جاتے ہیں۔ مدارس اسلامیہ عربیہ میں جو صرف و نحو کی تعلیم کا طریقہ مروج ہے اس کو فضول اور لایعنی سمجھتے ہیں بلکہ اس قدیم طریق کا مذاق اڑاتے ہیں۔

وجہ وہ ہی نادانیت ہے کہ انھوں نے عام عربی اور قرآن فہمی کی عربی میں فرق نہیں پہچانا۔ کیونکہ ان کو عموماً فہم آن فہمی کی ضرورت کا تو احساس نہیں، وہ تو صرف اتنی عربی کو عربی زبان سمجھتے ہیں جس سے مروجہ عربی بولنا، لکھنا آجائے۔

مگر مدارس عربیہ دینیہ میں اس کے بالکل برعکس اصل مقصود قرآن فہمی کی زبان عربی حاصل کرنا ہے اور اس کا حصول علوم اشتقاق، صرف، نحو، لغت، معانی، بیان وغیرہ کے بغیر ناممکن ہے اسی لئے درس نظامی میں صرف و نحو کی کتابوں پر خاصاً زور دیا جاتا ہے۔

علم صرف کے لئے درس نظامی میں چند کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں علم الصیغہ سب سے زیادہ جامع اور بے نظیر کتاب اپنے مصنف کی ایک کرامت کا درجہ رکھتی ہے کہ جریرہ انڈین (کالا پانی) کی قید میں جہاں کوئی کتاب پاس نہیں تھی، ایسی جامع کتاب محض اپنی یادداشت سے تصنیف فرمادی قدیم مشترکہ ہندوستان کی علمی اور دفتری زبان چونکہ فارسی تھی مصنف نے اس کتاب کو بھی فارسی میں لکھا تھا مگر اب فارسی زبان تقریباً متروک ہو گئی تو اب مبتدی طلباء پر دوہری مشقت ہو گئی کہ پہلے کتاب سمجھنے کے لئے فارسی زبان سیکھیں پھر اس کے ذریعہ عربی کا علم صرف حاصل کریں۔ اس لئے ضرورت عرصے سے محسوس ہو رہی تھی کہ صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں جو فارسی زبان میں ہیں ان کو سلیس اردو میں منتقل کر دیا جائے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر بر خوردار عزیز مولوی محمد رفیع سلمہ مدرس دارالعلوم کراچی نے علم الصیغہ کا سلیس اردو میں ترجمہ اور توضیح کے لئے حواشی لکھ کر طلباء کے لئے یہ منزل آسان کر دی جزاکلہ اللہ عطا و عن المسلمین خیر الجزاء۔

عزیز موصوف نے میرے مشورے ہی سے یہ کام کیا ہے مگر اتفاقاً اس کے دیکھنے کی نوبت اس وقت آئی جب اس کو مکمل کر کے مع مقدمہ کے میرے سامنے پیش کیا۔

کتاب کو مختلف مقالات سے اور مقدمہ کو باستیعاب دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ بر خوردار عزیز کی یہ تصنیف اندازے سے زیادہ بہتر صورت میں سامنے آئی۔

ماشاء اللہ ترجمہ سلیس اور حواشی نہایت مفید ہیں۔ ان کے ساتھ ایک مقدمہ نہایت بصیرت افروز شامل کیا ہے جو اس فن کے پڑھنے پڑھانے والوں کے لئے بڑا قابل قدر ہے اللہ تعالیٰ کتاب کو حسن قبول اور عزیز مصنف سلمہ کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اخلاص کامل کے ساتھ خدمت علم دین کے لئے موفق فرمائے۔

میرے نزدیک اب عربی مدارس میں فارسی علم الصیغہ کے بجائے اس کی تعلیم زیادہ مفید اور طلباء کے لئے آسان ہوگی۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلیل۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ دارالعلوم کراچی

۲ رمضان سنہ ۱۳۸۷ ہجری



جب مسلمانان ہند کی علمی زبان فارسی تھی طالب علم کو فارسی سکھانے اور اس میں کمال پیدا کرنے کے بعد ہی درس نظامی میں داخل کیا جاتا تھا۔ اور عربی نحو و صرف کی ابتدائی کتابیں بھی فارسی میں اسی لئے رکھی گئی تھیں کہ یہ طلباء کی آسان ترین زبان تھی۔ پھر عربی میں شد بد پیدا ہو جانے کے بعد نحو میں ہدایتہ النحو کافیہ وغیرہ اور صرف میں زنجانی، مراح الارواح اور شافیہ وغیرہ پڑھائی جاتی تھیں جو عربی زبان میں ہیں۔

اردو ترجمہ کی ضرورت

مگر اب اتفاق سے ہمارے مدارس میں فارسی زبان سکھانے کا وہ اہتمام باقی نہیں رہا۔ بلکہ بیشتر مدارس میں تو درجہ فارسی ختم ہی کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ اردو مدارس ابتدائیہ نے لے لی ہے۔ ادھر علم صرف کی عربی کتابیں جو اوپر کے درجات میں پڑھائی جاتی تھیں وہ بھی سو اتفاق سے اب بہت کم پڑھائی جاتی ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ علم صرف کی محض فارسی کتب پر انحصار ہو گیا ہے مگر فارسی سکھانے کا اہتمام باقی نہیں رہا۔ چنانچہ نحو و صرف کی ان فارسی کتابوں میں ایسے طلباء کی خاصی تعداد شریک درس ہوتی ہے جو فارسی بالکل نہیں جانتے۔ بلکہ اب تو پاکستان کے عربی مدارس میں انڈونیشیا، ملایا اور افریقہ کے طلباء بھی بکثرت آ رہے ہیں جنہیں فارسی سے دور کا واسطہ بھی کبھی نہیں ہوتا۔ وہ اردو کو بھی بوجہ ذریعہ تعلیم ہونے کے مشکل سے کچھ سیکھتے ہیں۔

اس صورت حال سے ایک طرف تو ایسے طلباء درس میں مسلسل ضیق محسوس کرتے رہتے ہیں اور دوسری طرف علم صرف میں ان کی استعداد بہت ناقص رہ جاتی ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ نحو میں تو ہدایتہ النحو اور کافیہ

وغیرہ جو عربی میں ہیں پڑھ بھی لیتے ہیں مگر صرف میں ان کی تعلیم فارسی زبان کی کتابوں پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی صورت حال کے پیش نظر ۱۳۴۹ھ میں جبکہ میں علم الصیغہ کا درس دیا کرتا تھا میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم صدر دارالعلوم کراچی نے حکم دیا کہ میں ”علم الصیغہ“ کا اردو میں ایسا ترجمہ کر دوں جو فارسی نہ جاننے والے طلباء کو اصل کی جگہ پڑھایا جاسکے۔

اگرچہ علم صرف کی کتابیں اردو میں پہلے سے موجود ہیں مگر طلباء کو جو قدرتی لگاؤ علم الصیغہ سے ہے وہ ان سے نہیں۔

بنامیں اپنی بے بضاعتی کے باوجود تعمیل ارشاد کے لئے میں نے ترجمہ کا کام شروع کر دیا اور اگلے سال علم الصیغہ اس مصلحت سے دوبارہ پڑھائی کہ ترجمہ کی زبان میں طلباء کی نفسیات کی زیادہ سے زیادہ رعایت کی جاسکے۔

تکمیل کے بعد مسودہ بعض ایسے اساتذہ کے مطالعہ میں رہا جو علم الصیغہ کا درس دیتے تھے۔ انھوں نے بھی زمانہ درس میں مسودہ پر تنقیدی نظر کی جس سے میں نے نظر ثانی میں استفادہ کیا۔ بعض اساتذہ نے یہ مشورہ بھی دیا کہ اس پر ایک حاشیہ بھی اردو میں ضرور لکھا جائے۔ کیونکہ بہت سے مقامات کی طرف اصل کتاب کے فارسی حاشیہ میں توجہ نہیں کی گئی ہے اور محض ترجمہ سے بھی انکا حل کماحقہ نہیں ہو سکتا۔

لہذا میں نے بنام خدا حواشی لکھنا شروع کئے اور ساتھ ہی ترجمہ پر نظر ثالث بھی کرتا گیا۔ اس طرح بحمد اللہ ایک جامع حاشیہ بھی ۱۳۸۶ھ میں مکمل ہو گیا، اور اب بوقت طباعت ایک مقدمہ کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جس میں علم صرف اور علم اشتقاق کا تعارف، اس کی تاریخ اور مصنف کے حالات زندگی اختصار کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں۔

چونکہ خود میں نے یہ ترجمہ علم الصیغہ کی تدریس کے زمانہ میں کیا اور بعد میں علم الصیغہ پڑھانے والے اساتذہ کے مطالعہ میں مسودہ تقریباً تین سال تک رہا اس لئے ترجمہ اور حواشی میں طلباء کی نفسیات کی رعایت بڑی حد تک ہو گئی ہے۔

ابتداء سے اس کا لحاظ بطور خاص رکھا گیا ہے کہ جن مدارس عربیہ میں فارسی زبان نہیں سکھائی جاتی وہاں اسے اصل کتاب کی جگہ داخل نصاب کیا جاسکے۔ بلکہ یہ بھی ہو سکے کہ ایک ہی جماعت میں فارسی جاننے والے طلباء کے پاس فارسی نسخہ ہو اور نہ جاننے والوں کے پاس اردو نسخہ۔ مگر اُستاد کی ایک ہی تفسیر

دونوں قسم کے طلباء کے لئے کافی ہو۔ اور جن مدارس میں اصل کتاب داخل نصاب ہے ان میں یہ ترجمہ اور حواشی طلباء و اساتذہ کے لئے مکمل شرح کا کام دے سکیں۔

ترجمہ کے التزامات

چنانچہ ترجمہ میں مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کیا گیا ہے :

- ۱۔ اصل کتاب کے نفس مفہوم میں ادنیٰ تغیر واقع نہ ہو۔
- ۲۔ ترجمہ اصل عبارت کی بہ نسبت زیادہ طویل نہ ہو۔ اسی لئے ترجمہ میں احقر نے اصل کتاب پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ البتہ چند مخصوص مقامات پر جہاں اضافہ ناگزیر تھا قوسین میں ایک یا دو لفظ بڑھادیئے ہیں۔
- ۳۔ اصل اور ترجمہ کا اسلوب بیان مناسب حد تک ہم آہنگ رہے۔
- ۴۔ تاہم اس بات کی سعی تبلیغ کی گئی ہے کہ ترجمہ زیادہ سے زیادہ سلیس اور با محاورہ ہو لیکن کئی جگہ طلباء کی آسانی کو ترجیح دیتے ہوئے اردو محاورہ ترک کر دیا گیا ہے۔
- ۵۔ کئی مقامات پر محاورہ اس لئے ترک کرنا پڑا کہ مصنفؒ نے وہاں لفظی رعایتوں سے بعض نکتوں کی طرف اشارے کئے ہیں۔ اردو محاورہ میں وہ رعایتیں باقی نہ رہ سکتی تھیں۔
- ۶۔ مصنفؒ کی عبارت میں جو عربی الفاظ اور ترکیبیں آگئی ہیں ان میں سے اکثر کا ترجمہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ بعینہٴ باسانی کھپ گئی ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ طلباء عربی الفاظ اور ترکیبوں سے غیر مانوس نہ رہیں۔ نیز اصل اور ترجمہ کے اسلوب میں ہم آہنگی برقرار رہے۔

حواشی کے التزامات

حواشی میں مندرجہ ذیل امور کا اہتمام کیا گیا ہے۔

- ۱۔ اُن محل طلب مقامات کی تشریح خاص طور سے کی گئی ہے جہاں فارسی حاشیہ خاموش ہے باقی مقامات میں بھی ضرورت کے ہر موقع پر حاشیہ دیا گیا ہے۔
- ۲۔ اصل کتاب سے زائد نکات اور غیر ضروری عقلی دلائل سے اجتناب کیا گیا ہے۔ جن حضرات کو وہ مطلوب ہوں وہ فارسی حاشیہ کی طرف مراجعت کر سکتے ہیں۔
- ۳۔ جو تعلیلات اور قواعد کتاب میں پیچھے گزر چکے تھے یا تعلیلات ایسی واضح تھیں کہ پیچھے گزرے ہوئے قواعد کی روشنی میں وہ طالب علم کو خود ہی بیان کرنی چاہئیں ان کا اعادہ حواشی میں حتی الامکان نہیں

کیا گیا، تاکہ طلباء حاشیہ پر غیر ضروری اعتماد کرنے کی بجائے اپنے ذہن اور حافظہ پر اعتماد کرنے کی عادت پیدا کریں۔

۴۔ اسی مصلحت سے جن گردانوں کو مصنفؒ نے ناتمام ذکر کیا ہے ہم نے بھی ان کے باقی صیغے بیان کرنے سے احتراز کیا ہے۔ حضرات اساتذہ سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی یہ گردانیں از خود نہ بتائیں بلکہ طلباء ہی سے باری باری نکلوائیں۔

رموز حواشی

- ۱۔ رونے : خود را قم مراد ہے ”رفیع“ کا مخفف ہے۔
 - ۲۔ حاشیہ : اصل کتاب کا فارسی حاشیہ مراد ہے۔
 - ۳۔ شیخ الہند : حضرت مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند کا ترجمہ قرآن مراد ہے۔
- باقی کتابوں کے حوالے ان کے پورے ناموں کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ وہو الموفق
اللہ تعالیٰ اس حقیر کو شرف قبول اور افادہ عام عطا فرما کر اس خطا کار کے لئے ذخیرہ آخرت
بنائے آمین۔ ہوا مستعمل و علیہ التکلیل و هو حسبی نعم الوکیل۔

محمد رفیع عثمانی

خادم طلبہ تدار العلوم کراچی

۲۴ شعبان سنہ ۱۳۸۷ ہجری

مقدمہ

از جناب مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی استاذ دارالعلوم - کراچی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

”علم الصیغہ“ دو فنون پر مشتمل ہے۔ ایک علم صرف اور دوسرا علم اشتقاق، یہ دونوں الگ الگ فن ہیں، لیکن دونوں کے تقارب یا علم اشتقاق کے قواعد کی قلت کے باعث مصنفین دونوں فن ملا کر ایک ہی کتاب میں بیان کرتے ہیں جیسا کہ صاحب علم الصیغہ نے کیا۔ جی کہ بعض کو تو یہ دہم ہو گیا کہ یہ ایک ہی فن کے دو نام ہیں اور شاید اسی بنا پر بعض مصنفین نے ”علم الصرف“ کی تعریف وہ کی ہے جو علم الاشتقاق کی تعریف ہے، کما فعلہ الزنجانیؒ بنا بریں مناسب یہ ہے کہ ہم یہاں دونوں علموں کا تعارف پیش کریں۔

علم الاشتقاق

تعریف

هو علمٌ بتحویل الاصل الواحد الی امثله مختلفۃ لمعان مقصودۃ

تحویل پھرنا، متغیر کرنا۔ الاصل الواحد یعنی وہ لفظ جو دوسرے کلمات و مشتقات کا مادہ یعنی مشتق منہ ہو۔ پھر بھرتھیں کے نزدیک وہ اصل یعنی مشتق منہ مصدر ہے۔ اور کو فین کے نزدیک فعل ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں المصدر یا الفعل الماضی کی بجائے لفظ الاصل اسی واسطے لائے ہیں کہ تعریف دونوں مذہبوں کے مطابق صحیح ہو جائے۔

امثله مثال کی جمع ہے۔ یہاں ”اصل واحد“ کی فروع مراد ہیں۔ یعنی ماضی، مضارع، امر، نہی، نفی جمد، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ اور اسم تفضیل کے صیغے۔ اور فروع کو امثله سے اس لئے تعبیر کیا کہ ایک اصل کی تمام فروع میں حروف اصلہ مشترک ہونے کے اعتبار سے ان میں

۱۔ کما صرح بہ صاحب کشف الظنون وصاحب مفتاح السعادة - ۱۲ رف

۲۔ ہذا التعریف ہواذی ذکرہ الزنجانی علم الصرف وانما ہو تعریف علم الاشتقاق کما صرح بہ عیسیٰ السیروی صاحب ”روح الشرح“ و

شرح جلیل علی تالیف امامنا الاعظم ابی حنیفہؒ المستفی بالمقصود فی التصریف ص ۳۵ (مطبوعۃ مصطفی البابی مصر ۱۳۵۹ھ)

۳۔ علم صرف، اشتقاق اور علم نحو کی ضرورت اس وقت محسوس کی گئی جب اسلام اور قرآن مجید میں پھیلے، بصرہ اور کوفہ دونوں عراق کے مشہور شہر ہیں علم صرف و نحو کا ہر چار سیکے پلٹے انھیں شہروں میں ہوا۔ علم بصرہ کو بصریین اور علم کوفہ کو کوفیین کے نام سے ذکر کیا گیا ہے ۱۲۔

۴۔ مصدر اصل (مشتق منہ) ہے یا فعل؟ اس مسئلہ میں بھرتھیں اور کوفیین کا اختلاف فریقین کے مفصل دلائل کے ساتھ اسی کتاب کے باب چہارم رافادات نامہ میں شرح و بسط کے ساتھ بیان ہو گا۔ رف

متماثل ہوتا ہے۔

مختلفہ یعنی وہ فروغ اگرچہ مادہ کے اعتبار سے متماثل ہوتی ہیں لیکن صورت اور معنی کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً ضارب اور مضر وُج کہ یہ دونوں ض۔ ر۔ ب میں تو متماثل ہیں لیکن صورت اور معنی میں مختلف ہیں کہ اول برد زین فاعل ہے اور ثانی برد زین مفعول۔ اور معنی بھی دونوں کے مختلف ہیں۔ لمعان مقصودۃ جار و مجرور تحویل کے متعلق ہیں۔ یعنی تحویل امثلہ مختلفہ کی طرف اسلئے ہوتی ہے کہ ان معانی پر دلالت ہو سکے جو ان امثلہ یعنی صیغوں سے مقصود ہیں۔ مثلاً ضرب سے ضارب اس لئے بنایا گیا کہ ضارب کے معنی مقصود یعنی فاعلیت پر دلالت ہو سکے اور مضر وُج اس لئے بنایا گیا کہ مضر وُج کے معنی مقصود یعنی مفعولیّت پر دلالت ہو سکے۔

خلاصہ یہ کہ معانی مقصود سے مراد وہ معانی ہیں جن کے لئے وہ مختلف صیغے وضع ہوئے ہیں۔ مثلاً ماضوئیّت، مضارعیت، فاعلیّت، مفعولیّت، ظرفیت، آلیّت، تفضیل، امر، نہی وغیرہ۔ حاصل تعریف یہ ہے کہ علم الاشتقاق وہ علم ہے جس میں ایک اصل لفظ سے ایسی فروغ (صیغے) بنانے کا طریقہ معلوم ہو جو مادہ کے اعتبار سے متماثل اور صورت و معنی کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

موضوعہ

مفردات کلام العرب من حیث الاصل والفرع فی الجوہر

مفردات : یعنی کلمات لا من حیث وقوعہا فی الترتیب، اس تفسیر کے مطابق لفظ مفردات کے ذریعہ علم نحو کے موضوع سے احتراز ہو گیا کیونکہ اس کا موضوع مرکبات بھی ہیں اور مفردات بھی مگر مفردات اس کا موضوع من حیث وقوعہا فی الترتیب ہیں نہ کہ لا من حیث وقوعہا فی الترتیب اس کی مزید توضیح علم صرف کی تعریف میں آگے آئے گی۔

من حیث الاصل والفرع یہ علم اللغہ کے موضوع سے احتراز ہے کیونکہ اس کا موضوع مفردات من حیث الوضع للمعانی الجزئیۃ ہیں نہ کہ من حیث الاصل والفرع — اور علم اشتقاق کا موضوع مفردات من حیث الاصل والفرع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس علم کے قواعد میں یہ بتایا جاتا ہے کہ مفردات کے درمیان اصالت و فرعیّت کیسے متحقق ہوتی ہے۔ اصل کی اصالت اور فرع کی فرعیّت کیسے پہچانی جاتی ہے؟ پھر انہی قواعد کی مدد سے یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ فلاں لفظ مشتق ہے

اور فلاں لفظ مشتق منہ۔

فی الجوہر۔ جو ہر سے مراد وہ حروف تہجی ہیں جن سے کلمہ مرکب ہوا ہے۔ یہ قید صرف کے موضوع سے احتراز ہے کیونکہ صرف میں بھی اگر پہلے ”اصالت و فرعیت بین المفردات“ سے بحث ہوتی ہے۔ مثلاً یہ بتایا جاتا ہے کہ سَیِّدٌ اصل میں سَیِّوْدٌ تھا فلاں قاعدہ کے مطابق فلاں تعلیل ہو کر سَیِّدٌ ہوا۔ یعنی سَیِّوْدٌ صورت و ہیئت کے اعتبار سے اصل ہے اور سَیِّدٌ اس کی فرع — مگر اصالت و فرعیت کی یہ بحث صرف میں باعتبار جوہر کے نہیں بلکہ باعتبار صورت و ہیئت کے ہوتی ہے کہ صورت و ہیئت کے اعتبار سے فلاں لفظ اصل اور فلاں اس کی فرع ہے جیسا کہ مثال سے واضح ہے۔ برخلاف علم اشتقاق کے کہ اس میں اصالت و فرعیت کی بحث باعتبار جوہر کے ہوتی ہے مثلاً یہ بتایا جاتا ہے کہ ضارِ ب کے حروفِ اصلیہ ض۔ د۔ ب ہیں اور الف زائد ہے۔ یعنی ضرب حروف کے اعتبار سے اصل (مشتق منہ) ہے اور ضارِ ب اس کی فرع یعنی مشتق۔ یا مثلاً سَیِّدٌ کے حروفِ اصلیہ س۔ و۔ د ہیں اور باقی زائد، یعنی سود حروف کے اعتبار سے اصل (مشتق منہ) اور سَیِّدٌ اس کی فرع یعنی مشتق ہے۔

خلاصہ یہ کہ علم اشتقاق میں یہ بحث نہیں ہوتی کہ لفظ کی اصلی صورت کیا ہے؟ اور فرعی صورت کیا؟ بلکہ یہ بحث ہوتی ہے کہ لفظ کے اصلی حروف کون سے ہیں؟ اور فرعی (زائد) حروف کون سے؟

غرض

تحصیلُ ملکہِ یُعرفُ بها الانتسابُ علی وجہ الصواب
یعنی علم اشتقاق کی غرض یہ ہے کہ ایسا ملکہ حاصل کر لیا جائے جس کے ذریعہ بعض کلمات کی طرف اصالت، اور بعض کی طرف فرعیت کی نسبت صحیح طریقہ سے کی جاسکے۔

غایت

الاحتراز عن الخلل فی الانتساب۔
یعنی اس علم کی غایت یہ ہے کہ اس کی بدولت اصالت و فرعیت کی نسبت میں غلطی واقع ہونے سے احتراز ہو جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس نسبت میں اگر غلطی واقع ہو جائے یعنی کسی لفظ کا مشتق منہ کسی ایسے لفظ کو سمجھ لیا جائے جو درحقیقت اس کا مشتق منہ نہیں تو الفاظ کے استعمال اور ان کے معانی سمجھنے میں لامحالہ غلطی واقع ہوگی۔

علم الصرف تعریف

الصرف کو التصريف بھی کہتے ہیں اور دونوں کے لغوی معنی 'منتغیر کرنے اور پھیرنے کے ہیں اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ **هُوَ عِلْمٌ يَبْحَثُ فِيهِ عَنِ الْأَعْرَاضِ الذَّاتِيَةِ لِمَفْرَدَاتِ كَلَامِ الْعَرَبِ مِنْ حَيْثُ صَوْرَتُهَا وَهَيْئَتُهَا كَالْإِعْلَالِ وَالْإِدْغَامِ**۔

یعنی علم صرف وہ علم ہے جس میں عربی کلمات مفردہ کے عوارض ذاتیہ سے بحیثیت صورت و ہیئت بحث کی جاتی ہے جیسے کہ اعلال و ادغام وغیرہ۔

لمفردات۔ یعنی ایسے کلمات جو ترکیب میں واقع نہ ہوئے ہوں یا اگر ترکیب میں واقع ہوئے بھی ہوں تو ان کی ترکیب ملحوظ نہ ہو۔ اس تفسیر کے مطابق لفظ مفردات کے ذریعہ علم نحو سے احتراز ہو گیا کیونکہ نحو میں مرکبات کے عوارض ذاتیہ سے اور ایسے مفردات کے عوارض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے جن کا دوسرے کلمات کے ساتھ مرکب ہونا ملحوظ ہو۔

کلام العرب۔ اگر محض صرف عربی کی تعریف مقصود ہو تو یہ قید دوسری زبانوں کے علم صرف سے احتراز ہے اور مطلق علم صرف کی تعریف مقصود ہو تو یہ قید اتفاقی ہے۔ **من حیث صورتها و هیئتها** کی جمع ہے ہیئت کو کہتے ہیں۔ اس قید کے ذریعہ علم لغت سے احتراز ہے کیونکہ اس میں مفردات سے بحث **من حیث الوضع للمعانی الجزئية** ہوتی ہے نہ کہ **من حیث الصورة**۔

نیز اسی قید کے ذریعہ علم اشتقاق سے بھی احتراز ہے کیونکہ اشتقاق میں مفردات سے بحث **من حیث الجوهر** ہوتی ہے جیسا کہ گزر چکا۔ نہ کہ **من حیث الصورة و هیئتها**۔ صورتها پر عطف تفسیری ہے۔ **كالإعلال والإدغام** مفردات کے اُن عوارض ذاتیہ کی مثال ہے جن سے اس فن میں بحث ہوتی ہے۔

تعریف کا حاصل یہ ہے کہ علم صرف ایسا علم ہے جس میں عربی کلمات مفردہ کے اُن عوارض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے جن کا تعلق کلمات کی صورت سے ہے نہ کہ جوہر یا معنی و وضعی سے۔ مثلاً یہ کہ **قَالَ** کی اصلی صورت **قَوْلٌ** تھی، قاعدہ کے مطابق فلاں تعلیل ہو کر **قَالَ** ہو گئی وغیرہ۔ اسی طرح ادغام، تخفیف

ابدال اور قلب مکانی اور کلمات کے اوزان وغیرہ کی بحثیں ہیں۔
مَوْضُوعٌ

المفرداتُ المخصوصةُ من الحیثیة المذکورۃ -
یعنی علم صرف کا موضوع مفردات کلام عرب من حیث الصورۃ ہیں۔
غَرْضُهُ

تحصیل ملکہ یعرفُ بها ما ذکر من الاحوال -
یعنی اس فن سے غرض یہ ہے کہ ایسا ملکہ حاصل کر لیا جائے جس کے ذریعہ مفردات کے احوال مذکورہ یعنی
ان کے عوارض ذاتیہ من حیث الصورۃ پہچانے جاسکیں۔
غَايَتُهُ

الاحتراز عن الخطاء من تلك الجهات -
یعنی اس فن کی غایت یہ ہے کہ معرفت مذکورہ میں خطا اور غلطی سے اجتناب ہو جائے۔

فَنِّ صَرْفِ کا مدوّن اول

قول مشہور یہ ہے کہ فن صرف کے مدوّن اول ابو عثمان بحر المازنی (متوفی ۳۳۹ھ یا ۳۴۰ھ) ہیں، اور ان سے
پہلے یہ الگ فن کی حیثیت سے مدوّن نہیں تھا بلکہ نحو ہی میں اس کے مسائل بھی ذکر کر دیئے جاتے تھے۔
ابو عثمان المازنی علوم عربیہ کے ائمہ میں سے ہیں۔ اخفش کے شاگرد ہیں مگر علوم میں بختگی کا یہ عالم تھا
کہ استاد سے مناظرہ کیا کرتے تھے حتیٰ کہ کئی مسائل میں استاد کو لا جواب کر دیا۔ ان کے بارے میں مبرد کا
قول ہے کہ سیبویہ کے بعد ابو عثمان سے زیادہ نحو کا کوئی بڑا عالم نہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل تصانیف مشہور ہیں
(۱) کتاب القرآن (۲) علل النحو (۳) تفاسیر کتاب سیبویہ (۴) مائین فیہ العامة (۵) التصریف
(۶) الالف واللام (۷) العروض (۸) القوافی (۹) الدیاج فی کتاب سیبویہ۔

یہ تو قول مشہور تھا جو کشف الظنون اور مفتاح السعادة میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ناچیز کی
تحقیق یہ ہے کہ فن صرف کے مدوّن اول ابو عثمان المازنی نہیں بلکہ ان سے ایک صدی قبل امام عظیم

ابو حنیفہ النعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰ھ) ہیں جو فقہ کے مدوّن اوّل ہونے کے علاوہ فن صرف میں بھی ایک مستقل رسالہ تصنیف فرما چکے تھے۔ رسالہ کا نام ”المقصود“ ہے جو مصر کے مشہور مکتبہ و مطبعہ فی البابی الجلی سے ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں طبع ہوا ہے۔ احقر کو یہ رسالہ مکہ مکرمہ میں ایک کتب فروش سے ۱۳۸۲ھ میں ملا تھا۔

نہایت جامع، مختصر مگر واضح اور منضبط متن ہے، اس پر تین شرحیں بھی ساتھ ہی چھپی ہوئی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ المطلوب : اس کے مؤلف کا نام مذکور نہیں۔ محجّات کے مصنفین بھی شارح کے نام سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ لیکن شارح نے اپنے دیباچہ میں جو حال ذکر کیا ہے اس سے اس بات کا ظن غالب ہوتا ہے کہ یہ شرح ۱۱۵۲ھ سے کافی پہلے لکھی گئی ہے۔ بلکہ انداز بیان سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ اس شرح کے مؤلف امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد یا ان سے قریبی تعلق رکھنے والے ہیں۔

۲۔ اَمْعَانُ الْاَنْظَارُ : لُزین الدّین محمّد بن بیدری علی مہدی الدّین المعروف ببیدری۔ انہوں نے یہ شرح ۱۱۵۲ھ میں مکمل کی جیسا کہ انہوں نے شرح کے آخر میں خود ہی تحریر کیا ہے۔ ساتھ ہی یہ بات جزم سے کہی ہے کہ ”المقصود“ کے مصنف امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں۔

۳۔ روح الشّروح : للاستاذ عیسیٰ السیروی،

المقصود اور یہ تینوں شرحیں جناب احمد سعد علی استاذ جامعہ اذہر کی تصحیح کے بعد شائع ہوئی ہیں۔ بعد میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی اس تصنیف کا ذکر منعم المطبوعات العربیہ میں بھی مل گیا۔ منعم مذکور میں اس کا ذکر غلط جگہ ہے اور تینوں جگہ اس کو امام اعظم ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ البتہ ایک جگہ ”کشف الظنون“ کے حوالہ سے اس کتاب (المقصود) کے مؤلف کے بارے میں اختلاف نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں اور بعض نے کہا... کوئی اور ہیں۔

منعم المطبوعات العربیہ ہی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ”المقصود“ اپنی شرح ”المطلوب“ کے ساتھ ۱۲۹۳ھ و ۱۳۱۰ھ و ۱۳۲۲ھ میں بھی مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہے۔

بہر حال اگر اس تالیف کی نسبت امام اعظمؒ کی طرف صحیح ہے جیسا کہ ظن غالب ہے تو کتاب ”المقصود“ اس بات کا شاہد عدل ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ ہی فن صرف کے بھی مدوّن اوّل ہیں۔ واللہ اعلم بہ۔

مصنف علم الصیغہ

علم الصیغہ کے مصنف مفتی عنایت احمد صاحب بن محمد بخش بن غلام محمد بن لطف اللہ ہیں۔ سنہ ۱۲۲۸ھ میں قصبہ دیوہ (بکسر الدال المملکہ ضلع بارہ بٹی) میں پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں رام پور آئے جہاں سید محمد صاحب بریلویؒ کے پاس نحو و صرف کی تعلیم حاصل کی، پھر زمانہ دراز تک مولانا حیدر علی ٹونکیؒ اور مولانا نور الاسلام دہلویؒ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کئے۔ اس کے بعد دہلی میں شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ پھر علیگڑھ تشریف لے گئے وہاں شیخ بزرگ علی مارہروی رح سے (مدرسہ جامع مسجد میں) علوم عقلیہ کی تکمیل کی۔

فراغت کے بعد (اسی مدرسہ میں) تدریسی خدمات شروع کیں۔ ایک سال بعد مفتی کے عہدہ پر فائز ہوئے جس کے فرائض تدریس کے ساتھ ہی انجام دیتے رہے، پھر عہدہ قضا پر فائز ہوئے۔ دو سال بعد آپ کو بریلی میں ”صدر الامین“ کے منصب پر فائز کیا گیا۔ چار سال بعد ”صدر الصدور“ کے منصب جلیل پر متمکن ہوئے اور آپ کا تبادلہ اکبر آباد (آگرہ) کر دیا گیا۔

ابھی روانگی عمل میں نہیں آئی تھی کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کا مشہور چہاد شروع ہو گیا اور آپ آگرہ نہ جاسکے۔ موصوف نے مسلمان مجاہدین کی مالی امداد کا فتویٰ دیا۔ مگر مسلمانوں کو شکست ہوئی اور انگریز کی ظالم حکومت نے موصوف کو جلا وطن کر کے جزیرہ انڈمین (کالا پانی) بھیج دیا۔

مفتی صاحب موصوف نے جزیرہ انڈمین میں بھی تدریس اور تالیف و تصنیف کا کام جاری رکھا۔ وہاں کسی علم کی کوئی کتاب ان کے پاس نہ تھی۔ محض اپنے غیر معمولی حافظہ سے مختلف علوم و فنون میں کئی کتابیں تصنیف کیں جن کی صحت و افادیت کا مشاہدہ و اعتراف علماء نے کیا۔ علم الصیغہ بھی اسی جزیرہ میں تصنیف کی گئی۔ جزیرہ کے انگریز حاکم نے ان سے فرمائش کی کہ کتاب ”تقویر البلدان“ کا عربی سے اردو میں ترجمہ کر دیں تاکہ اردو سے انگریزی میں وہ خود ترجمہ کر سکے۔ یہ ترجمہ دو برس

۱۔ مصنف کے یہ سب حالات ترجمہ الخواطر ص ۲۳ تا ۲۴ ج ۲ سے ماخوذ ہیں۔ بعض تفصیلات جناب محمد ایوب قادری ایم اے کے ایک غیر مطبوعہ مقالہ سے ماخوذ ہیں جو ہم نے یہاں توسیع میں ذکر کی ہیں ۱۲ رفیع

میں مکمل ہوا اور یہی رہائی کا سبب بنا۔

سنہ ۱۲۷۷ھ میں رہائی پا کر آپ کا کوری (ہندوستان) آئے، پھر مستقل قیام کانپور میں کیا۔ یہاں مدرسہ ”فیض عام“ قائم کیا جو کانپور کی مشہور اسلامی درس گاہ ہے۔

وفات

رہائی کے دو سال بعد سنہ ۱۲۷۹ھ میں حج کے لئے بذریعہ بحری جہاز روانہ ہوئے۔ مفتی صاحب امیر قافلہ تھے۔ جدہ کے قریب پہاڑ سے ٹکرا کر جہاز ڈوب گیا مفتی صاحب اور تمام رفقاء اسی میں غریق ہوئے۔ **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**۔

آپ کی تصانیف

آپ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔ بعض طبع بھی ہو چکی ہیں (ابتدائی دس کتابوں کے نام تاریخی ہیں)

- (۱) علم الفرائض (۲) ملخصات الحساب (۳) الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین (۴) ضحیٰ الفردوس (بخاری کی ایک حدیث کی شرح ہے) (۵) بیان قدر شب برات (۶) رسالہ رد میلہ ہا (مسلمان ہندوؤں کے میلوں میں شرکت کرتے تھے اس کے رد میں لکھا گیا) (۷) ہدایات الاضاحی (۸) الدر الفرید فی مسائل الصیام والعیاد (۹) علم الصیغہ (۱۰) فضائل علم و علمائے ابن (۱۱) محاسن عمل الافضل فی الصلوٰۃ (۱۲) وظیفہ کریمہ (جزیرہ انڈین میں لکھی گئی طبع ہو چکی ہے) (۱۳) فضائل درود و سلام (۱۴) خبشتہ بہار (گلستان کے طرز پر ادب کی کتاب ہے جزیرہ انڈین میں تصنیف ہوئی) (۱۵) احادیث الحبیب المتبرکہ (چہل حدیث ہے جزیرہ انڈین میں لکھی گئی طبع ہو چکی ہے) (۱۶) تواریخ حبیب الکر (سیرت کی کتاب ہے۔ جزیرہ انڈین میں لکھی گئی) (۱۷) ترجمہ تقویم البلدان۔ اُردو میں ہے (۱۸) مواقع النجوم۔ جدید علم ہیئت پر ہے جسے اُس زمانہ کے گورنر جنرل نے بہت پسند کیا۔

علوم عقلیہ و نقلیہ میں غیر معمولی تجربہ تصانیف سے واضح ہے۔ ادب کا شستہ ذوق رکھتے تھے۔ (اُردو کے بھی اکثر شعرا کا کلام یاد تھا، مفتی صاحب موصوف کی بعض قلمی تحریریں مع دستخط کے مولانا حبیب الرحمن شیروانی کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔)

آپ کے شاگرد

موصوف کے بہت شاگرد ہوئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل دہ بزرگ خاص شہرت رکھتے ہیں۔

(۱) مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھ ہی۔

(۲) مولانا سید حسین شاہ صاحب بخاری۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مصنف رحمۃ اللہ کو ان کی دینی خدمات اور عظیم الشان قربانیوں پر
جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے علمی فیوض کو قیامت تک جاری رکھے۔ آمین
وَاٰخِرُ كَوْلًا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محمد رفیع عثمانی غفرلہ ولوالدیہ

خادم طلباء دارالعلوم کراچی

۲۷ شعبان سنہ ۱۳۸۷ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِيَدِهِ تَصْرِيفُ الْأَحْوَالِ وَتَخْفِيفُ الْأَثْقَالِ،
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْهَادِينَ إِلَى خَيْرِ الْأَفْعَالِ وَعَلَى
آلِهِ وَصَحْبِهِ الْمُضَارِعِينَ لَهُ فِي الصِّفَاتِ وَالْأَعْمَالِ

افابعد، پروردگار بے نیاز کا بندہ نیاز مند محمد عنایت احمد غفرلہ اَلْحَمْدُ عرض کرتا ہے کہ علم صرف کی یہ کتاب شفیق محسن جامع محاسن حافظ وزیر علی صاحب کی خاطر جزیرہ اندمین میں تصنیف کی گئی تھی۔ جزیرہ اندمین میں مجھے کرمہ تقدیر نے پہنچا دیا تھا۔ بوقت تصنیف کسی علم کی کوئی کتاب میرے پاس نہ تھی۔ حقیر نے یہ کتاب اس انداز سے لکھی ہے کہ میزان و منشعب، پنج گنج، زبدہ اور صرف میر کے قائم مقام ہو سکے اور دوسرے فوائد پر بھی مشتمل ہو۔ نفع اللہ بہ الطالبین و درہم قہر و ایای التباء سنۃ سیل المرسلین صلی اللہ علیہ و علی آلہ اجمعین۔
 یہ رسالہ ایک مقدمہ اور چار ابواب پر مشتمل ہے۔

مقدمہ

تقسیم کلمہ اور اسکی اقسام کے بیان میں

کلمہ : لفظ موضوع مفرد کو کہتے ہیں اور اس کی تین قسمیں ہیں۔ فعل، اسم، حرف
فعل : وہ ہے جو ازمنہ ثلاثہ یعنی ماضی، حال و استقبال میں سے کسی ایک کے ساتھ معنی
مستقل پر دلالت کرے جیسے صَرَبَ يَصْرِبُ۔
اسم : وہ ہے جو بغیر ازمنہ ثلاثہ کے معنی مستقل پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ وَضَارِبٌ۔

۵۱ قولہ فعل المصنعت نے فعل کو یہاں اس لئے مقدم کیا کہ علم صرف کی ابجاث کا تعلق سب سے زیادہ فعل سے ہے برخلاف نحوین کے کہ وہ اسم کو مقدم کرتے ہیں۔ کیونکہ نحو کی ابجاث سب سے زیادہ اسم سے متعلق ہیں۔ ۱۲ اور ۵۲ قولہ بغیر از منہ ثلاثہ کے الإن فعل میں دلالت علی الزمان ہونے اور اسم میں نہ ہونے کی قید ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ (باقی صفحہ آئندہ پر)

حرف وہ ہے کہ معنی غیر مستقل پر دلالت کرے۔ یعنی دوسرا کلمہ بلا بغیر اسکے معنی سمجھ میں آسکیں جیسے من و والی۔
معنی اور زمانہ کے اعتبار سے فعل کی تین قسمیں ہیں۔ ماضی، مضارع، امر۔
ماضی : وہ ہے کہ زمانہ گذشتہ میں کسی معنی کے وقوع پر دلالت کرے جیسے فعل کیا اُسٹل ایک مرد نے زمانہ گذشتہ میں۔

پر دلالت نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ لفظ الان کی دلالت زمانہ موجودہ پر بالماذہ ہے نہ کہ بالہیت۔ اسی طرح لفظ الماضی (اسم فاعل) میں زمانہ گذشتہ پر دلالت بالماذہ ہے بالہیت نہیں کیونکہ یہ اَلْفَاعِلُ کے وزن پر ہے اور یہ وزن زمانہ کیلئے وضع نہیں ہوا ورنہ اس وزن کے تمام دوسرے الفاظ مثلاً القاضی، والراحمی، والغازی وغیرہ میں بھی زمانہ پر دلالت ہوتی۔ یہی حال معترض کے پیش کردہ تمام اسماء کا ہے۔ غور کرو گے تو خود سمجھ لو گے کہ ان سب کی دلالت علی الزمان مادہ کی وجہ سے ہے نہ کہ بہیت کی وجہ سے۔

مذکورہ دونوں باتیں ذہن نشین کر لینے کے بعد اعتراض کا جواب سمجھو، اور وہ یہ کہ اسم و فعل کی تعریف میں زمانہ پر دلالت سے مراد دلالت بالہیت ہے نہ کہ دلالت بالماذہ۔ چنانچہ فعل میں ضروری ہے کہ وہ زمانہ پر بالہیت دلالت کرے، دلالت بالماذہ کافی نہیں جیسے ضَرْبُ، اور اسم میں ضروری ہے کہ وہ زمانہ پر دلالت بالہیت نہ کرتا ہو، دلالت بالماذہ ہو جائے تو مضر نہیں جیسے معترض کے پیش کردہ اسماء میں کہ دلالت علی الزمان بالماذہ نہ کہ بالہیت، لہذا یہ اسم کی تعریف میں داخل اور فعل کی تعریف سے خارج ہیں۔ اور تعریف جامع و مانع ہے مگر بہتر ہوتا کہ مصنف تعریف میں دلالت کے ساتھ بالہیت کی قید صراحتاً ذکر فرمادیتے کہ مذکورہ اعتراض پیدا ہی نہ ہوتا۔

(حاشیہ صفحہ ۲۲)

۱۔ قولہ معنی اور زمانہ الم مصنف پہلے سے فعل کی تقسیمات مختلف حیثیات سے شروع فرماتے ہیں۔
۲۔ بڑی تقسیمیں تین ہیں۔ پھر ہر بڑی تقسیم کے ماتحت چھوٹی چھوٹی تقسیمات اور ہر تقسیم میں چند اقسام ہیں۔ یہ پہلی بڑی تقسیم ہے جو معنی و زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ ۱۲۔ محمد رفیع عثمانی غفرلہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اسم کی تعریف جامع نہیں اور فعل کی تعریف مانع نہیں کیونکہ بعض اسماء ایسے ہیں کہ وہ ازمنہ ثلاثہ میں سے کسی ایک پر دلالت کرتے ہیں جیسے لفظ الماضی و اَمْس اور لفظ الان و الان لفظ المستقبل و غدا لہذا ان پر فعل کی تعریف صادق آئی نہ کہ اسم کی؟ جواب سے پہلے دو باتیں سمجھنا ضروری ہیں، ایک یہ کہ لفظ کی دلالت بعض معنی پر تو لفظ کے مادہ یعنی حروفِ اصلہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور بعض معنی پر لفظ کی خاص بہیت اور وزن کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے لفظ ضَرْبُ فعل ماضی کہ اس کے معنی ہیں ”مارا اس نے زمانہ گذشتہ میں“ اس معنی کے دو جز ہیں۔ ایک معنی مصدری یعنی مارنا اور دوسرا جز زمانہ گذشتہ ہے۔ لفظ ضَرْبُ اپنے معنی کے جز اول پر دلالت اپنے مادہ ض۔ ب کی وجہ سے کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ جس جس لفظ میں بھی ض۔ ب ہوتے ہیں اس میں معنی ضرب پائے جاتے ہیں خواہ وہ لفظ کسی وزن پر ہو۔ اور دوسرے جزو یعنی زمانہ گذشتہ پر دلالت یہ لفظ اپنے خاص وزن فَعْلُ کی وجہ سے کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لفظ بھی اس وزن پر ہو اس میں معنی زمانہ گذشتہ کے ضرور ہوتے ہیں خواہ وہ کسی مادہ سے ہو جیسے نَصَرَ، فَتَحَ وغیرہ۔ جب یہ ذہن نشین ہو گیا کہ لفظ کی دلالت بعض معنی بالماذہ ہوتی ہے اور بعض بالہیت، تو اب دوسری بات یہ سمجھو کہ معترض نے جو اسماء پیش کئے ہیں ان میں زمانہ پر دلالت بالماذہ ہے بالہیت نہیں۔ مثلاً لفظ الان کہ زمانہ موجودہ پر دلالت کرتا ہے لیکن یہ دلالت اس کے مادہ (حروف ترکیبہ) کی وجہ سے ہے نہ کہ اس کے وزن الفعل کی وجہ سے، کیونکہ یہ وزن زمانہ پر دلالت کرنے کیلئے وضع نہیں ہوا، ورنہ ہر وہ لفظ جو اس وزن پر آتا زمانہ پر دلالت کرتا حالانکہ ایسا نہیں۔ دیکھو اَلْفَاعِلُ بھی اسی وزن پر ہے مگر زمانہ

مضارع۔ وہ ہے کہ زمانہ موجود یا آئندہ میں کسی فعل کے وقوع پر دلالت کرے جیسے یَفْعَلُ کرتا ہے یا کرے گا وہ ایک مرد زمانہ موجودہ یا آئندہ میں۔

امر۔ وہ ہے کہ فاعل مخاطب سے زمانہ آئندہ میں کسی کام کی طلب پر دلالت کرے جیسے اَفْعَلْ کر تو ایک مرد زمانہ آئندہ میں۔

اگر فعل ماضی یا مضارع کی نسبت فاعل یعنی کام کرنے والے کی طرف ہو تو وہ معروف ہے جیسے ضَرَبَ مارا اس ایک مرد نے، یَضْرِبُ مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد۔ اور اگر مفعول کی طرف ہو یعنی جس پر فعل واقع ہوا ہے تو وہ مجہول ہے جیسے ضَرَبَ مارا گیا وہ ایک مرد۔ یَضْرِبُ مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا وہ ایک مرد۔ اور امر ہمیشہ معروف ہی ہوتا ہے۔

ماضی و مضارع معروف و مجہول اگر فعل کے ثبوت پر دلالت کریں تو اثبات کہلاتے ہیں۔ جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ، اور اگر نفی پر دلالت کریں تو نفی کہلاتے ہیں جیسے مَا ضَرَبَ وَلَا یَضْرِبُ۔ حروف اصلیہ کی تعداد کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔ ثلاثی، رباعی۔

ثلاثی، وہ ہے کہ جس میں حروف اصلی تین ہوں جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ۔ رباعی وہ ہے جس میں حروف اصلی چار ہوں جیسے بَعَثَ یُبْعِثُ، پھر ان دونوں میں سے ہر ایک یا تو مجرد ہوگا کہ اسکی ماضی میں مجرد تین یا چار حروف اصلی کے کوئی حرف زائد نہ ہوگا یا ”مزید فیہ“ کہ اسکی ماضی میں حروف اصلیہ کے علاوہ کوئی حرف زائد بھی ہوگا۔ ثلاثی مجرد کی مثال نَصَرَ یَنْصُرُ، اور ثلاثی مزید فیہ کی مثال اِجْتَنَبَ وَاکْتَمَ ہے۔ رباعی مجرد کی مثال بَعَثَ اور رباعی مزید فیہ کی مثال تَسَرَّبَ وَابْتَرَشَتْ ہے۔

اقسام حروف کے اعتبار سے فعل کی چار قسمیں ہیں۔ صحیح، مہموز، مقتل، مضاعف۔ صحیح وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی میں ہمزه، حرف علت، اور دو حرف ایک جنس کے نہ ہوں۔ حرف علت داؤ، الف اور یاء کو کہتے ہیں ان کا مجموعہ ”وائے“ ہے۔ اب تک جو مثالیں گزریں وہ سب صحیح کی تھیں۔

مہموز وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی میں ہمزه ہو اگر فارکی جگہ ہو تو اسے مہموز فاکتہ ہیں جیسے اَمَرَ۔ اگر عین کی جگہ ہو تو مہموز عین جیسے سَمَلَ۔ اور اگر لام کی جگہ ہو تو مہموز لام کہتے ہیں جیسے قَرَأَ۔

۱۔ مجہول نہیں ہوتا اور مضارع مجہول باللام کو ”امر مجہول“ جازا کہتے ہیں ۱۲ رufe ۵۲ قولہ حروف اصلیہ فی فعل کی دوسری تقسیم ہے۔ پہلی اور دوسری تقسیم کے درمیان جو تقسیمات گزریں وہ ضمنی تقسیمات تھیں ۱۲ رufe ۵۳ قولہ اقسام حروف فی فعل کی تیسری بڑی تقسیم ہے۔ دوسری اور تیسری بڑی تقسیم کے درمیان جو تقسیم مذکور ہے وہ ضمنی ہے ۱۲ رufe ۵۴ چنانچہ جس فعل کے حروف اصلیہ میں ہمزه یا حرف علت یا دو حرف ایک جنس کے ہوں وہ صحیح نہیں کہلائے گا ۱۲ رufe

معتل وہ ہے کہ جس کے حروفِ اصلیہ میں حرفِ علت ہو اگر ایک ہی ہے تو اسکی تین قسمیں ہیں۔
معتل فا سے مثال کہتے ہیں جیسے وَعَدَا، يَسَّرَ۔ معتل عین اسے اجوف کہا جاتا ہے جیسے قَالَ اور
معتل لام کہ اسے ناقص کہتے ہیں جیسے دَعَا رَحِمَى۔

اور اگر دو حرفِ علت ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ مقرون کہ جس کے
دونوں حرفِ علت متصل ہوں جیسے طَلَوِی اور مفروق جس کے دونوں حرفِ علت منفصل ہوں جیسے وَفَى
مضاعف، وہ ہے کہ جس کے حروفِ اصلیہ میں دو حرفِ ایک جنس کے ہوں جیسے قَرَّوَزْلَزَل
اس طرح یہ کُل دس قسمیں ہوں گی۔ ایک صحیح تین مہموز پانچ معتل اور ایک مضاعف مگر علماء صرف
نے کثرتِ مباحث صرفیہ کی وجہ سے سات قسمیں خصوصی طور پر قابل ذکر سمجھی ہیں جو اس شعر میں
آگئی ہیں ۵

صحیح است و مثال است و مضاعف

لفیف و ناقص و مہموز و اجوف

اسم کی تین قسمیں ہیں۔ مصدر، مشتق، جامد

مصدر وہ ہے کہ جو کسی کام پر دلالت کرے اور اس کے فارسی ترجمہ کے آگے دُن یا تَن ہو جیسے
الْقَرْبُ زدن۔ اَلْقَتْلُ کشتن، اور مشتق وہ ہے جو فعل سے نکلا ہو جیسے ضَارِبٌ وَمُنْصَرِفٌ۔ اور
جامد وہ ہے کہ جو نہ مصدر ہو اور نہ مشتق جیسے رَجُلٌ وَجَعْفَرٌ۔ مصدر اور مشتق بھی اپنے فعل کی
طرح ثلاثی، رباعی، مجرّد اور مزید فیہ ہوتے ہیں۔ نیز صحیح و غیرہ دس قسمیں ان میں بھی ہوتی ہیں۔
اور جامد کی باعتبار حروف کی تعداد کے چھ قسمیں ہیں۔

ثلاثی مجرّد جیسے رَجُلٌ۔ ثلاثی مزید فیہ جیسے حَمَارٌ۔ رباعی مجرّد جیسے جَعْفَرٌ۔ رباعی
مزید فیہ جیسے قَرَّوَزْلَزَلٌ یا خاسی جیسے سَفَرٌ جَلٌ یا خاسی مزید فیہ جیسے قُبْعَتْرَى، اور انواع
حروف کے اعتبار سے اس کی بھی دس ہی قسمیں ہیں۔

چونکہ فعل میں تصریفات بہت ہوتی ہیں اور اسم میں کم اور حرف میں بالکل نہیں ہوتیں اسلئے
صُرُفِی کے پیشِ نظر عموماً فعل ہوتا ہے :

۱۔ قولہ قَتَرَ۔ اصل میں قَرَّوَزْلَزَل تھا۔ ادغام کی وجہ سے قَرَّ ہو گیا ۱۲ رنے ۱۵ قولہ فارسی المصدر کا ترجمہ اگر دو میں کیا جائے
تو اس کے آخر میں لفظ "نا" ہوتا ہے جیسے الْقَرْبُ مارنا، الْقَتْلُ قتل کرنا ۱۵ موٹا اونٹ ۱۲ حاشیہ علم الصیغہ فارسی :

نفی فعل ماضی مجہول

مَا فَعِلَ مَا فَعِلَ تَاْخِرًا يُّضًا لَا فَعِلَ لَا فَعِلَ تَاْخِرًا -

مضارع کے گیارہ صیغے ہیں -

اثبات فعل مضارع معروف

يَفْعُلُ - يَفْعُلَانِ - يَفْعُلُونَ - تَفْعُلُ - تَفْعُلَانِ - تَفْعُلُونَ - تَفْعُلِينَ - تَفْعُلِينَ - نَفْعُلُ - نَفْعُلَانِ - نَفْعُلُونَ - عَيْنِ مِثْلِ تِنِیْنِ حَرَکَاتِ ہيْنِ -

پہلے تین صیغے مذکر غائب کے لئے ہیں۔ اول واحد، دوم ثنئیہ، سوم جمع، ان کے بعد اسی ترتیب سے تین صیغے مؤنث غائب کے ہیں مگر ان میں سے تَفْعُلُ، واحد مذکر حاضر کے لئے بھی آتا ہے۔ چنانچہ یہ دو صیغوں کے قائم مقام ہے اور تَفْعُلَانِ ثنئیہ مذکر و مؤنث حاضر کے لئے بھی آتا ہے لہذا یہ تین صیغوں کے قائم مقام ہے اور تَفْعُلُونَ صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اور تَفْعُلِينَ واحد مؤنث حاضر اور تَفْعُلِينَ جمع مؤنث حاضر ہے اور اَفْعُلُ واحد متکلم مذکر و مؤنث اور نَفْعُلُ ثنئیہ جمع مذکر و مؤنث متکلم مع الغیر ہے۔

اثبات مضارع مجہول

يُفْعَلُ - يُفْعَلَانِ - يُفْعَلُونَ - تَفْعَلُ - تَفْعَلَانِ - تَفْعَلُونَ - تُفْعَلِينَ - تُفْعَلِينَ - اُفْعَلُ - اُفْعَلَانِ - اُفْعَلُونَ - نَفْعَلُ - نَفْعَلَانِ - نَفْعَلُونَ - لا يُفْعَلُ - لا يُفْعَلَانِ - لا يُفْعَلُونَ -

نفی مضارع معروف

نفی مضارع مجہول

لا يُفْعَلُ - لا يُفْعَلَانِ - لا يُفْعَلُونَ -

جب مضارع پر "لَنْ" داخل ہوتا ہے تو یَفْعُلُ - تَفْعُلُ - اَفْعُلُ - اور نَفْعُلُ میں نصب کر دیتا ہے اور یَفْعُلَانِ - تَفْعُلَانِ - یَفْعُلُونَ - تَفْعُلُونَ اور تَفْعُلِينَ سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے۔ اور یَفْعُلَانِ و تَفْعُلَانِ میں کچھ عمل نہیں کرتا اور مضارع مثبت کو نفی تاکید مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔

نفی تاکید بن در فعل مستقبل معروف

لَنْ يَفْعَلَ - لَنْ يَفْعَلَا - لَنْ يَفْعَلُوا - لَنْ تَفْعَلَ - لَنْ تَفْعَلَا - لَنْ يَفْعَلَنَّ -

لہ قولہ یَفْعَلُ اَلْم یعنی واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغوں

میں خواہ وہ مجرد کے باب سے ہوں یا مزید کے ۱۲ حرف

امر غائب متکلم معروف

لِيَفْعُلْ، لِيَفْعُلَا، لِيَفْعُلُوا، لَتَفْعُلْ، لَتَفْعُلَا، لَتَفْعُلُنْ، لَا فَعُلْ، لَا فَعُلْ، لَا فَعُلْ.

امر مجہول

لِيَفْعُلْ، لِيَفْعُلَا، لِيَفْعُلُوا، لَتَفْعُلْ، لَتَفْعُلَا، لَتَفْعُلُنْ، لَا فَعُلْ، لَا فَعُلْ، لَا فَعُلْ.

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ

أَفْعُلَنَّ، أَفْعُلَانِ، أَفْعُلُنْ، أَفْعُلَنَّ، أَفْعُلَانِ.

بانون خفیضہ

أَفْعُلَنَّ، أَفْعُلَانِ، أَفْعُلُنْ.

امر غائب متکلم معروف بانون ثقیلہ

لِيَفْعُلَنَّ، لِيَفْعُلَانِ، لِيَفْعُلُنْ، لَتَفْعُلَنَّ، لَتَفْعُلَانِ، لَتَفْعُلُنْ، لَا فَعُلَنَّ، لَا فَعُلَانِ، لَا فَعُلُنْ.

بانون خفیضہ

لِيَفْعُلَنَّ، لِيَفْعُلَانِ، لِيَفْعُلُنْ، لَا فَعُلَنَّ، لَا فَعُلَانِ، لَا فَعُلُنْ.

امر مجہول بانون ثقیلہ

لِيَفْعُلَنَّ، لِيَفْعُلَانِ، لِيَفْعُلُنْ. آخر تک یہ مضارع مجہول کی طرح ہے مگر یہ کہ اس کلام محسوس ہے

امر مجہول بانون خفیضہ

لِيَفْعُلَنَّ آخر تک مضارع مجہول کی طرح

فصل دوم، در بیان اسمائے مشتقہ

فعل سے چھ اسم مشتق ہوتے ہیں، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ، اسم آلہ، اسم ظرف

(۱) اسم فاعل: یہ کام کرنے والے پر دلالت کرتا ہے۔ شافی مجرد سے مطلقاً فاعل کے وزن پر آتا ہے۔

۱۔ قولہ اس کلام محسوس ہے۔ بخلاف مضارع مجہول بانون ثقیلہ کے کہ اسمیں لام مفتوح ہے کیونکہ اسمیں لام تاکید

کے لئے ہے اور لام تاکید ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہاں لام لام امر ہے اور لام امر ہمیشہ مکتور ہوتا ہے۔ ۱۲۔ حرف

بحث اسم فاعل

فَاعِلٌ، فَاعِلَانِ، فَاعِلَيْنِ، فَاعِلُونَ، فَاعِلِينَ، فَاعِلَةٌ، فَاعِلَتَانِ، فَاعِلَتَيْنِ، فَاعِلَاتٌ
تثنیہ حالت رفعی میں الف کے ساتھ آتا ہے۔ اور حالت نصبی و جرّی میں یائے ماقبل مفتوح کے ساتھ
اور نونِ تثنیہ مکسور ہوتا ہے۔ اور جمع حالت رفعی میں واؤ کے ساتھ آتی ہے۔ اور حالت نصبی و جرّی میں یائے
ماقبل مکسور کے ساتھ اور نون جمع مفتوح ہوتا ہے۔

(۲) اسم مفعول : ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہو، یہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے
وزن پر آتا ہے۔

بحث اسم مفعول

مَفْعُولٌ، مَفْعُولَانِ، مَفْعُولَيْنِ، مَفْعُولُونَ، مَفْعُولِينَ، مَفْعُولَةٌ، مَفْعُولَتَانِ، مَفْعُولَتَيْنِ، مَفْعُولَاتٌ۔

(۳) اسم تفضیل : یعنی جو بہ نسبت دوسرے کے زیادتی معنی فاعلیت پر دلالت کرے افعَلُ کے وزن
پر آتا ہے مگر لون اور عیب سے نہیں آتا کیونکہ ان دونوں میں افعَلُ صفت مشبہ کے واسطے آتا ہے
جیسے أَحْسَرُ، أَعْلَى اور غیر ثلاثی مجرد سے بھی نہیں آتا۔

بحث اسم تفضیل

أَفْعَلٌ، أَفْعَلَانِ، أَفْعَلَيْنِ، أَفْعَلُونَ، أَفْعَلِينَ، أَفْعَلَةٌ، أَفْعَلَتَانِ، أَفْعَلَتَيْنِ، أَفْعَلَاتٌ۔

أَفْعَلٌ جمع تکسیر مذکر ہے اور أَفْعَلٌ جمع تکسیر مؤنث اور أَفْعَلُونَ و أَفْعَلَتَانِ جمع سالم۔
جمع سالم اس کو کہتے ہیں کہ جس میں اس کے واحد کا وزن سالم رہے۔ مذکر میں واؤ اور نون کے ساتھ
آتی ہے اور مؤنث میں الف اور تاء کے ساتھ اور جمع تکسیر وہ ہے جس میں واحد کا وزن سالم نہ رہے۔
اسم تفضیل کبھی زیادتی معنی مفعولیت کے واسطے بھی آتا ہے جیسے أَشْهَرُ بمعنی مشہور تر۔

(۴) صفت مشبہ : وہ ہے کہ جو معنی مصدری کے ساتھ کسی ذات کے بطور ثبوت متصف ہونے پر دلالت

۵۴ یعنی جمع مکسر ۵۵ قولہ بطور ثبوت الیٰ یعنی اس طرح
متصف ہو کہ وہ معنی مصدری اس ذات سے کسی وقت بھی
الگ نہ ہوتے ہوں۔ جیسے سَمِعَ اللہ جل شانہ کی صفت ہے
کہ کسی وقت بھی سَمِعَ (سننا) ان سے جدا نہیں ہوتا (باقی برکت)

۵۶ قولہ صفت مشبہ اگر لون و عیب سے تفضیل کے لئے
بھی آنے لگے تو التباس پیدا ہو جائے گا۔ ۱۲ رت
۵۷ قولہ أَفْعَلٌ یہ افعَل کی جمع مکسر ہے۔ ۱۲ رت
۵۸ قولہ أَفْعَلٌ یہ فعل کی جمع مکسر ہے۔ ۱۲ رت

کرے اور اسم فاعل بطریقِ حدود متصف ہونے پر دلالت کرتا ہے اسی وجہ سے صفت مشبہ ہمیشہ لازم ہوتی ہے خواہ وہ فعل متعدی ہی سے بنے پس سَامِعٌ اور سَمِيعٌ میں فرق یہ ہے کہ سَامِعٌ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو بالفعل سننے کے ساتھ متصف ہو لہذا اس کے بعد مفعول آسکتا ہے جیسے سَامِعٌ كَلَامَكَ اور سَمِيعٌ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو سمع کے ساتھ بطور دوام متصف ہو کسی چیز سے اس کا تعلق ملحوظ نہیں ہوتا بلکہ عدم اعتبار تعلق ملحوظ ہوتا ہے۔ لہذا سَمِيعٌ، كَلَامَكَ نہیں کہہ سکتے۔

صفت مشبہ کے اوزان بہت ہیں جیسے صَعْبٌ، صَفْرٌ، صُلْبٌ، حَسَنٌ، خَشِنٌ، نَدَسٌ، زَمَحٌ، بِلَزٌ، حُطَمٌ، جُنْبٌ، أَحْمَرٌ، كَابِرٌ، كَبِيرٌ، عَفْوٌ، جَيِّدٌ، جَبَانٌ، هَجَانٌ، شَجَاعٌ، عَظْشَانٌ، عَظْشَى، حُبْلَى، حَمْرَاءٌ، عَشْرَاءٌ۔

بحث صفت مشبہ

حَسَنٌ، حَسَنَانٌ، حَسَنَيْنِ، حَسَنُونٌ، حَسِينِ، حَسِينَةٌ، حَسَنَتَانِ، حَسَنَتَيْنِ، حَسَنَاتٌ۔

(بقیہ ملت) نیز سمیع اس ذات کو کہتے ہیں جس کی سماعت ٹھیک حالت میں ہو اور وہ جب چاہے سن سکتا ہو۔ ایسا شخص اگر اپنے کان ہاتھ سے بند کر لے کہ کچھ سنائی نہ دے تو اس حالت میں بھی اس کو سمیع کہا جائیگا کیونکہ صفت سماعت اسکے اندر اس وقت بھی موجود ہوتی ہے کوئی بھی اسے بہرائیں کہتا۔ ہاں اس کو سامع نہیں کہہ سکتے کیونکہ سامع اس کو کہتے ہیں جو فی الحال سن رہا ہو۔ اسکے برعکس ایک بہر آدمی اگر اتفاق سے کوئی بات سن لے اس کو سامع تو کہہ سکتے ہیں مگر سمیع نہیں کہہ سکتے ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲)

۱۵ یعنی ذات معنی مصدری سے اس طرح متصف ہو کہ یہ معنی مصدری عارضی طور پر اس ذات کے ساتھ قائم ہو گئے ہوں، ہمیشہ اس کے ساتھ قائم نہ رہتے ہوں جیسے سَامِعٌ ایسے شخص کو کہیں گے جو کسی بات کو فی الحال سن رہا ہو لیکن یہ سننا (معنی مصدری) اس سے الگ بھی ہو جاتا ہے چنانچہ اگر وہ کانوں کو بند کر لے یا سو جائے تو اس وقت سمیع (سننا) اس میں نہیں پایا جاتا، ہاں اس کو اس حالت میں سَمِيعٌ کہہ سکتے ہیں کیونکہ صفت سماعت یعنی سننے کی اہلیت اسمیل اس وقت بھی موجود ہے

۱۵ مثلاً مفعول یہ معنی سموع سے ۱۲ مترجم غفرلہ
۱۵ صَعْبٌ بالفتح دشوار (از کرم) صَفْرٌ بالکسرالی (از سمع) صُلْبٌ بالضم سخت (از کرم) حَسَنٌ بالفتحین، اچھا (از کرم) خَشِنٌ بالفتح فاد کسر عین، سخت کھردرا، نَدَسٌ بالفتح اول ضم ثانی زیرک ذہین (از سمع) زَمَحٌ بکسر زاء مجزوع فتح ہمزہ پرانگندہ (از صر) بِلَزٌ بکسر بار موحده ولام و زار مجزوع، فربہ حُطَمٌ بالضم حائے ہملہ و فتح طائے ہملہ پرانگندہ (از ضرب) جُنْبٌ بالفتحین ناپاک (از کرم) أَحْمَرٌ سرخ کابِرٌ بوزن اسم فاعل بڑا (از کرم) کَبِيرٌ بڑا (از کرم) عَفْوٌ بالفتح عین مجزوع چھپانوا لامعا کرمیہ الاجید بالفتح جیم و تشدید یاء اچھا عمدہ (از نصر) جَبَانٌ بالفتح جیم و بای موحده بزل (از کرم) هَجَانٌ بکسر یاء جیم سفید اونٹ شجاع بضم شین مجزوع جیم و عین ہملہ بہادر، دلیر (از کرم) عَظْشَانٌ بالفتح عین ہملہ و سکون طاء ہملہ و شین مجزوع پیاسا عطشانی بفتح عین و سکون طائے ہملہ و شین مجزوع و الف مقصورہ پیاسی عورت حُبْلَى بالضم حائے ہملہ و سکون بای موحده ولام و الف مقصورہ حاملہ عورت (از سمع) حَمْرَاءٌ بالفتح حائے ہملہ و سکون میم رائے ہملہ و الف محدودہ سرخ عورت عَشْرَاءٌ بالضم عین ہملہ و فتح شین مجزوع و الف مقصورہ دس لہ کی گاہن اونٹنی ۱۲۔ (حاشیہ صفحہ ۱۲)

اسم آلہ جو کہ صدور فعل کے آلہ پر دلالت کرتا ہے، تین وزن پر آتا ہے **مَفْعَلٌ** - **مَفْعَلَةٌ** - **مِفْعَالٌ**۔

بحث اسم آلہ

مَنْصَرٌ، **مَنْصَرَانِ**، **مَنْصَرَيْنِ**، **مَنْاصِرٌ**، **مَنْصَرَةٌ**، **مَنْصَرَتَانِ**، **مَنْصَرَتَيْنِ**، **مَنْاصِرٌ**، **مَنْصَارٌ**، **مَنْصَارَانِ**، **مَنْصَارَيْنِ**، **مَنْاصِرٌ**۔

اور کبھی **فَاعِلٌ** کے وزن پر بھی آجاتا ہے جیسے **خَاتَمٌ** ختم یعنی مُر کرنے کا آلہ اور **عَالَمٌ** جاننے کا آلہ۔ مگر اس قسم میں معنی اسی غالب آگئے ہیں۔ مطلقاً بمعنی اشتقاقی مستعمل نہیں ہے۔ ہر آلہ ختم کو **خَاتَمٌ** اور ہر آلہ علم کو **عَالَمٌ** نہیں کہتے۔

(۶) اسم ظرف : صدور فعل کی جگہ یا صدور فعل کے وقت پر دلالت کرتا ہے۔ مفتوح العین اور مضموم العین سے اور ناقص سے مطلقاً **مَفْعَلٌ** کے وزن پر بفتح العین آتا ہے جیسے **مَفْتَحٌ** و **مَنْصَرٌ** و **مَرْجُو** اور مکسور العین سے اور مثال سے مطلقاً **مَفْعَلٌ** کے وزن پر ہے جیسے **مَضْرِبٌ** و **مَوْقِعٌ** یہاں بعض صر فیوں نے یہ کہہ دیا کہ مضاعف سے بھی مطلقاً مفتوح العین آتا ہے کیونکہ لفظ **مَفْرٌ** کسور العین سے بنا ہے اور قرآن مجید میں بھی آیا ہے **آيِنَ الْمَفْرُ** لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مضاعف مکسور العین سے مکسور العین ہی آتا ہے چنانچہ **حَلٌّ** **يَحِلُّ** سے ہے اور لفظ **حَلٌّ** بھی قرآن مجید میں آیا ہے **حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ** اور لفظ **مَفْرٌ** کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ ظرف نہیں بلکہ مصدر بھی ہے۔

جو صیغہ ظرف وقت کے معنی پر دلالت کرے اس کو ظرف زمان کہتے ہیں۔ اور جو جگہ کے معنی پر دلالت کرے اس کو ظرف مکان کہتے ہیں۔

بحث اسم ظرف

مَضْرِبٌ، **مَضْرِبَانِ**، **مَضْرِبَيْنِ**، **مَضَارِبٌ**، **مَضْرِبَةٌ** کے وزن پر بھی آجاتا ہے جیسے **مَكْحَلَةٌ** اور ظرف کے بعض اوزان غیر مکسور العین

مکسور العین ہوتا ہے خواہ اس کا عین کلمہ مفتوح ہو یا مضموم یا مکسور
۵۵ قولہ مطلقاً یعنی خواہ اس کا مضارع مفتوح العین یا مضموم
العین ہو یا مکسور العین ہو ہر حال ۱۲ ارت ۵۵ قولہ **مَفْعَلَةٌ** مضموم
المیم و فتح العین واللام ۱۲ ارت ۵۵ قولہ **مَكْحَلَةٌ** (باب نصر
فتح) سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں سرسری مکان اور **مَكْحَلَةٌ** سرسری
۱۲- ارت

۱۵ یعنی مضارع مفتوح العین اور مضموم العین سے ۱۲ ارت
۵۵ قولہ اور ناقص سے مطلقاً یعنی مضارع ناقص خواہ مفتوح
العین ہو یا مضموم العین یا مکسور العین، ہر حال اس سے اسم ظرف
مفتوح العین ہی آتا ہے ۱۲ ارت ۵۵ قولہ **مَرْجُو** اصل میں **مَرْجُو**
تھا تعلیل ہو کر **مَرْجُو** ہو گیا ۱۲ ارت ۵۵ قولہ مثال سے مطلقاً
یعنی ایسے مضارع سے جس کا فاعل کلمہ حرف علت ہو اسم ظرف ہر حال

سے بھی محسوس آتے ہیں۔ جیسے مَسْجِدٌ، مَنَسَكٌ، مَظْلَمٌ، مَشْرِقٌ، مَغْرِبٌ، مَجْزُوٌّ مگر یہ الفاظ قیاس کے مطابق بروزن مَفْعَلٌ بھی آتے ہیں۔

فائدہ: ایسی جگہ کے واسطے کہ جہاں کوئی چیز بکثرت ہو مَفْعَلَةٌ کا وزن آتا ہے جیسے مَقْبَرَةٌ وَمَأْسَدَةٌ۔ اور فُعَالَةٌ کا وزن ایسی چیز کے واسطے ہے کہ جو بوقت فعل گرے جیسے غَسَّالَةٌ وہ پانی جو غسل کے وقت گرے اور کُنَّاسَةٌ وہ چیز جو جھاڑو دیتے وقت جھاڑو سے گرے۔

فائدہ: کوفین کے نزدیک مصدر بھی مشتقات فعل میں سے ہے۔ لہذا وہ اسمائے مشتقات بتاتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تحقیق ”فصل افادات“ میں آئے گی۔

مصدر ثلاثی مجرد کے وزن کا کوئی قائدہ مقرر نہیں اور غیر ثلاثی مجرد کے وزن مقرر ہیں جیسا کہ آگے آئے گا۔ جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب اعلیٰ اللہ درجہ نے اپنی نظم میں مصادر ثلاثی مجرد کے اکثر اوزان مع حرکات و امثلہ منضبط کر دیے ہیں ہم وہ نظم یہاں افادۂ نقل کئے دیتے ہیں۔

نظم

از ثلاثی مجرد چھل و چار! وزن مصدر آمدہ اے ذی وقار
فَعْلٌ وَفَعْلٌ فَعْلَةٌ فَعْلَانٌ بفتح قَتْلٌ وَدَعْوَى رَحْمَةٍ كَيْسَانٌ بفتح
ہم بخواں در چار میں فتح دوم! عین ثالث دَانٌ بفتح و کسر ہم!
فَعْلٌ وَفَعْلٌ فَعْلَةٌ فَعْلَانٌ بکسر فُسْقٌ وَذِكْرٌ نَشْدَةٍ وَحِرْمَانٌ بکسر

جہاں بہت شیر ہوں ۱۲ ارف ۵۳ قولہ کُنَّاسَةٌ، کَمَسَتْ یَكْمَسُ کَمَسَ (باب نصر) سے مشتق ہے جبکہ معنی ہیں جھاڑو دینا ۱۲ ارف ۵۵ قولہ چھل و چار، یہ کثیر الاستعمال اوزان کی تعداد ہے ورنہ ان کے علاوہ دوسرے کئی اوزان پر بھی ثلاثی مجرد کے مصادر آتے ہیں جیسے جَبْرُوتٌ بروزن فَعْلُوْتُ وغیرہ ۱۲ ارف ۵۶ قولہ در چار میں یعنی مذکورہ شعر کے چوتھے وزن فَعْلَانٌ میں دوسرے حرف یعنی عین پر فتح بھی آتا ہے جیسے سَيْلَانٌ ۱۲ ارف ۵۷ قولہ عین ثالث یعنی تیسرے وزن فَعْلَةٌ میں عین پر فتح اور کسر بھی آتا ہے۔ فتح کی مثال غَلَبَةٌ اور کسر کی مثال مَسْرُوقَةٌ فافہم ۱۲ مترجم از حاشیہ

۱۔ قولہ مَسْجِدٌ ۱۲ یہ تمام اسمائے ظرف محسوس العین ہیں۔ حالانکہ یہ سب باب نصر سے ہیں اس لئے قیاس کا اتفاق تھا کہ مفتوح العین ہوتے۔ مَسْجِدٌ کا مصدر سجود ہے اس کے معنی ہیں سجدہ کرنا۔ مَنَسَكٌ کا مصدر نُسُكٌ ہے اس کے معنی قربانی کرنا اور درویش بننا۔ مَظْلَمٌ کا مصدر ظَلَمٌ ہے اس کے معنی اوپر چڑھنا اور مَشْرِقٌ کا مصدر شَرَقٌ و شَرُوقٌ ہے اس کے معنی ہیں سورج نکلنا۔ مَغْرِبٌ کا مصدر غَرَبٌ ہے جس کے معنی ہیں چھینا، دور ہونا۔ مَجْزُوٌّ کا مصدر جَزَزٌ ہے اس کے معنی ہیں ذبح کرنا، منجمد ۱۲ قولہ مَفْعَلٌ بفتح لیم و سکون الفار و فتح العین ۱۲ ارف ۵۳ قولہ مقبرۃ، جہاں بہت قبریں ہوں، اور مَأْسَدَةٌ

فَعْلٌ وَفَعْلٌ فَعْلَةٌ فَعْلَانِ بضم !
 مَفْعَلَةٌ مَفْعَلٌ فَعْلٌ فَعْلُوَّةٌ ست
 فَيَعْلُوَّةٌ ہم فَعَالَةٌ ہم فَعَالٌ !
 ہم فَعَالِيَّةٌ ازیں اوزان بدان !
 عین و اول در ہمہ مفتوح خوان
 مَفْعِلَةٌ مَفْعِلٌ فَعْلٌ فَعْلُوَّةٌ ست
 ہم فَعِيلَةٌ ہم فَعِيلٌ وفاءِ لکھ
 این ہمہ با فتح اول کسر عین !
 مَفْعُولَةٌ مَفْعُولٌ ہم مَفْعُولَةٌ ست
 ہم فَعُولٌ ہم فَعُولَةٌ ہم فَعُول
 این ہمہ با فتح اول ضم عین !
 ہم فَعْلٌ دیگر فَعَالَةٌ ہم فَعَال
 ہم فَعْلٌ دیگر فَعَالَةٌ ہم فَعَال
 اندرین با فتح عین و کسر فاء
 بعد ازان فَعْلَاءٌ و فَعْلُوَّةٌ بفتح
 در دوم تشدید و ضم مر عین را

شَعْلٌ و بُشْرَى کُدْرَةٌ غُفْرَانِ بضم
 مَنْقَبَةٌ مَدْخَلٌ طَلَبٌ قَيْلُوَّةٌ ست
 نَحْوِ كَيْتُونَةٍ شَهَادَةٌ ہم كَمَال
 پس کراہیہ شدہ موزون آن
 عین رابع گشت مستثنی ازان !
 حَمِيدَةٌ مَرْجِعٌ خَنْقٌ جَبْرُوَّةٌ ست
 چون قَطِيعَةٌ ہم وَ مَيْضٌ و کَاذِبَةٌ
 عین رابع ساکن ست اے نور عین
 مَمْلُكَةٌ مَكْدُوبٌ ہم مَكْدُوبَةٌ ست
 چون قَبُولٌ ہم مَهْوَبَةٌ ہم دخول
 خاس و سادس بدان با ضمتین !
 چون صَغَرٌ دیگر د رَايَةٌ ہم فَصَال
 چون هُدًى دیگر بُغَايَةٌ ہم سُوَال
 در سہ وزن و ضمہ فادر سہ جار
 وزن آن رَعْبَاءٌ و جَبْرُوَّةٌ بفتح
 وز نہا شد ختم از فضلِ خدا

۱۵ قولہ فعالبہ بتجنیف الیاء ۱۲ رت ۱۵ قولہ عین و اول، اخفر
 کے پاس جو نسخے ہیں ان میں عین اول بغیر واو کے لکھا ہے۔ لیکن
 حاشیہ فارسی میں اس کی جو تشریح کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ ”عین“ اور ”اول“ کے درمیان واو عطفتہ اور یہی صحیح ہے ورنہ
 معنی صحیح نہ ہونگے اور مطلب عبارتہ مذکورہ کا یہ ہے کہ مذکورہ اکٹھے
 اوزان جو مفعولہ سے شروع ہوئے ہیں ان سب کا عین کلمہ اور
 ہلا حرف مفتوح ہے مگر اس حکم سے چوتھا وزن یعنی فَعْلُوَّةٌ
 مستثنی ہے کہ اس کا عین کلمہ ساکن ہے مفتوح نہیں ۱۲ رت
 ۱۵ قولہ ایں ہمہ، یعنی مذکورہ سات مصادر جو حَمِيدَةٌ
 سے شروع ہوئے ہیں ان سب کا پہلا حرف مفتوح ہے اور عین
 کلمہ مکسور ہے، مگر ان میں سے چوتھے مصدر جَبْرُوَّةٌ (بر وزن

فَعْلُوَّةٌ) کا عین کلمہ مکسور نہیں بلکہ ساکن ہے ۱۲ رت
 ۱۵ قولہ قَبُولٌ، بفتح القاف و ضم الباء ۱۲ رت کافی الحاشیہ
 ۱۵ قولہ ایں ہمہ الخ یعنی مذکورہ چھ مثالوں میں پہلا حرف
 مفتوح اور عین کلمہ مضموم ہے لیکن پانچویں اور چھٹی مثال یعنی
 مَهْوَبَةٌ (بر وزن فَعْلُوَّةٌ) اور دخول (بر وزن فَعُولٌ) اس
 سے مستثنی ہیں کہ ان میں پہلا حرف بھی مضموم ہے اور عین کلمہ
 بھی مضموم ہے ۱۲ رت ۱۵ قولہ اندرین ہالہ الخ یعنی ان چھ
 مثالوں میں سے جو کہ صغریٰ سے شروع ہوئی ہیں پہلی تین مثالوں
 میں فادر مکسور اور عین مفتوح اور باقی تین میں فادر مضموم ہے ۱۲ رت
 ۱۵ میرے پاس جو نسخے ہیں ان سب میں یہ مصدر میم ہی سے
 لکھا ہے، لیکن غالباً یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ لغت کی کتب

۱۵ قولہ فعالبہ بتجنیف الیاء ۱۲ رت ۱۵ قولہ عین و اول، اخفر
 کے پاس جو نسخے ہیں ان میں عین اول بغیر واو کے لکھا ہے۔ لیکن
 حاشیہ فارسی میں اس کی جو تشریح کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ ”عین“ اور ”اول“ کے درمیان واو عطفتہ اور یہی صحیح ہے ورنہ
 معنی صحیح نہ ہونگے اور مطلب عبارتہ مذکورہ کا یہ ہے کہ مذکورہ اکٹھے
 اوزان جو مفعولہ سے شروع ہوئے ہیں ان سب کا عین کلمہ اور
 ہلا حرف مفتوح ہے مگر اس حکم سے چوتھا وزن یعنی فَعْلُوَّةٌ
 مستثنی ہے کہ اس کا عین کلمہ ساکن ہے مفتوح نہیں ۱۲ رت
 ۱۵ قولہ ایں ہمہ، یعنی مذکورہ سات مصادر جو حَمِيدَةٌ
 سے شروع ہوئے ہیں ان سب کا پہلا حرف مفتوح ہے اور عین
 کلمہ مکسور ہے، مگر ان میں سے چوتھے مصدر جَبْرُوَّةٌ (بر وزن

”لسان العرب“ اور ”الصاح“ میں میم۔ ہ۔ ب کوئی مادہ ہی نہیں۔ لہذا ظاہر یہ مصدر ”فَعْلُوَّةٌ“ (میم کی بجائے صاد ہملہ سے) ہے۔
 فصول اکبری کے ص ۲۱ پر مصدر ثلاثی مجرد کے اوزان کی بحث میں بخشی نے بھی یہ مصدر صمدادی سے لکھا ہے جس کے معنی ”الصاح“ میں ”الشَّعْرَةُ“

فَعْلَةٌ ثَلَاثِي مَرَّةً کے واسطے آتا ہے جیسے هَرَبَةٌ ایک مرتبہ مارنا اور فَعْلَةٌ نوع کے واسطے جیسے صَبْعَةٌ ایک قسم کا رنگ کرنا اور فَعْلَةٌ مقدار کے واسطے جیسے اَكْلَةٌ وَلَعْمَةٌ۔

فائدہ ۵ : مبالغہ کے واسطے یہ صیغے آتے ہیں فَعَالٌ جیسے هَرَّابٌ (بہت مارنے والا) و فَعَّالٌ جیسے طَوَّالٌ و فَعِّلٌ جیسے حَدِّدٌ و فَعَّيْلٌ جیسے عَلَّيْلٌ۔

اور فرق صیغہ مبالغہ اور اسم تفضیل کے معنی میں یہ ہے کہ صیغہ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی فی حد ذاتہ مقصود ہوتی ہے کسی دوسرے کی طرف اس میں نظر نہیں ہوتی۔ اور اسم تفضیل میں زیادتی دوسرے کے اعتبار سے مقصود ہوتی ہے چنانچہ أَضْرَبُ مِنْ زَيْدٍ یا أَضْرَبُ الْقَوِّمِ کہیں گے، یعنی زید سے زیادہ مارنے والا ہے یا قوم سے زیادہ مارنے والا ہے اور اگر صرف أَضْرَبُ یا أَكْبَرُ آئے تو معنی نسبت مقدر ہوتے ہیں مثلاً اللَّهُ أَكْبَرُ میں مراد یہ ہے کہ ”اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ“ ہر چیز سے بڑا ہے اور هَرَّابٌ کے معنی زیادہ مارنے والے کے ہیں اور بس کسی دوسرے کی طرف نسبت ملحوظ نہیں ہے۔

فائدہ ۶ : اعداد میں فاعِلٌ کا وزن مرتبہ (یعنی درجہ) کے واسطے آتا ہے، خاص میں بمعنی پنجم اور عاشر بمعنی دہم یعنی وہ چیز جو شمار میں اس درجہ میں ہو مگر مرکبات میں جزر اول کو بر وزن فاعِلٌ بناتے ہیں اور ثانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں جیسے حادی عشر، ثانی عشر، حادی وعشرون رابع و ثلاثون اور عشرة کے بعد کے عقود میں اسم برائے مرتبہ بھی عدوی کے وزن پر آتا ہے مثلاً ”عشرون“ بیس بھی ہے اور بیسواں بھی اور فاعِلٌ کا وزن نسبت کے واسطے بھی آتا ہے۔ اور اس کو فاعل ذی کنا کہتے ہیں جیسے تَامِرٌ و لَبَنٌ یعنی تمر والا اور دودھ والا اور اسی معنی میں تَشَامُرٌ اور لَبَّانٌ بھی ہے۔

بڑا ہے قطع نظر اس سے کہ کس سے بڑا ہے۔ پھر آپ نے مبالغہ اور اسم تفضیل میں جو فرق بیان کیا ہے وہ صحیح نہ ہوا؟ اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ اگر صرف الخ ۱۲ ارف ۱۲ دہائیاں ۱۲ منہ ۱۵ درجہ ۱۲ منہ ۱۵ یعنی جو معنی اسم میں یا ئے نسبت لگانے سے پیدا ہوتے ہیں وہی اس اسم کو فاعل کے وزن پر لانے سے بھی پیدا ہو جائیں گے ۱۲ محمد رفیع عثمانی عفی عنہ۔

۱۵ قولہ مرة یعنی ایک مرتبہ ۱۲ منہ ۱۵ قولہ اكلة یعنی کھانے کی ایک معروف مقدار جس کو اُردو میں خوراک کہتے ہیں ۱۲ ارف ۱۵ قولہ اگر صرف الخ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات اسم تفضیل بھی تو کسی دوسری چیز کی طرف نسبت کے بغیر استعمال ہوتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے ”اللہ اکبر“ یہاں اللہ کی بڑائی کسی دوسری چیز کی نسبت سے بیان نہیں کی گئی بلکہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فی حد ذاتہ

دوسرا باب، ابواب کے بیان میں جو چار فصلوں پر مشتمل ہے
فصل اول، ابواب ثلاثی مجرد کے بیان میں

افعال و مشتقات کے صیغوں سے فارغ ہو کر اب ہم ابواب بیان کرتے ہیں۔ پہلے تم جان چکے ہو کہ تلاشی مجرد کے چھ باب ہیں۔۔

بابِ اوّل : فَعَلَ يَفْعُلُ عین ماضی کے فتح اور عین غابر کے ضمّہ کے ساتھ ، غابر بمعنی باقی سے مضارع مراد ہے ، چونکہ زمانہ ماضی کے بعد حال اور استقبال باقی رہ جاتے ہیں جن پر مضارع دلالت کرتا ہے ۔ اس لئے مضارع کو غابر کہتے ہیں ۔ اَلْغَابُ وَالْغَابِرَةُ مدد کرنا ۔

تصرف: نَصَرَ يَنْصُرُ نَصْرًا وَنَصْرًا يَنْصُرُ نَصْرًا وَنَصْرَةً فَهُوَ مَنْصُورٌ
الامر منه اُنْصِرْ والنهي عنه لَا تَنْصُرْ الظرف منه مَنْصَرٌ والآلة منه مَنْصَرٌ وَمِنْصَرَةٌ وَمِنْصَارٌ
وتشبيتهما مَنْصَرَانِ وَمِنْصَرَانِ والجمع منهما مَنَاصِرُ وَمَنَاصِيرُ افعِلْ التفضيل
منه اَنْصِرْ والمؤنث منه نُصْرِي وتشبيتهما اَنْصَرَانِ وَنُصْرَيَانِ والجمع منهما اَنْصُرُونَ
وَاَنْصِرُ وَنُصِرْ وَنُصْرِيَّاتٌ -

بَابُ دَوِّمِ فَعَلَ يَفْعِلُ عین ماضی کے فتح اور عین غابر کے کسرہ کے ساتھ، اَلضَّرْبُ ”مارنا“
 ”سطح زمین پر چلنا“ اور ”مثال بیان کرنا“

ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا

باب سوم فَعِلْ يَفْعَلْ عین ماضی کے کسرہ اور عین غابر کے فتح کیساتھ اَلتَّعَمُّ "سَنَّا" سَمِعَ یَسْمَعُ وَاَسْمَعَا

بَابُ يَهْرَمُ فَعَلَ يَقْعَلُ بفتح العين فيها الْقَمْحُ "كهولنا" فَتَحَ يَقْنَحُ فَتَحَا الزَّ

اس باب میں شرط یہ ہے کہ ہر وہ کلمہ صحیح جو اس باب سے آئے اس کے عین فعل یا لام فعل میں حرف تعلق ہو

باب فتح سے آسکتا ہے جیسے اَبی یا بُی (اُنا کرنا) اور عَصَى لِعَصَى مِمَّنْ مَقْتُل
 اور دوسرا مضامعتہ اور دونوں سے کسی کے عین کلمہ اور لام کلمہ میں حرف حلقی
 نہیں ہر دوں باب فتح سے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ اس شرط کا مطلق ہرگز نہیں کہ
 جس فعل صحیح کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہو وہ باب فتح سے ضرور ہوگا بلکہ
 معاملہ برعکس ہے کہ جو فعل صحیح باب فتح سے آئے اس کا عین کلمہ یا لام کلمہ
 حرف حلقی ضرور ہوگا چنانچہ دیکھو رَسَمَ یَسْمُومُ کَالَام کلمہ (عین) ۱۵

اس قولہ کلمہ صحیح یعنی باب فتم سے فعل صحیح صرف وہ آسکتا ہے جسکا معنی کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہو جیسے بہت بہت بہت بہت "بہتان لگانا" کہ اسکا معنی کلمہ ہار ہے جو حرف حلقی ہے اور جیسے فتم فتم فتم (کھولنا) کہ اسکا لام کلمہ جاز ہے اور یہ حرف حلقی ہے نیز یہاں دو باتیں سمجھ لینا بہت ضروری ہیں ایک تو یہ کہ یہ شرط صرف فعل صحیح میں ہے فعل مطلق یا مضاعف وغیرہ میں نہیں چنانچہ مطلق یا مضاعف کا معنی کلمہ اور لام کلمہ حرف حلقی بھی نہ ہو تو وہ

شعر

حرف حلقی شش بود اے نور عین ہمزہ ہاؤ حَاوْ غَاوْ عِین و غِین
بَابُ پَنْجَمُ فَعْلٌ یَفْعُلُ بضم العین فیہا - اَلْکَرَمُ وَالْکِرَامَةُ "بزرگ ہونا" کَرَمٌ یَکْرُمُ کَرَمًا
و کِرَامَةً فہو کَرِیمٌ الامرنہ اُکْرَمَ الخ یہ باب لازم ہے اس سے مجہول اور مفعول نہیں آتے۔

فعل کی دو قسمیں ہیں لازم اور متعدی۔ لازم اس فعل کو کہتے ہیں جو فاعل پر تمام ہو جائے اور اسکا اثر
کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو جیسے کَرَمٌ زَیْدٌ وَجَلَسَ زَیْدٌ۔ اور متعدی وہ ہے کہ اسکا اثر فاعل سے دوسرے
پر پہنچے جیسے صَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا وَاکْرَمَ بَکْرٌ خَالِدًا تو چونکہ فعل لازم کا اثر دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتا
اور مفعول وہی ہوتا ہے جس پر اثر ظاہر ہو اس لئے فعل لازم سے مفعول نہیں آتا اور چونکہ فعل مجہول مفعول کی
طرف منسوب ہوتا ہے لہذا وہ بھی لازم سے نہیں آتا لیکن جب فعل لازم کو حرف جر کے ذریعہ متعدی کرتے ہیں تو
اس سے بھی مجہول اور مفعول آجاتا ہے جیسے کَرَمٌ یَمُ مَکْرُومٌ یہ۔

بَابُ شَمِّمْ فَعِلٌ یَفْعُلُ بضم العین فیہا اَلْحَسْبُ وَالْحِسْبَانُ "گمان کرنا" حَسِبَ یَحْسِبُ حَسْبًا
حَسْبَانًا فہو حَاسِبٌ وَحَسِبَ یُحْسِبُ حَسْبًا وَحَسْبَانًا فہو مُحْسُوْبٌ الخ اس باب سے صحیح
حَسِبَ یَحْسِبُ کے علاوہ نہیں آتا پھر اس میں عین مضارع کا فتح بھی آیا ہے (البتہ) دوسرے چند
کلمات مثال اور لطف کے اس باب سے آتے ہیں۔

فصل دوم، ابواب ثلاثی مزید فیہ مطلق کے بیان میں

ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ملحق اور غیر ملحق جس کو مطلق کہتے ہیں۔

ملحق اسے کہتے ہیں جو حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے اور باب ملحق یہ کے معنی
کے علاوہ دوسرے معنی اس میں نہ ہوں جیسے جَلَبَبٌ۔ اور مطلق وہ ہے جو ایسا نہ ہو یعنی رباعی کے وزن پر نہ ہو

کے ہیں اس میں ایک بار زائد کی تو یہ بَعَثَرُ کے وزن پر ہو گیا،
اور چونکہ باب بعثر کی ایک خاصیت الباس بھی ہے لہذا یہاں
جَلَبَبٌ میں بھی الباس کے معنی آگئے اور جَلَبَبٌ کے معنی
چادر یا قمیص وغیرہ پہنانے کے ہو گئے وزن رباعی پر ہونے اور
رباعی کے علاوہ دوسرے معنی یعنی خاصیت نہ ہونے کی شرط اس میں
پائی جا رہی ہے لہذا یہ ملحق رباعی ہے ۱۲

۱۱۔ قولہ اَمِیں یعنی حَسِبَ کے مادہ میں ۱۲ حرف
۱۲۔ قولہ جس کو یعنی غیر ملحق کو مطلق بھی کہتے ہیں ۱۲ منہ
۱۳۔ قولہ باب ملحق بلا ملحق یہ وہ باب ہے جس کے ساتھ مجرد ملحق
ہوا ہے ۱۲۔ معنی سے مراد یہاں وہ معنی ہیں جو باب میں خاصیت
کے طور پر ہوتے ہیں جیسے اَلْبَاسُ اور قصر وغیرہ ۱۲۔ قولہ
جَلَبَبٌ مجرد میں یہ جَلَبَبٌ (نہ، صنف) تھا جس کے معنی کھینچنے

یا اگر ہو تو اس کا باب دوسرے معنی بھی رکھتا ہو جیسے اجتنب اور اکڑم۔

ملحق کا ذکر رباعی کے ذکر کے بعد آئے گا کیونکہ اس کا سمجھنا رباعی کے سمجھنے پر موقوف ہے۔ لہذا اولاً مطلق کا بیان کیا جاتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل۔ پہلی کے سات باب ہیں۔ باب اول ”لا فتعال“ اس باب کی علامت یہ ہے کہ اس میں فاکلمہ کے بعد تار زائد ہوتی ہے۔ جیسے اَلْجِتْنَابُ ”پرہیز کرنا“

تَصْرِيفُ الْجِتْنَابِ يَجْتَنِبُ اجْتِنَابًا فَهُوَ مُجْتَنَبٌ
الامر منه اجتنب والنهي عنده لا تجتنب الظرف منه مجتنب۔

اس باب میں اور تمام ابواب ثلاثی مزید فیہ اور رباعی مجرد و مزید فیہ میں فعل ماضی مجہول کا ہر حرف متحرک مضموم ہوتا ہے سوائے ماقبل آخر کے کہ وہ مکسور ہوتا ہے اور ساکن اپنی حالت پر رہتا ہے لہذا اجتنب میں ہمزہ اور تار دونوں مضموم ہیں اسی طرح استنصر میں بھی، نیز اس باب کے اور تمام ابواب ہمزہ وصل کے ماضی منفی میں جب ہمزہ وصل درمیان میں آنے کی وجہ سے گرتا ہے تو ما اور لا کا الف بھی ساقط ہو جاتا ہے لہذا ما اجتنب لا اجتنب ما انقطر لا انقطر ما استنصر لا استنصر کہا جائیگا۔ اس باب میں اور تمام ابواب ثلاثی مزید و رباعی میں اسم فاعل مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے بحر اسخے کہ علامت مضارع کی بجائے میم مضموم لے آتے ہیں اور ماقبل آخر اگر مکسور نہ ہو تو اسے کسرہ دے دیتے ہیں اور اسم مفعول اسم فاعل کی طرح ہوتا ہے مگر ماقبل آخر اس میں مفتوح ہوتا ہے اور اسم ظرف اس باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے اور آلہ و اسم تفصیل ان ابواب سے نہیں آتے اگر آلہ کے معنی ادا کرنے مقصود ہوں تو لفظ ”قابہ“ مصدر پر زائد کر دیتے ہیں مثلاً ما بہ الا جتناب کہتے ہیں اور اگر معنی

۱۔ یعنی وہ باب رباعی کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی بھی رکھتا ہو جیسے اکڑم ۱۲۔ یہ دونوں مثالیں مطلق کی ہیں اجتنب اسکی مثال حرف کی زیادتی کے بعد رباعی کے وزن پر نہیں آیا لہذا مطلق (غیر ملحق) اور اکڑم اسکی مثال ہے کہ اگر یہ رباعی کے وزن پر ہے مگر اس میں رباعی کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی بھی پائے جاتے ہیں مثلاً افعال کی خاصیت تعدیہ یہاں پائی جا رہی ہے جو باب بعت میں نہیں پائی جاتی لہذا یہ بھی غیر ملحق معنی مطلق ہے۔ اصل کتاب کے فارسی حاشیوں میں اس مقام پر کچھ اور تشریح کی گئی مگر وہ احقر کی رائے میں صحیح نہیں ۱۲۔ حرف

۱۳۔ قولہ فاکلمہ کے بعد انہیہاں اعتراض ہوتا ہے کہ باب افتعال میں تو ہمزہ وصل بھی زائد ہے پھر اسکو علامت کیوں ذکر نہیں کیا؟ جواب ہے کہ یہاں مصنف کا مقصود ابواب کی ایسی علامت بیان کرنا ہے کہ انکے ذریعہ ہر باب باقی تمام ابواب سے ممتاز ہو جائے۔ جزو زائد کی محض تعداد بتا کر نامعلوم ہو چکا ہے کہ ان سات ابواب کے شروع میں ہمزہ وصل زائد ہوتا ہے لہذا دوبارہ تشریح کی حاجت نہ رہی ۱۴۔ قولہ اس باب میں الخ خلاصہ یہ کہ ثلاثی مجرد کے علاوہ تمام ابواب میں ۱۲۔ حرف ۱۳۔ قولہ رباعی خواہ

تفضیل ادا کرنے ہوں تو مصدر منصوب پر لفظ اشد زائد کر دیتے ہیں مثلاً اشد اجتناباً کہتے ہیں۔ اور اون وعیب میں بھی جن سے کہ ثلاثی مجرد میں بھی اسم تفضیل نہیں آتا معنی تفضیل کی ادائیگی اسی طریقہ سے کی جاتی ہے مثلاً اشد حُصْرَةً اور اشد صَمَمًا کہتے ہیں۔

قاعدہ ۵ : اگر فاعل افتعال دال یا ذال یا زار ہو تو تائے افتعال دال سے بدل جاتی ہے پھر اس میں فار کلمہ کی دال تو وجوباً مدغم ہو جاتی ہے جیسے اذاعی

ذال کی تین حالتیں ہیں کبھی دال سے بدل کر دال میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے اذکوز اور کبھی دال کو ذال سے بدل کر فار کلمہ کو اس میں مدغم کر دیتے ہیں جیسے اذکوز اور کبھی بے ادغام رہنے دیتے ہیں جیسے اذکوز۔ اور زار کی دو حالتیں ہیں کبھی بے ادغام رکھتے ہیں جیسے ائز دَجَر اور کبھی دال کو زار بنا کر فار کلمہ کی زار کو اس میں مدغم کر دیتے ہیں جیسے ائز جَر۔

قاعدہ ۵ : اگر فاعل افتعال صاد یا ضاد یا طار یا ظار ہو تو تائے افتعال طار سے بدل جاتی ہے پھر طار تو وجوباً مدغم ہو جاتی ہے جیسے اطلب اور ظار کبھی طار ہو کر مدغم ہو جاتی ہے جیسے اطلب اور کبھی بے ادغام ہی رہتی ہے جیسے اطلب اور کبھی طار کو ظار کر کے ادغام کر دیتے ہیں جیسے اطلب۔ اور صاد و ضاد بے ادغام رہتے ہیں، اضطر اور اضطرِب اور کبھی طار کو صاد یا ضاد سے بدل کر ادغام کر دیتے ہیں جیسے اضطرِب اور اضطرِب۔

قاعدہ ۵ : اگر فار افتعال ثار ہو تو جائز ہے کہ تار کو ثا سے بدل کر ادغام کر دیں جیسے اثار۔

قاعدہ ۵ : عین افتعال اگر تار ثار جیم زار دال ذال سین شین صاد ضاد طار یا ظار ہو جیسے اختصم او اھتدی میں، تو تائے افتعال کو ہم جنس عین کر کے اس کی حرکت ماقبل کو دے کر ادغام کر دیتے ہیں۔ اور ہمزہ وصل گر جاتا ہے پس خصم اور ھتدی ہو جائے گا اور مضارع یخصم اور یھتدی، اور کسرو فار

بدل کر طار کا طار میں وجوباً ادغام کر دیا گیا۔ ۱۲ ر فیغ ۵۶ قولہ اطلب، اصل میں اطلبتم تھا تائے افتعال کو طار سے بدلا پھر فار کلمہ (ظار) کو بھی طار سے بدل کر طار کا طار میں ادغام کر دیا گیا۔ ۱۲ مترجم غفرلہ ۵۶ قولہ بے ادغام الخ مطلب یہ ہے کہ ظار کو طار سے نہیں بدلتے بلکہ ظار ہی رہنے دیتے ہیں لہذا ادغام کبھی نہیں کرتے ۱۲ قولہ اثار اصل میں اثار تھا تار کو ثا سے بدل کر ثار کا ثار میں ادغام کر دیا گیا ۱۲ قولہ عین افتعال الخ فاعل افتعال کے قولہ سے فاعل ہو کر عین افتعال کا قاعدہ بیان فرماتے ہیں ۱۲ ۵۹ یعنی تائے افتعال کی ۱۲ ر

۵۶ قولہ اذاعی الادعاء سے فعل ماضی معروف ہے جس کے معنی دعویٰ کرنے کے ہیں اصل میں اذتعو تھا تار کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا اور آخر میں داؤ کو الف سے بدل دیا تو اذاعی ہو گیا ۱۲ ر فیغ ۵۶ قولہ ذال کی الخ یعنی فاعل افتعال اگر ذال ہو تو افتعال کی تار کو دال سے بدلنے کے بعد تین صورتیں جائز ہیں جو مصنف خود بیان فرماتے ہیں ۱۲ ر ۵۶ قولہ اذکو اصل میں اذتکو تھا۔ تائے افتعال کو دال سے بدلا پھر ذال کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا گیا، اذ کو ہو گیا ۱۲ ر ۵۶ قولہ اطلب اصل میں اطلبتم تھا تائے افتعال کو طار سے

بھی جائز ہے جیسے خَصَمَ يَخْصِمُ اور يَهْدِي يَهْدِي - يَخْصِمُونَ اور يَهْدِي جو قرآن مجید میں آیا ہے اسی باب سے ہے۔ اور اسم فاعل میں ضمہ فار بھی آیا ہے مُخَصِّمٌ مُخَصِّمٌ تینوں حرکتیں جائز ہیں۔
باب دوم، اسْتَفْعَالُ اس کی علامت سین و تار کا فار سے پہلے زائد ہونا ہے جیسے اَلَا سْتَفْعَالٌ د طلب کرنا۔

تصریفہ: اِسْتَفْعَلَ يَسْتَفْعِلُ اِسْتَفْعَلَا فُهِوْ مُسْتَفْعِلٌ وَاِسْتَفْعَلُ يَسْتَفْعِلُ اِسْتَفْعَلَا فُهِوْ مُسْتَفْعِلٌ الامر منه اِسْتَفْعَلُ وَالنَّيْ عَنْهُ لَا تَسْتَفْعِلُ الظَّرْفُ مِنْهُ مُسْتَفْعِلٌ۔
فائدہ: اِسْتَطَاعَ يَسْتَطِيعُ میں جائز ہے کہ تائے استفعال حذف کر دی جائے۔ قرآن مجید میں فَمَا اسْطَاعُوا اور مَا كَمْ تَسْطِيعُ اسی باب سے ہے۔

باب سوم، اِنْفَعَالُ اس کی علامت فار سے پہلے نون کا زائد ہونا ہے اور یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے جیسے اَلَا نَفِطَارٌ ”پھٹنا“

تصریفہ: اِنْفَطَرَ يَنْفَطِرُ اِنْفَطَارًا فُهِوْ مُنْفَطِرٌ الامر منه اِنْفَطَرَ وَالنَّيْ عَنْهُ لَا تَنْفَطِرُ۔
الظرف منه مُنْفَطِرٌ جس لفظ کا فار کلمہ نون ہو وہ باب انفعال سے نہیں آتا بلکہ انفعال کے معنی ادا کرنا مقصود ہوں تو اسے باب افتعال میں لے جاتے ہیں جیسے اِنْتَكَسَى ”سرنگوں ہونا“
باب چہارم، اِفْعَالٌ اس کی علامت تکرار لام اور ہمزہ وصل کے بعد ماضی میں چار حروف ہونا ہے۔ جیسے اَلَا حِمْرَارٌ ”سرخ ہونا“

تصریفہ: اِحْمَرَّ يَحْمَرُّ اِحْمَرَارًا فُهِوْ مُحْمَرٌّ الامر منه اِحْمَرَّ اِحْمَرَّ اِحْمَرُّ وَالنَّيْ عَنْهُ لَا تَحْمَرُّ لَا تَحْمَرُّ الظرف منه مُحْمَرٌّ۔

اِحْمَرَّ در اصل اِحْمَرَّ تھا دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا اِحْمَرَّ ہو گیا، يَحْمَرُّ مُحْمَرٌّ اور ان جیسے دوسرے صیغوں کی تعلیل بھی اسی طرح ہے امر واحد مذکر میں وقف کی وجہ سے اجتماع ساکنین ہو گیا کیونکہ دونوں راساکن ہو گئیں تو کبھی دوسری

لے قولہ چار حروف ہونا، یہ باب اقشعر سے احتراز ہے کہ اگرچہ تکرار لام اسکی علامات میں سے بھی ہے مگر اس میں ہمزہ وصل کے بعد پانچ حرف ہوتے ہیں لہذا فرق صرف تعداد حروف میں ہے مگر اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں باب افعلال کے مصدر اِحْمَرَّ میں تو ہمزہ وصل کے بعد چار نہیں بلکہ پانچ حرف ہیں پھر مصنف کا یہ کہنا کہ اس کی علامت ہمزہ وصل کے بعد چار حروف ہونا ہے صحیح نہیں۔
جواب یہ ہے کہ ان تمام ابواب کی علامتوں میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے صرف فعل ماضی کا اعتبار کیا ہے باقی صیغوں اور مصادر کا اعتبار نہیں کیا اور فعل ماضی د امر حاضر میں ہمزہ وصل کے بعد یہاں صرف چار ہی حروف ہیں۔ ۱۲ ر فیح

لے قولہ چار حروف ہونا، یہ باب اقشعر سے احتراز ہے کہ اگرچہ تکرار لام اسکی علامات میں سے بھی ہے مگر اس میں ہمزہ وصل کے بعد پانچ حرف ہوتے ہیں لہذا فرق صرف تعداد حروف میں ہے مگر اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں باب افعلال کے مصدر اِحْمَرَّ میں تو ہمزہ وصل کے بعد چار نہیں بلکہ پانچ حرف ہیں پھر مصنف کا یہ کہنا کہ اس کی

را کو فتح دیا تو اَحْمَر ہو گیا اور کبھی کسرہ دیا تو اَحْمَر ہو گیا اور کبھی فک ادغام کیا تو اَحْمَر ہو گیا۔ لَمْ یَحْمَرْ اور مضارع مجزوم کے دوسرے صیغوں کو بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہیے۔
 فائدہ - اس باب کا لام ہمیشہ مشدّد ہوتا ہے سوائے ناقص کے کہ اس میں لفیف کے احکام پر عمل کیا جاتا ہے جیسے ارْعَوْتُ کہ واو اول کو سالم رکھتے ہیں اور دوسرے واو میں ناقص کے قواعد کے مطابق تعلیلاً کرتے ہیں۔

باب پنجم : اِفْعِلَال اس کی علامت تکرار لام اور لام اول سے پہلے الف کا زیادہ ہونا ہے۔
 یہ الف مصدر میں یار سے بدل جاتا ہے جیسے اَلَاذْهِمَامُ "سخت سیاہ ہونا"
 تصریفہ، اِذْهَامٌ يَدُ هَامٌ اِذْهِمَامٌ هَامٌ اَلَاذْهِمَامُ اِذْهَامٌ اِذْهَامٌ اِذْهَامٌ
 النہی عنہ لَا تَذْهَامُ لَا تَذْهَامُ لَا تَذْهَامُ الظرف منہ مَذْهَامٌ اس باب کے صیغوں میں
 ادغام باب اِفْعِلَال کے صیغوں کی طرح ہوا ہے ہر صیغہ کی تعلیل اس کی نظیر کے طرز پر صل نکال کر کر لینا چاہیے۔
 ان دونوں بابوں میں زیادہ تر لوٹن و عیب کے معنی آتے ہیں اور یہ دونوں ہمیشہ لازم ہوتے ہیں۔

باب ششم : اِفْعِیْعَالٌ، اس کی علامت تکرار عین اور دو عین کے درمیان واو کا آنا ہے یہ واو مصدر میں کسرہ ماقبل کے باعث یار سے بدل گیا ہے جیسے اِلْاِخْشِیْشَانُ "سخت کھردرا ہونا"
 تصریفہ : اِخْشَوْشَنَ یَخْشَوْشَنَ اِخْشِیْشَانًا فَهُوَ مُخْشَوْشٌ اَلَاَمْرَنَ اِخْشَوْشَنَ وَالنہی
 عنہ لَا تَخْشَوْشَنَ الظرف منہ مُخْشَوْشٌ - یہ باب اکثر لازم ہوتا ہے، اور کبھی متعدی بھی آجاتا ہے جیسے اِحْلَوْ کِدْتُهُ میں نے اسے شیریں سمجھا۔

۵۱ قولہ فتح دیا، کیونکہ فتح اخف الحركات ہے اور کسرہ اس لئے دیا کہ جب کسی حرف ساکن کو متحرک کرتے ہیں تو اصل قاعدہ یہی ہے کہ اس کو کسرہ دیا جائے۔ کہا جاتا ہے اَلَاکُتُّ اِذَا حَرَّکْتُ بِالْکَسْرِ ۵۲ قولہ اس باب کا لام یعنی لام کلمہ ۱۳ مترجم ۵۱ لغیف کے احکام آگے آئیں گے ۵۲ ارْعَوْتُ کے معنی باز آنے کے ہیں اسمیں اسوقت مطاوعت مجرد کی خاصیت پائی جا رہی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے رَعَوْتُ قَارِعَوْتُ میں نے اسے روکا تو وہ رُک گیا ۱۲ ملخصاً من نوادر الاصول ۶

۵۱ قولہ الف کا زیادہ ہونا۔ سوال : اس کے مصدر میں تو لام اول سے پہلے الف زائد نہیں؟
 جواب : یہاں تمام ابواب میں صرف فعل ماضی کے حروف کو بطور علامات ذکر کیا جا رہا ہے مصادر اور دوسرے صیغوں کے حروف بیان نہیں کئے جا رہے جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے ۱۲ مگر لوں زیادہ اور عیب کم۔ ۱۲ کذا فی نوادر الاصول۔
 ۵۱ قولہ الاخشیشان یہ اصل میں الاخشوشان تھا واو ساکن سے پہلے چونکہ کسرہ تھا اس لئے واو کو یار سے بدل دیا گیا۔ یہ ایک قاعدہ ہے جو آگے بیان ہوگا ۱۲ رف

باب ہفتم، اَفْعَوَالٌ اس کی علامت داؤ مشدد بعد عین ہے جیسے اَلْجَلَوَادُ ”دوڑنا“
تصریفہ۔ اَجَلَوَدٌ يَجْلُوذُ اَجَلَوَادًا فَهُوَ مُجْلَوُذٌ الامر منه اَجْلَوُذٌ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَجْلُوذُ
الظرف منه مُجْلَوُذٌ۔

ثلاثی مزید مطلق بے ہمزہ وصل کے پانچ باب ہیں

باب اول اَفْعَالٌ ماضی اور امر میں ہمزہ قطعی اس کی علامت ہے اور علامت مضارع اس کے معروف
میں بھی مضموم ہوتی ہے۔

تصریفہ۔ اَكْرَمَ يَكْرِمُ اَكْرَامًا فَهُوَ مُكْرِمٌ وَاكْرَمَ يَكْرِمُ اَكْرَامًا فَهُوَ مُكْرِمٌ الامر منه اَكْرِمُ
وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تُكْرِمُ الظرف منه مُكْرِمٌ۔

ماضی میں جو ہمزہ قطعی تھا وہ مضارع میں گر گیا ہے ورنہ مضارع یَا كَرِمٌ یَا كَرِمًا اَلْمَکْرَمَةُ ہوتا تو
اَاكْرِمُ میں دو ہمزہ جمع ہو جاتے۔

اس کے محذو ہونے کی وجہ سے ان میں سے ایک ہمزہ کو حذف کر دینا مناسب ہوا پھر موافقت کے
لئے مضارع کے باقی صیغوں سے بھی حذف کر دیا گیا۔

باب دوم تَفْعِيلٌ اس کی علامت تشدید عین ہے اس طرح کہ فار پر تا مقدم نہیں۔ علامت مضارع
معروف اس باب میں بھی مضموم ہوتی ہے، جیسے اَلتَّصْرِيفُ ”گھمانا“

تصریفہ صَرَفْتُ يُصْرِفُ تَصْرِيفًا فَهُوَ مُصْرِفٌ وَصَرَفْتُ يُصْرِفُ تَصْرِيفًا فَهُوَ مُصْرِفٌ الامر
منه صَرَفْتُ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تُصْرِفُ الظرف منه مُصْرِفٌ۔

اس باب کا مصدر فَعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے كَذَّبَ قَالَ اللهُ تَعَالَى وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كَذَّبًا
اور فَعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے كَلَامٌ وَسَلَامٌ۔

باب سوم مُقَاعَلَةٌ اس کی علامت فَاہ کے بعد الف زائد ہے اس طرح کہ فار پر تا مقدم نہیں۔

اسے احتراز ہے کہ اسکی ماضی میں بھی عین کلید شد تو ہوتا ہے لیکن
فار سے پہلے تا رہتی ہے جیسے تَقَبَّلَ (اس نے قبول کیا) ۱۲ ارف
۱۵ قولہ فار کے بعد یعنی ماضی و امر حاضر میں فار کلمہ کے بعد ۱۲
۱۵ قولہ اس طرح کہ الف باب تفاعل سے احتراز ہے کہ اس میں فار
کلمہ کے بعد الف تو زائد ہے مگر فار سے پہلے تا بھی ہے جیسے تَقَابَلْ
(آئے سائے ہوئے)

۱۵ قولہ ثلاثی مزید مطلق الف ثلاثی مزید مطلق با ہمزہ وصل کے
بیان سے فارغ ہو کر اب ثلاثی مزید مطلق بے ہمزہ وصل کے ابواب
بیان کرتے ہیں ۱۲ ارف ۱۵ قولہ ہمزہ قطعی، ہمزہ قطعی وہ ہے
جو وسط کلام میں برقرار ہے اور ہمزہ وصل وہ جو وسط کلام میں گر جائے
حاشیہ فارسی ۱۵ قولہ تشدید عین الف یعنی ماضی و امر حاضر میں عین
کہ پہلے کئی بار گزر چکا ۱۲ ارف ۱۵ قولہ اس طرح کہ الف باب تَقَعَّلُ

علامت مضارع معروف اس باب میں بھی مضموم ہوتی ہے جیسے اَلْمُقَاتِلَةُ وَالْمُقَاتِلُ "ایک دوسرے سے جنگ کرنا"۔

تصریفہ، قَاتِلٌ يُقَاتِلُ مُقَاتِلَةً وَقَاتِلًا فَهُوَ مُقَاتِلٌ وَقَوَاتِلٌ يُقَاتِلُ مُقَاتِلَةً وَقَاتِلًا فَهُوَ مُقَاتِلٌ الامر منه قَاتِلٌ والنہی عنه لَا تُقَاتِلُ الظرف منه مُقَاتِلٌ فعل ماضی مجہول میں الف ضمہ ماقبل کی وجہ سے داؤ ہو گیا ہے۔

باب چہارم، تَفَعَّلٌ اسکی علامت تشدید عین اور فار پر تار کا مقدم ہونا ہے جیسے التَّغَبَّلُ قبول کرنا تصریفہ۔ تَغَبَّلَ يَتَغَبَّلُ تَغَبُّلاً فَهُوَ مُتَغَبِّلٌ وَتَغَبَّلَ يَتَغَبَّلُ تَغَبُّلاً فَهُوَ مُتَغَبِّلٌ الامر منه تَغَبَّلَ والنہی عنه لَا تَتَغَبَّلُ الظرف منه مُتَغَبِّلٌ۔

باب پنجم تَفَاعُلٌ اسکی علامت فار سے پہلے تار اور فار کے بعد الف کی زیادتی ہے جیسے التَّفَاعُلُ ایک دوسرے کے مقابل ہونا۔

تصریفہ۔ تَفَاعَلَ يَتَفَاعَلُ تَفَاعُلًا فَهُوَ مُتَفَاعِلٌ وَتَفَاعَلَ يَتَفَاعَلُ تَفَاعُلًا فَهُوَ مُتَفَاعِلٌ الامر منه تَفَاعَلَ والنہی عنه لَا تَتَفَاعَلُ الظرف منه مُتَفَاعِلٌ ماضی مجہول میں الف ضمہ ماقبل کے باعث داؤ ہو گیا ہے اور تار اس باب میں اور تفعَّل میں اس قاعدے سے مضموم ہو گئی ہے جو ہم لکھ چکے ہیں کہ ماضی مجہول میں ماقبل آخر کے علاوہ ہر متحرک مضموم ہو جاتا ہے۔

قاعدہ ۵: ان دونوں بابوں کے مضارع میں جب بھی دو تار مفتوحہ جمع ہو جائیں تو جائز ہے کہ ایک کو حذف کر دیں جیسے تَغَبَّلَ تَتَغَبَّلَ میں اور تَفَاعَلَ تَتَفَاعَلَ میں۔

قاعدہ ۶۔ جب ان دونوں بابوں کی فار ان حروف میں سے کوئی ہو۔ تَار، ثَار، جِيم، دَال، ذَال، زَار، سِيْن، شِيْن، صَاد، ضَاد، طَار، ظَار تو جائز ہے کہ تَفَعَّلٌ اور تَفَاعَلَ کی تار کو فار کلمہ سے بدل کر اس میں ادغام کر دیں، اس صورت میں ماضی اور امر میں ہمزہ وصل آجائے گا۔

باب اِفْعَلٌ اور اِفْعَالٌ جن کو صاحب منشعب نے ابواب ہمزہ وصل میں شمار کیا ہے اسی قاعدے

میں فار پر تار مقدم نہیں ہوتی ۱۲
۵ قولہ فار سے پہلے تار باب مفاعله سے احتراز ہے
کہ اس کی ماضی و امر حاضر میں فار سے پہلے تار نہیں ہوتی ۱۳

۱۵ قولہ الف ضمہ ماقبل کی وجہ سے یہ ایک قاعدہ ہے کہ لغت
سے پہلے ضمہ آجائے تو الف کو داؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے قَوَاتِلٌ
مجہول کہ قَاتِلٌ سے بنا ہے ۱۲ ر ۵ قولہ تار کا مقدم
ہونا باب تفعیل سے احتراز ہے کہ اس کی ماضی و امر حاضر

سے پیدا ہوئے ہیں جیسے اَظْهَرُ يَظْهَرُ اَظْهَرًا فَهُوَ مُظْهَرٌ اور اِثَا قَلَّ يَثَا قُلُ اِثَا قَلًّا فَهُوَ مُثَا قِلٌ۔

فصل سوم ”رباعی مجرد و مزید فیہ کے بیان میں“

ابواب ثلاثی مزید غیر ملحق کے بیان سے فارغ ہو کر اب ہم ابواب ملحق کے بیان سے پہلے ابواب رباعی مجرد و مزید فیہ بیان کرتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ رباعی مجرد کا ایک باب ہے فَعَلَّةٌ جیسے اَلْبَعَثَةُ ”آبادہ کرنا“ تصریفہ: بَعَثَرُ يَبْعَثُرُ بَعَثَرَةً فَهُوَ مُبْعَثَرٌ وَبُعْثَرُ يَبْعَثُرُ بَعَثَرَةً فَهُوَ مُبْعَثَرٌ الْاَمْرُ مِنْهُ بَعَثَرٌ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَبْعَثُرُ الظرف منه مُبْعَثَرٌ ماضی میں چار حروف اصلی کا ہونا اس باب کی علامت ہے۔ علامت مضارع معروف اس باب میں بھی مضموم ہوتی ہے علامت مضارع کی حرکت کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ماضی میں چار حروف ہوں خواہ تمام اصلی ہوں یا بعض اصلی اور بعض زائد ہوں تو اس کی علامت مضارع معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے جیسے يَكْرُمُ يَصْرِفُ يُقَاتِلُ يَبْعَثُرُ وَرَنٌ مَفْتُوحٌ ہوتی ہے جیسے يَنْصُرُ يَجْتَنِبُ يَتَقَابَلُ۔

رباعی مزید فیہ یا تو بے ہمزہ وصل ہوتا ہے اور اس کا ایک باب ہے تَفَعَّلٌ اس کی علامت چار حروف اصلی سے پہلے تار کی زیادتی ہے جیسے اَلتَّسْرِبُ ”قمیص پہننا“ تصریفہ: تَسْرِبُ يَتَسْرِبُ تَسْرِبًا فَهُوَ مُتَسْرِبٌ الْاَمْرُ مِنْهُ تَسْرِبٌ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَتَسْرِبُ الظرف منه مُتَسْرِبٌ۔

یابا ہمزہ وصل ہوتا ہے اور اس کے دو باب ہیں۔ اَوَّلٌ اِفْعَالٌ اس کی علامت لام دوم کی تشدید ہے اور اس میں چار حروف اصلیہ پر ایک لام اور ماضی و امر میں ہمزہ وصل زائد ہے جیسے اَلْاِفْشَعْرُ ”رونگے کھڑے ہو جانا“

تصریفہ: اِفْشَعَرُ يَفْشَعِرُ اِفْشَعْرًا فَهُوَ مُفْشَعِرٌ الْاَمْرُ مِنْهُ اِفْشَعَرٌ اِفْشَعْرًا فَهُوَ مُفْشَعِرٌ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَفْشَعِرُ لَا تَفْشَعِرُ الظرف منه مُفْشَعِرٌ اِفْشَعَرٌ دراصل

میں تَثَا قَلَّ تھا تفاعل کا فارک ثاء تھا اسلئے جوازاً تاء تفاعل کو ثاء سے بدلا، اور ثاء کا ثاء میں اذغام کر دیا اور شروع میں ہمزہ وصل لے آئے اِثَا قَلَّ ہوا۔ ۱۲ ارت ۵ یعنی اگر کسی ماضی میں چار حروف نہ ہوں بلکہ چار سے کم یا زائد ہوں ۱۲ منہ ۵ وکذا الجملہ ۱۲ ارت

۱۵ قولہ اَظْهَرُ اصل میں تَظْهَرُ تھا۔ تَفَعَّلٌ کا فارکہ چونکہ طاء تھا اسلئے جوازاً تاء تفاعل کو طاء سے بدلا اور طاء کا طاء میں اذغام کر دیا اور ابتداً بال سکون چونکہ نا جائز ہے اسلئے ہمزہ وصل شروع میں لے آئے اَظْهَرُ ہوا ۱۱ ارت ۵ قولہ اِثَا قَلَّ اصل

اَفْشَعَرَرَتْهَا اور يَفْشَعِرُ، يَفْشَعِرُ تھا اور اسی طرح دوسرے صیغے تھے۔ جس طرح اِحْمَرَّ يَحْمُرُ کے صیغوں میں ادغام کیا گیا ہے اسی طرح اس باب کے صیغوں میں بھی ہوا ہے۔ مگر اس باب میں متجانسین میں سے پہلے حرف کا ماقبل ساکن تھا لہذا اس کی حرکت ماقبل کو دے کر ادغام کیا گیا ہے۔

بَابُ دَوَمٍ اَفْعِلَالٌ اس کی علامت یہ ہے کہ ماضی و امر میں ہمزه وصل اور عین کے بعد نون زائد ہے۔ جیسے اَلَا بُرْنَشَقُ ”بہت خوش ہونا“

تصریفہ: اِبْرَنْشَقُ يَبْرَنْشَقُ اِبْرَنْشَقًا فَهُوَ مُبْرَنْشَقٌ اَلَا مَرَمْنَه اِبْرَنْشَقٌ وَالنَّهْيُ عَنْه لَا تَبْرَنْشَقُ الظَّفَرُ مِنْهُ مُبْرَنْشَقٌ۔

فصل چہارم ”ثلاثی مزید فیہ ملحق کے بیان میں“

ثلاثی مزید ملحق یا تو ملحق بر باعی مجرد ہو گا یا ملحق بر باعی مزید۔ اول کے سات باب ہیں۔

(۱) فَعَلَّلَهُ اس میں تکرار لام کی زیادتی ہے جیسے اَلْجَلْبَبَةُ ”چادر پہنانا“

تصریفہ: جَلَبَبْتُ يَجْلِبِبُ اَلْ

(۲) اَفْعَوْلَهُ اس میں عین کے بعد واو زائد ہے جیسے اَلسَّرْوَكَةُ ”شلوار پہنانا“ تصریفہ: سَرَوَلٌ يَسْرُوِلُ اَلْ

(۳) فَعْبَعَلَهُ اس میں فار کے بعد یاء زائد ہے جیسے اَلصَّيْطَرَةُ ”مقرر ہونا“ تصریفہ: صَيَّطَرَ يَصَيِّطُرُ اَلْ

(۴) فَعْبَعَلَهُ اس میں عین کے بعد یاء زائد ہے جیسے اَلشَّرِيفَةُ ”کھیت کے غیر ضروری پتے کاٹنا“

تصریفہ: شَرِيفْتُ يُشْرِيفُ اَلْ

(۵) فَوَعَلَهُ فار کے بعد واو زائد ہے جیسے اَلْجَوْرَبَةُ ”جراب پہنانا“ تصریفہ: جَوْرَبٌ يَجْوِرِبُ اَلْ

(۶) فَعْنَلَهُ عین کے بعد نون زائد ہے جیسے اَلْقَلْنَسَةُ ”ٹوپی پہنانا“ تصریفہ: قَلْنَسٌ يُقْلِنِسُ اَلْ

(۷) فَعْلَالَهُ لام کے بعد یاء زائد ہے جیسے اَلْقَلْسَاةُ ”ٹوپی اڑھانا“ تصریفہ: قَلْسَى يُقْلِسَى اَلْ

قَلْسَاةٌ فَهُوَ مُقْلِسٌ وَقَلْسَى يُقْلِسَى قَلْسَاةٌ فَهُوَ مُقْلِسٌ اَلَا مَرَمْنَه قَلْسٌ وَالنَّهْيُ عَنْه

آجایا ۱۲ ۱۵۲ اس کے مندرجہ ذیل معانی بھی آتے ہیں۔ درخت

کاشگوفہ دار ہونا، کلی کا کھلنا (قاموس) حاشیہ علم الصیغہ

فارسی ۱۲ منہ ۳۵ قولہ جَلَبَبْتُ يَجْلِبِبُ اَلْ باب قرآن میں

نہیں آیا بَعَثْتُ کی طرح پوری گردان کر لینی چاہیے۔ ۱۲ اریح

۱۵ قولہ کیا گیا ہے۔ برخلاف اِحْمَرَّ يَحْمُرُ کے کہ ہیں

متجانسین میں سے اول کا ماقبل (یعنی میم) خود متحرک تھا

چنانچہ اس میں متجانس اول کی حرکت ماقبل کو نہیں دی گئی۔

مضاعف کے مفصل قواعد آگے بیان ہونگے انہیں یہ قاعدہ بھی

لَا تُقْلِسُ الظَّفَرَ مِنْهُ مُقْلَسِي -

قُلْسِي کی اصل قُلْسِي ہے۔ یار متحرک ماقبل مفتوح یا کوالف سے بدل دیا۔ اسی طرح قُلْسَاةٌ مصدر ہے کہ یہ قُلْسِيَّةٌ تھا اور ایسے ہی يُقْلِسِي مضارع مجہول ہے کہ دراصل يُقْلِسِي تھا اور مُقْلَسِي منفعول دراصل مُقْلَسِي تھا مگر اس میں الف اجتماع ساکنین باتنویں کی وجہ سے گر گیا اور يُقْلِسِي مضارع معروف اصل میں يُقْلِسِي تھا یار کو ساکن کر دیا گیا۔ اسی طرح مُقْلَسِ اسم فاعل ہے کہ اصل میں مُقْلَسِي تھا مگر اس کی یار اجتماع ساکنین باتنویں کی وجہ سے گر گئی۔

ملحق بر بائی مزید یا تو ملحق بِتَفَعُّلٍ ہو گا یا ملحق بِاِفْعِلَالٍ ہو گا یا ملحق بِاِفْعِلَالٍ۔ اول کے آٹھ باب ہیں۔

- (۱) تَفَعَّلُ اس میں تار فار سے پہلے اور تکرار لام زائد ہے جیسے تَجَلَّبَبُ "چادر اوڑھنا"
 - (۲) تَفَعَّوُلُ فار سے پہلے تار اور عین و لام کے درمیان واو زائد ہے جیسے تَسَرَّوُلُ "شلوار پہننا"
 - (۳) تَفَيَّعُلُ فار سے پہلے تار اور فار کے بعد یار زائد ہے جیسے تَشَيَّطُنُ "شیطان ہونا"
 - (۴) تَفَوَّعُلُ فار سے پہلے تار اور فار کے بعد واو زائد ہے جیسے تَجَوَّزُبُ "جُراب پہننا"
 - (۵) تَفَعَّعُلُ فار سے پہلے تار اور عین کے بعد نون زائد ہے جیسے تَقْلَسُّسُ "ٹوپی پہننا"
 - (۶) تَمَفَّعُلُ فار سے پہلے تار و میم زائد ہیں جیسے تَمَسَّكُنُ "مسکین ہونا"
 - (۷) تَفَعَّلْتُ ایک تار فا سے پہلے اور دوسری لام کے بعد زائد ہے جیسے تَعَفَّرْتُ "خبیث ہونا"
 - (۸) تَفَعَّلُ فار سے پہلے تار اور لام کے بعد یار زائد ہے جیسے تَقْلَسُّسُ "ٹوپی پہننا"
- ان ابواب کی صرف صغیر تَسَرَّبُلُ کی صرف صغیر کے وزن پر کر لینی چاہیئے اور آخری باب یعنی تَقْلَسُّسِ میں تعلیلات قُلْسِي يُقْلَسِي کی طرح کر لینی چاہئیں اور اس کے مصدر میں ضمہ کو کسرہ سے بدل کر مُقْلَسِ کی تعلیل کی گئی ہے۔

ملحق بِاِفْعِلَالٍ کے دو باب ہیں۔

- (۱) اِفْعِلَالُ اس میں لام دوم اور نون بعد عین اور ہمزة وصل زائد ہیں جیسے اِفْعِلَالُ سِينہ و گردن نکال کر چلنا

لہ تَقْلَسُّسِ اصل میں تَقْلَسُّسِي تھا۔ یا لام کلمہ میں ضمہ کے بعد واقع ہوئی اسلئے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا اور یار کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا تَقْلَسُّسِ رہ گیا ۱۲ عہ عَفْرِیْتُ یعنی خبیث سے ماخوذ ہے۔ ۱۲ رف

کو ملحقات سے نکال کر رباعی مزید فیہ میں داخل کر دیا لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ ملحق ہے اور یہ قید کہ الحاق کی زیادتی فار سے پہلے نہیں ہوتی غلط ہے۔ صاحب فصول اکبریؒ نے ایسے بہت سے صیغوں کو کہ جن میں زیادتی فار سے پہلے ہے ملحقات میں شمار کیا ہے جیسے تَرْجَسْ وغیرہ۔ الحاق کا مدار اس بات پر ہے کہ مزید فیہ زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر آجائے اور معافی ملحق بہ کے علاوہ کوئی نئے معنی از قبیل خاصیات اس میں پیدا نہ ہوں۔

تو جب یہ دونوں شرطیں موجود ہیں تو تَمَسَّكُنْ کے ملحق ہونے میں شبہ نہیں اور مَسْكِيْنٌ جیسے الفاظ مَفْعِلٌ کے وزن پر ہیں نہ کہ فَعْلِلٌ کے وزن پر اور محققین صرف کا جو معروف قاعدہ ہے کہ حرف زائد کرنے کے واسطے مزید فیہ کی مناسبت مادہ کے ساتھ اتنی کافی ہے کہ (مادہ پر) تین ذالالتوں یعنی مطابق تَضَمُّنِی اور التزامی میں سے کوئی دلالت ہو سکے یہ بھی تَمَسَّكُنْ اور مَسْكِيْنٌ میں میم کے زائد ہونے کو مقتضی ہے

طرح تَمَسَّكُنْ کا میم صلی ہے اسی طرح مَسْكِيْنٌ کا میم بھی صلی ہے چنانچہ وہ اسکا وزن فَعْلِلٌ بتاتے ہیں تاکہ مسکین کے میم کو فار کلمہ قرار دیا جاسکے مگر مصنف کے نزدیک اس کا میم زائد ہے چنانچہ وہ اسکا وزن مَفْعِلٌ فرما رہے ہیں تاکہ مسکین کا میم فاعل مکرر میں اور لام کلمہ کے مقابلہ میں نہ آسکے ۱۲ حرف ۱۵ قولہ یعنی مطابق الہ لفظ کی دلالت اسکے پورے معنی موضوع لہ پر ہو تو وہ دلالت مطابق ہے جیسے لفظ چاقو کی دلالت پورے چاقو (پھل اور دستہ پر) اور اگر معنی موضوع لہ کے جز پر دلالت ہو تو وہ تَضَمُّنِی ہے جیسے لفظ چاقو کی دلالت اس کے صرف پھل پر، یا صرف دستہ پر، اور اگر معنی موضوع لہ کے لازم پر دلالت ہو تو وہ دلالت التزامی ہے جیسے لفظ چاقو کی دلالت کاٹنے پر کہ جیسے ہی چاقو کا تصور آیا کاٹنے کا تصور بھی آجاتا اب یہ سمجھو کہ لفظ تَمَسَّكُنْ ثلاثی مزید فیہ ملحق رباعی مزید فیہ ہے کیونکہ اس میں وہ دونوں باتیں بھی پائی جا رہی ہیں جو ملحق ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ پہلی تو یہ کہ اس میں حروف زائد ہو چکی وجہ سے یہ رباعی (تسہیل) کے وزن پر آگیا ہے دوسری یہ کہ اس میں ملحق بہ (باب تسہیل) کی خاصیت کے علاوہ کوئی اور نئی خاصیت پیدا نہیں ہوئی پھر اس میں مناسبت کی وہ شرط بھی پائی جا رہی ہے جس کا یہاں ذکر ہے کہ یہاں لفظ تَمَسَّكُنْ کی دلالت التزامی (باقی برطش)

۱۵ قولہ داخل کر دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ تَمَفْعُلٌ کوئی باب نہیں بلکہ یہ تَفْعُلٌ ہے اور تَسْرُبُلٌ کی طرح تَمَسَّكُنْ بردوزن تَفْعُلٌ ہے نہ کہ بردوزن تَمَفْعُلٌ۔ اور تَمَسَّكُنْ کا میم صلی ہے نہ کہ زائد، بالکل اسی طرح جیسے کہ تَسْرُبُلٌ کا سین صلی ہے اندیشہ ۱۵ قولہ صاحب فصول اکبریؒ نے تَمَفْعُلٌ کو ملحق نہ ماننے والوں کی دلیل کا جواب ۱۲ حرف ۱۵ قولہ تَرْجَسْ اسکا مصدر تَرْجَسَتْ ہے۔ جس کے معنی ہیں دوا میں گلی زنگس ڈالنا ۱۲ حاشیہ ۱۵ قولہ الحاق کا مدار الہ مخالفین کی دلیل کا جواب دینے کے بعد اب اپنی دلیل پیش کرتے ہیں ۱۲ حرف ۱۵ قولہ یہ دونوں شرطیں الہ پہلی شرط تو اس طرح پائی جا رہی ہے کہ یہ تار اور میم کے زائد ہو چکی وجہ سے تَسْرُبُلٌ کے وزن پر آگیا ہے جو رباعی ہے اور دوسری شرط اس طرح پائی جا رہی ہے کہ اس میں باب تَسْرُبُلٌ کی خاصیت کے علاوہ کوئی نئی خاصیت پیدا نہیں ہوئی ۱۲ حرف ۱۵ قولہ مَسْكِيْنٌ الہ تَمَفْعُلٌ اور تَمَسَّكُنْ کے بارے میں اپنا مذہب ثابت کرنے کے بعد اب بطور تفریع کے لفظ مسکین کی تحقیق فرماتے ہیں چونکہ یہ بھی تَمَسَّكُنْ سے مشتق ہے اس لئے اس میں بھی اختلاف ہے۔ مولانا عبد الباقی صاحب اور بعض دوسرے وہ علمائے صرف جو تَمَسَّكُنْ کو ملحقات میں سے نہیں مانتے بلکہ رباعی مزید از باب تَفْعُلٌ کہتے ہیں ان کے نزدیک جس

ہذا مولانا عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو باصالتِ مہم باب تَسْوِیْل سے شمار کرنا صحیح نہیں۔

فائدہ : صاحب شافیہ نے تَفْعَلُ اور تَفَاعُلُ کو ملحقات میں شمار کیا ہے۔

تمام محققین نے اس کو اس لئے غلط قرار دیا ہے کہ اگرچہ تَفْعَلُ اور تَفَاعُلُ رباعی کے وزن پر ہو گئے ہیں مگر ان دونوں بابوں میں خاصیات اور معانی بہ نسبت ملحق بہ کے زائد ہیں۔ لہذا شرط الحاق نہ پائی گئی۔

فائدہ : حضرت استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی غفرلہ نے مصادر غیر ثلاثی مجرد کی حرکات یاد کرنے کے واسطے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہے۔ افادۃً لکھا جاتا ہے۔

فائدہ : (الف) ہر وہ مصدر غیر ثلاثی مجرد کہ جس کی فاعل مفتوح ہو اور آخر میں تار ہو اسکا مابعد ساکن اول مفتوح ہوتا ہے جیسے مَفَاعَلَةٌ اور فَعْلَلَةٌ اور اس کے ملحقات۔

(ب) اور ہر مصدر مذکور کہ جس کی فار سے پہلے تار ہو اور فار مفتوح ہو اس کا مابعد ساکن اول مضوم ہوتا ہے، جیسے تَقَابُلٌ و تَقَبُّلٌ و تَسْوِیْلٌ اور اس کے ملحقات۔

(ج) اور اگر فار ساکن ہو تو اس کا مابعد مکسور ہوتا ہے جیسے تَصْرِیْفٌ۔

(د) اور ہر وہ مصدر کہ جس کے شروع میں حمزہ وصل ہو اس کا مابعد ساکن اول مکسور ہوتا ہے جیسے اِجْتِنَابٌ و اِسْتِنْبَاطٌ وغیرہ۔ سوائے اَفْعَلٌ اور اِفَاعِلٌ کے کہ وہ تَفْعَلُ اور تَفَاعُلُ کی فرع ہیں اصل کے اعتبار سے ابواب حمزہ وصل میں سے نہیں ہیں۔

(بقیہ حاشیہ منہ) اسکے مادہ پرچو کہ سکون ہے پائی جا رہی ہے کیونکہ سکون کے معنی حرکت نہ کرنے کے ہیں اور مسکن کے معنی مسکین و فقیر ہونے کے ہیں اور مسکین ہونے کی تصور سے حرکت نہ کرنا تصور بھی آتا ہو کیونکہ فقیر آدمی عام طور سے ایک ہی جگہ رہتا ہے زیادہ چلتا پھرتا نہیں وہ امیر کی طرح یہ طاقت نہیں رکھتا کہ جہاں چاہے چلا جائے پس مادہ اور مزید فیہ کے درمیان مناسبت موجود ہے لہذا فی الحاشیہ ۵۷ قولہ تقضی ہے کیونکہ لفظ تسکن اور مسکن دونوں اس کے مادہ پر دلالت التزامی موجود ہے جیسا کہ ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں بلکہ ایک اعتبار تو دلالت مطابقی بھی ہو سکتی ہے کیونکہ قاموس میں لکھا ہے کہ سکن و تَسْكُنُ و تَسْكُنُ صادر مسکنیۃ پس تسکن کی اسکے مادہ (سکون) پر دلالت مطابقی موجود ہے جیسا کہ باطل واضح ہے کیونکہ تَسْكُنُ سَكَنَ کے پورے معنی پر دلالت کر رہا ہے ۱۲ محمد رفیع عثمانی (حاشیہ صفحہ ۱۷) ۱۷ قولہ رباعی کے وزن یعنی تَسْوِیْل کے

وزن پر ۱۲ ر ف ۱۷ قولہ زائد ہیں چنانچہ باب تَفْعَلُ جسکو صاحب شافیہ نے تَفْعَلُ اور تَفَاعُلُ کے لئے ملحق بہ قرار دیا ہے اسکی خاصیات صرف تین ہیں حالانکہ باب تَفْعَلُ کی خاصیات چودہ اور باب تفاعل کی چھ ہیں خاصیت کی تفصیل فصول اکبری اور اسکی شرح میں غلگی ۱۲ ر ف ۱۷ قولہ نہ پائی گئی چنانچہ یہ ملحق نہیں ہو سکتے ۱۲ ر ف ۱۷ قولہ (الف) اصل کتاب میں مصنف نے یہ حروف ابجد اس قاعدہ کے ماتحت تحریر نہیں فرمائے۔ ضبط میں آسانی کے لئے احقر نے یہ حروف ڈال دیے ہیں اس ترجمہ میں جہاں کہیں بھی کوئی لفظ قوسین کے درمیان ہو گا وہ احقر کا اضافہ ہے ناگزیر حالات میں ایسا کیا گیا ہے ۱۲ ر ف ۱۷ قولہ ملحقات جیسے جَلْبَبَةٌ سَرَوْنَةٌ مِیْطَرَةٌ وغیرہ ۱۲ ر ف ۱۷ یعنی غیر ثلاثی مجرد ۱۷ ۱۷ قولہ اور اسکے ملحقات یعنی تَفْعَلُ کے ملحقات جیسے جَلْبَبٌ و تَسْوِیْلٌ و تَشِیْطٌ وغیرہ ۱۲ ر ف ۱۷ اگر فار ساکن ہو جی

جس مصدر کی فار سے پہلے تار ہو اور فار ساکن ہو ۱۲ ر ف ۱۷ قولہ تَفْعَلُ انچنانچہ ان کا مابعد ساکن اول مکسور نہیں بلکہ مضوم ہے ۱۲ ر ف

(ھ) ہر وہ مصدر کہ جس کی ابتدا میں ہمزہ قطعی ہو اس کا مابعد ساکن اول مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے اَفْعَالٌ، اس قاعدہ میں مابعد ساکن اول کی حرکت خصوصیت سے اس لئے بیان کی گئی ہے کہ لوگ عام طور پر ہی کے تلفظ میں غلطی کرتے ہیں اکثر مَنَاسِبٌ اور باب مفاعلة کے دوسرے مصادر کو بحسب عین اور اجتناب کو بفتح تار پڑھتے ہیں۔ ابواب غیر ثلاثی مجرد میں عین مضارع معلوم کی حرکت یاد کر نیکاً قاعدہ (الف) اگر ماضی میں تار فار سے پہلے ہو تو عین مضارع مفتوح ہوگی ورنہ مکسور اور رباعی اور اس کے تمام ملحقات میں لام اول اور ہر وہ حرف جو اس کی جگہ ہو عین کا حکم رکھتا ہے۔ (ج) اور تَفَاعُلٌ، تَفَعُّلٌ و تَفَعَّلٌ اور اس کے ملحقات میں مضارع معروف کا ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے اور دوسرے تمام ابواب میں مکسور۔

باب سوم مہموز، معتل اور مضاعف کی گردان میں جو تین فصلوں پر مشتمل ہے

ابواب کے بیان سے فارغ ہو کر اب ہم تخفیف، اعلال اور ادغام کے قواعد شروع کرتے ہیں۔ تخفیف ہمزہ کو تخفیف کہتے ہیں اور حرف علت کی تغیر کو اعلال۔ اور ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کرنے اور شدید کرنے کو ادغام کہتے ہیں۔

فصل اول مہموز کے بیان میں جو دو قسموں پر مشتمل ہے

قسم اول تخفیف ہمزہ کے قواعد میں۔

قاعدہ ۵: ہمزہ منفردہ ساکنہ جوازاً اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق ہو جاتا ہے یعنی بعد فتح الف اور بعد ضمہ واؤ اور بعد کسرہ یاء ہو جاتا ہے جیسے رَأْسٌ ذِیْبٌ اور بُؤْسٌ۔

۵۴ اور اس کے ملحقات یعنی تَفَعَّلٌ کے ملحقات ۱۲ رت
۵۵ قولہ رَأْسٌ الذ ان تینوں الفاظ کا دوسرا حرف فصل
میں ہمزہ تھا مذکورہ قاعدہ سے جوازاً حرف علت
سے تبدیل ہو گیا۔ بُؤْسٌ کے معنی سخت محتاج ہونے
کے ہیں۔ کذا فی الحاشیہ ۱۲ رت

۱۵ قولہ اس قاعدہ الخ یعنی یہ قاعدہ جو کہ الف سے
(ھ) تک کے قواعد مذکورہ پر مشتمل ہے ۱۲ رت
۱۶ قولہ ہوگی الخ جیسے تَفَعَّلٌ اور تَفَاعُلٌ ۱۲ رت
۱۷ قولہ اور رباعی الخ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔
اعتراض یہ ہے کہ باب تَفَعَّلٌ اور اس کے ملحقات کی ماضی
میں بھی تار فار سے پہلے ہے۔ مگر ان میں عین مفتوح نہیں
بلکہ ساکن ہے پھر آپ کا یہ قاعدہ کیسے صحیح ہوا ۱۲ محمد رفیع عثمانی

قاعدہ : ہمزہ متحرکہ کے بعد ہمزہ ساکنہ وجوباً حرکت ماقبل کے موافق ہو جاتا ہے جیسے اَمِّنٌ وَاَوْمِنَ وَاِيْمَانًا ۔
 قاعدہ : جائز ہے کہ ہمزہ منفردہ مفتوحہ ضمہ کے بعد واؤ سے اور کسرہ کے بعد یاء سے بدل جائے جیسے حُوْنٌ وَّمِيْرٌ ۔
 قاعدہ : دو متحرک ہمزہ میں سے اگر ایک بھی کسور ہو تو ثانی وجوباً یاء بنجائے جیسے جَاءٌ اور اَيْمَةٌ ورنہ واؤ جیسے اَوْدَمٌ اور اَوْقِلٌ ۔ صرفیین نے اس قاعدہ کو کسرہ کی صورت میں بھی وجوبی کہا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ بعض قراءت متواترہ میں لفظ اَيْمَةٌ بہمزہ دوم آئی ہے ۔ لہذا معلوم ہوا کہ قاعدہ مذکورہ جوازى ہے ۔

قائد: واؤ ویائے مدہ زائدہ اور یائے تصغیر کے بعد ہمزہ جوازاً ما قبل کی جنس سے بدل کر اس میں مدغم ہو جاتا ہے۔ جیسے مَقْرُوۃٌ خَطِیۃٌ وَاُقِیْسٌ۔

قاعدۃ : الف مفاعل کے بعد اگر ہمزہ قبل یاء واقع ہو تو یہ یائے مفتوحہ سے بدل جاتا ہے اور یاء الف سے جیسے **خَطَايَا جَمَعَ خَطِيئَةً** یہ خطائی تھا یاء الف جمع کے بعد قبل طرف واقع ہونے کی وجہ سے

۱۵۔ قولہ صرف میں الہ مصنف نے جو قاعدہ ذکر کیا ہے کہ دو متحرک ہمزہ میں سے اگر ایک محصور ہو تو ہمزہ ثانیہ یا اسے دو جابڈل جائیگا یہ عام صرف میں کا مذہب ہے مصنف کا نہیں کیونکہ مصنف واجب کا انکار کرتے ہیں اور صرف جواز کے قائل ہیں

یہاں یہی بات مدلل ارشاد فرما رہے ہیں۔ ۱۲ رفیع
۵۷ قولہ کسرہ کی صورت ال یعنی جبکہ دو متحرک ہمزہ میں سے
ایک مکسور ہو ۱۲ الف ۵۷ قولہ جوازی لیکن مصنف ۷ کے
نزدیک اس قاعدہ کا جوازی ہونا صرف کسرہ کی صورت میں ہے
چنانچہ اگر ایک بھی مکسور نہ ہو تو دواؤ سے بدلنے کا قاعدہ عام
صرف فین کی طرح مصنف کے نزدیک بھی وجوبی ہے ۱۲ واللہ اعلم
۵۹ قولہ مقدوۃ الز قراءۃ یقرء قراءۃ کا اسم مفعول ہے
اور خطیبۃ بمعنی غلطی جملہ خطا یا اور قایت (بضم الاول) فتح
الثانی وتشدید الیار و کسرا) آفوس کی تصغیر ہے اور آفوس
فاس کی جمع ہے بمعنی کھاڑی ۱۲ کذا فی الحاشیہ، رفیع

نہ قولہ یا الف جمع الخ الف جمع کے بعد یاء کے واقع ہونے کا قاعدہ مقتل کے قواعد میں پڑھو گے مگر چونکہ خطائیاں اس قاعدہ بھی جاری ہوا ہے اس لئے یہاں اسکا ضمناً ذکر آگیا ہے۔ اصل مقصود اس قاعدہ کا اجرا کرنا نہیں ہے۔

۱۷۔ قولہ اٰمَنَ الْاِنْتِیْنِیْنَ الْفَاطِمِیْنَ پہلے ہمزہ کے بعد ہمزہ ساکنہ تھا۔ مذکورہ قاعدہ سے وجوباً حرف علت سے بدل گیا ۱۲ ارف

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهِ وَلِمَنْ سَعَى فِيهِ
 ۱۲ قولہ جَوْنُ الْجَوْنَةِ (بضم جیم و سکون ہمزہ) کی جمع ہے
 بس کے معنی عطر دان کے ہیں اور جَوْنٌ اور مِیْکٌ دونوں کا دوسرا
 حرف اصل میں ہمزہ تھا ۱۳ رف ۱۴ قولہ جَاءَ اور اِیْتَدَّ الْجَحَاذُ
 جَاءَ یَجِیْءُ کا اسم فاعل ہے (یعنی آنیوالا) اور اِیْتَدَّ اسام کی
 جمع ہے۔ جَاءَ اصل میں جَاءَی تھا، یاء الف زائد کے بعد واقع
 ہوئی اس لئے یا، کو ہمزہ سے بدل دیا پھر دو ہمزہ متحرک ایک جگہ
 جمع ہو گئے ان میں سے پہلا مکسور تھا اسلئے اس زیر بحث قاعدے
 سے دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا جائی ہو یا یرضئہ شوا
 تھا اس لئے یاء کو ساکن کیا پھر یاء اور تنوین کے درمیان
 اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کیا تو جَاءَ رہ گیا اور
 اِیْتَدَّ میں دوسرا حرف دراصل ہمزہ تھا۔ زیر بحث قاعدہ
 سے دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا گیا ۱۵ رف

۱۷ قولہ ورنہ واو یعنی اگر دونوں ہمزہ میں سے ایک بھی مکتور نہ ہو تو دوسرے ہمزہ کو واو سے بدل دیا جاتا ہے ۱۲ منہ

۵۵ قولہ او ایدم الخ آدم کی جمع ہے (تمام انسانوں کے باپ)
محمد رفیع عثمانی

ہمزہ ہو گئی تو خطاء ہو یا پھر ہمزہ ثانیہ جاء کے قاعدہ سے یار ہو گیا اب اس قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے اور یار کو الف سے بلا خطایا ہو گیا۔

قاعدہ : جو ہمزہ متحرکہ حرف ساکن غیر ممدہ زائدہ وغیرہ یائے تصغیر کے بعد واقع ہو اس کی حرکت جوازاً ماقبل کو دے کر حذف کر دیا جاتا ہے جیسے یَسْلُوقًا فَلَحَّ وَيَرْجِي خَاة۔

قاعدہ : یَرْجِي یُری اور تمام افعال رُویۃ میں یہ قاعدہ وجوباً جاری ہوتا ہے رُویۃ کے اسمائے مشتقہ میں نہیں چنانچہ مَرَّآی مصدر بھی میں اور مَرَّآة آئینہ میں اور مَرَّی اسم مفعول میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر حذف کرنا جائز ہے واجب نہیں۔

قاعدہ : ہمزہ متحرکہ اگر متحرک کے بعد ہو تو اس میں بین بین بعید اور بین بین قریب دونوں جائز ہیں ہمزہ کو اپنے مخرج اور اس کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین قریب ہے اور اس کے مخرج اور اس کے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین بعید ہے بین بین کو تسہیل بھی کہتے ہیں۔ مثال : سَالَسَيْتَهُ لَوْمَسَالَسَال میں دونوں بین بین کے لئے

ہو یعنی آواز میں دونوں حرف (ہمزہ اور حرف علت) کی آواز کا شائبہ ہو ۱۲ حرف

۱۵ قولہ اس کے مخرج یعنی ہمزہ کے مخرج ۱۲ منہ

۱۶ قولہ سَالَسَال الہ سَال کے ہمزہ کو ہمزہ اور الف کی آواز کے درمیان ادا کیا جائے گا سَيْت کے ہمزہ کو ہمزہ اور یار کے درمیان اور لَوْم کے ہمزہ کو ہمزہ اور واو کے درمیان پڑھا جائے گا یہ تو بین بین قریب ہوا اور بین بین بعید کرنا ہو تو

سَيْت کے ہمزہ کو الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھا جائیگا اور لَوْم کے ہمزہ کو بھی الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھا جائے گا۔ اور اسی طرح سَال میں ۱۲ محمد رفیع عثمانی

۱۷ قولہ دونوں الہ یعنی دونوں قسم کے بین بین کے لئے ۱۲ منہ یعنی ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِكَاثِبِهِ وَلِمَنْ سَعَى فِيهِ

۱۸ قولہ اب اس قاعدہ کے الہ یہاں اسی قاعدہ کا بیان مقصود باقی تعلیلات دوسرے قواعد سے ہوئی ہیں ۱۲ حرف ۱۷ قولہ غیر ممدہ زائدہ وغیرہ یائے تصغیر کے بعد ہمزہ واقع ہو تو ہمیں خطیئہ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے جو اوپر گزر چکا ہے ۱۳ حرف ۱۸ قولہ یَسْلُوقًا فَلَحَّ اصل میں یَسْلُوقًا فَلَحَّ اصل میں یَسْلُوقًا فَلَحَّ تھا اور یَرْجِي خَاة اصل میں یَرْجِي خَاة تھا یعنی ”وہ اپنے بھائی کو تیرا رتا ہے“ ۱۲ حرف

۱۹ یَرْجِي یُری الہ پہلا لفظ رُویۃ مصدر کا مضارع معروف ہے اور دوسرا مضارع مجہول دونوں میں راء ساکن تھی اور راء کے بعد ہمزہ مفتوحہ تھا ۱۲ حرف ۲۰ قولہ واجب نہیں الہ کیونکہ اسمائے مشتقہ کثیر الاستعمال نہیں برخلاف افعال کے کہ وہ کثیر الاستعمال ہیں اس لئے افعال میں تخفیف کی ضرورت زیادہ ہے ۱۲ منہ

۲۱ قولہ اگر متحرک الہ یعنی ہمزہ استفہام کے علاوہ کسی اور حرف متحرک کے بعد واقع ہو تو الہ ۱۲ حرف

۲۲ قولہ درمیان الہ یعنی اس طرح پڑھنا کہ نہ تو خاص ہمزہ کی آواز ہو اور نہ خالص حرف علت کی بلکہ درمیانی آواز پیدا

ہمزہ اپنے اور الف کے مخرج میں پڑھا جائے گا کیونکہ خود ہمزہ بھی مفتوح ہے اور ما قبل بھی مفتوح اور سبب میں بین بین قریب میں مخرج یا ہمزہ کے درمیان، اور بعید میں مخرج الف و ہمزہ کے درمیان اور کُومر میں مخرج واو اور ہمزہ کے درمیان بین بین قریب ہے اور مخرج الف و ہمزہ کے درمیان بعید۔
الف کے بعد ہمزہ میں بین بین قریب جائز ہے۔

قاعدہ: ہمزہ استفہام جب ہمزہ پر داخل ہو جیسے اَنْتُمْ تو جائز ہے کہ دوسرے کو اس حرف سے بدل دیا جائے جس کا قاعدہ تخفیف مقتضی ہے چنانچہ اَنْتُمْ کو اَوْنتُمْ پڑھ سکتے ہیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ ہمزہ میں تسہیل قریب یا بعید کر لیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ دونوں ہمزہ کے درمیان الف لے آئیں اَنْتُمْ کہیں۔
قسم دوم، ہمزہ کی گردانیں

ہمزہ فار از باب نصر "الْأَخَذُ" پکڑنا۔ أَخَذَ يَأْخُذُ أَخَذَ أَفْهَوْا أَخَذَ وَ أَخَذَ يُؤْخِذُ أَخَذَ أَفْهَوْا خَوْذُ الْأَمْرِ مِنْهُ خُذْ وَالذِّهْنُ عَنْهُ لَا تَأْخُذْ الظُّرْفُ مِنْهُ مَا خَذَ۔ وَالْأَلَةُ مِنْهُ مِيخَذُ وَمِيخَذُ وَمِيخَذُ وَ تَشْنِيْتُهُمَا مَا خَذَ إِنْ وَمِيخَذَ إِنْ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَا خَذَ وَ مَا خِذْ أَفْعَلِ التَّفْصِيلُ مِنْهُ أَخَذَ وَالْمَوْنُ مِنْهُ أَخَذَ وَ تَشْنِيْتُهُمَا أَخَذَ إِنْ وَأَخَذَ يَأْخُذُ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا أَخَذَ وَنَ وَأَخَذَ وَأَخَذَ وَأَخَذَ يَأْخُذُ ۞
اس باب کا امر خُذْ خلاف قیاس ہے۔ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ بقاعدہ اَوْ مِنْ هَمْزَةٍ دَوْمِ وَ اَوْ سے بدل کر اَوْ خُذْ ہو جاتا اسی طرح اَكْلُ يَأْكُلُ کا امر بھی کُلْ آتا ہے۔ اور اَمْرٌ يَأْمُرُ کے امر میں دونوں ہمزہ کا حذف بھی جائز ہے اور دونوں کا باقی رکھنا بھی جائز ہے "مُرْ" اور اَوْ مِنْ دُونِ سَتَعْلَ ہیں

۵۵ قولہ الف کے بعد الذ یعنی اگر الف کے بعد ہمزہ متحرک واقع ہو تو ہمزہ میں بین بین قریب جائز ہے لہذا اگر ہمزہ مفتوح ہے تو الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے جیسے قَرَأَ اور اگر مضموم ہے تو داو اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے اور اگر ہمزہ مکسور ہے تو یار اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے ۱۲۔
کذا فی الحاشیہ ۵۵ قولہ قاعدۃ تخفیف الذ یعنی اَوَادِمُ کا قاعدہ رف ۵۵ قولہ خُذْ اصل میں اَوْ خُذْ تھا ۱۲ محمد رفیع ۵۵ قولہ آتا ہے الذ کُلْ اور خُذْ میں حذف ہمزہ واجب ہے مگر خلاف قیاس ہے ۱۲ رف

۵۵ قولہ دونوں سَتَعْلَ ہیں الذ لیکن اگر اول جملہ میں آئے تو حذف ہمزہ زیادہ فصیح ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مُرُوا صِلْبًا نَكْمُ بِالصَّلَاةِ۔ اور اگر وسط کلام میں آئے تو کثیر الاستعمال یہ ہے کہ ہمزہ کو باقی رکھا جائے جیسے قرآن حکیم میں ہے کہ وَ اَمْرًا هَلَاكَ بِالصَّلَاةِ ۱۲۔ کذا فی الحاشیہ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَايَتِهِ وَلِمَنْ سَعَى فِيْهِ

اس باب کے مضارع معلوم کے صیغوں میں سوائے واحد متکلم کے سوائے کا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور یہی مفعول و ظرف میں بھی۔ آلہ میں بپڑ کا قاعدہ اور مضارع مجہول غیر واحد متکلم میں بُوُس کا قاعدہ ہے۔ اور واحد متکلم مضارع معروف اور افعَل التفضیل میں اَمَن کا اور اس کی جمع میں اَوَادِم کا اور واحد متکلم مضارع مجہول میں اُوَمَن کا قاعدہ ہے تمام تعلیلات سمجھ کر زبانی یاد کر لینی چاہئیں۔

مہموز فار از باب ضرب اَلَا سَتَرَقِید کرنا اَسَرَّ یَا سَرُّ اَسَرَّ اَلْم صیغوں کی تعلیلات باب اَخَذَ کی طرح سمجھ لیں سوائے اس کے کہ اس کے امر اِیْسِرْ میں قاعدہ اِیْمَانْ کا جاری ہوا ہے۔ دوسرے ابواب ثلاثی مجرد کی گردانیں اسی طرح کر لینی چاہئیں۔

مہموز فار از باب افتعال اَلَا یَتِمَّازُ "فرمانبرداری کرنا" اِیْتَمَرُ یَا تَمَرُ اِیْتَمَارًا فَهُوَ مُؤْتَمَرٌ وَاُوْتِمِرَ یُوْتَمَرُ اِیْتِمَارًا فَهُوَ مُؤْتَمَرٌ اَلَا یَمْرُ وَاَلْنَهی عَنْہ لَا تَا تَمِرُ الظرف منہ مُؤْتَمَرٌ۔ ماضی معلوم اور امر حاضر معروف اور مصدر میں اِیْمَانْ کا قاعدہ جاری ہوا ہے، ماضی مجہول میں اُوَمَن کا اور مضارع معلوم میں رَأَسْ کا اور مضارع مجہول و فاعل و مفعول اور ظرف میں بُوُس کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔

مہموز فار از باب استفعال اَلَا سَتِیدَانُ "اجازت چاہنا" اِسْتَاذَنَ یَسْتَاذِنُ اِسْتِیْدَانًا اَلْم اس باب اور دوسرے ابواب ثلاثی مزید کے صیغے پچھلے صیغوں کی طرح سمجھ لینا چاہئیں انہی تعلیلات کمال لینا دشوار نہیں فائیک : مہموز عین ثلاثی مجرد کے ماضی کے صیغوں میں قاعدہ بین بین جاری ہو گا اور مضارع و امر میں یَسْئَلُ کا قاعدہ ہو گا۔ زَا زَیْزُؤْ ضَرْبُ ہے سَسْلُ یَسْئَلُ فِتْح یَفْتَحُ سے، سَسْلُ یَسْئَلُ مَسْمَع سے اور کُوْمَرُ یَلْمُ کَرَم سے ہے امر میں قاعدہ یَسْئَلُ جاری ہونے کی صورت میں ہمزہ وصل ساقط ہو جائے گا اِزْزُؤْ کُوْزِؤْ اور اِسْئَلُ کُوْ سَلْ کہیں گے اور اِسْئَلُ کُو سَمْ کہیں گے اور اَلْکُوْ کُو لُؤْ، ان کی گردانیں اس طرح کرنی چاہئیں۔ زِرْ زِرْ دَا زِرْ دُوْا زِرْ دِیْ زِرْ دَنْ۔ سَلْ سَلَا سَلُوا سَلِیْ سَلَنْ۔ لُؤْ لُمَا لُمُوا لُمِیْ لُمَنْ۔ ابواب ثلاثی مزید کے مہموز عین میں بھی قواعد اسی طرح جاری کرنے چاہئیں۔

فائیک : مہموز لام کے اکثر صیغوں مثلاً قَرَأَ یَقْرَأُ میں بین بین کا قاعدہ ہے اور واحد ماضی مجہول

۱۷ قولہ الایتمار اصل میں اِلَا یَتِمَّازُ تھا ۱۲ رف ۵۲ قولہ پچھلے صیغوں یعنی الاخذ اور الایتمار کی گردانیں ۱۱

۵۳ قولہ جاری ہو گا۔ یعنی جوازاً ۱۲ رف

مثلاً قُرْبیٰ میں میکر کا قاعدہ ہے، امر اور مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں ہمزہ منفردہ ساکنہ کا قاعدہ ہے لہذا "اِفْرأ" اور "لَمْ یَقْرأ" میں ہمزہ الف بن سکتا ہے اُرْدُو وَاکْرَدُو میں واؤ ہو سکتا ہے اور مکسور العین میں یار۔ ابواب ثلاثی مزید فیہ کے مہوز عین اور مہوز لام میں مذکورہ بالا قواعد سے صیغوں کی تعلیلات کر لینا چاہئیں کچھ مشکل نہیں۔

فصل دوم در معتل جو پانچ قسموں پر مشتمل ہے

قسم اول۔ قواعد معتل کے بیان میں

قاعدہ : ہر وہ واؤ گر جاتا ہے جو علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے یا ایسے کلمہ کے فتح کے درمیان ہو جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہے جیسے یَعْدُ یَهْبُ اور یَسْعُ اس قاعدہ کو بالاصالت "یا" میں بیان کرنا اور مضارع کے دوسرے صیغوں کو تابع قرار دینا بے فائدہ تطویل ہے۔ اسی طرح یَهْبُ وغیرہ میں یہ کہنا کہ "یہ در اصل مکسور العین تھے۔ حرف حلقی کی رعایت سے عین کو فتح دیدیا گیا ہے۔" تکلف محض ہے۔

قاعدہ کی صحیح تقریر وہی ہے جو ہم نے کی ہے اور صاحب منظوم نے یہ تقریر اچھی لکھی ہے۔

قاعدہ : جو مصدر فعل کے ذن پر ہو اہں کی فار کا واؤ حذف ہو جاتا ہے اور عین کو کسرہ دیکر آخر میں تار

تھی واؤ حذف ہوا ہے حالانکہ یہاں واؤ یار اور کسرہ کے درمیان نہیں بلکہ یار اور فتح کے درمیان ہے۔ تو اسکا جواب انھوں نے یہ دیا کہ یَهْبُ کی ہاء و ضل مکسور تھی اس لئے اصل کے اعتبار سے یہ قاعدہ جاری ہو گیا اور یہی جواب یَهْبُ جیسے دوسرے افعال مثلاً یَصْعُ وغیرہ میں دیدیا مگر مصنف ان علماء صرف پر رد کرتے ہیں مصنف نے قاعدہ اس طرح بیان کیا کہ مذکورہ دونوں اعتراض اس پر وارد نہیں ہوتے البتہ ایک اعتراض پھر بھی ہوتا ہے جو ہم عنقریب کر کے گئے ۱۲ ص ۱۲ رف ۱۲ قولہ صحیح تقریر ۱۲ مصنف کی تقریر پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ درستم یوسمک و یسک و یسک اور یسک و یسک و یسک کلام کلمہ حلقی ہے اور علامت مضارع مفتوحہ اور فتح کے درمیان واؤ واقع ہو رہا ہے لیکن واؤ نہیں گرا؟ ۱۲ رف ۱۲ قولہ فعل کسر الفاء سکون العین ۱۲ قولہ سکی فار کا یعنی جو مصدر فعل کے ذن پر ہو اسکا فار کلمہ اگر واؤ ہو تو وہ گر جاتا ہے ۱۲ رف ۱۲ قولہ عین کو عین عین کلمہ کو ۱۲ رف

۱۲ قولہ مکسور العین الخ جیسے الإنباء (افعال) کے امر انبئی اور مضارع مجزوم لَمْ یَنْبِئْ میں ۱۲ مترجم ۱۲ قولہ یَعْدُ اصل میں یَعْدُ اور یَهْبُ اصل میں یُوهْبُ اور یَسْعُ اصل میں یُوسْعُ تھا ۱۲ ص ۱۲ قولہ بالاصالت یار میں بیان کرنا الخ۔ بعض صرفیہ نے یہ قاعدہ اس طرح بیان کیا تھا کہ ہر وہ واؤ گر جاتا ہے جو یا ئے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہو، پھر جہاں پر یہ عمر ہوا کہ یَعْدُ صیغہ واحد مذکر حاضر وغیرہ میں بھی تو واؤ حذف ہو گیا ہے حالانکہ یہاں واؤ یار اور کسرہ کے درمیان نہیں بلکہ تار اور کسرہ کے درمیان تھا، تو اسکا جواب انھوں نے یہ دیا کہ اصل قاعدہ تو یار اور کسرہ کے درمیان واقع ہونیکا ہے باقی صیغے جن میں یار نہیں بلکہ تار یا ہمزہ یا فون ہے وہ یار والے صیغوں کے تابع ہیں۔ چنانچہ جب کہ میں واؤ سا قاطع ہوا تو یَعْدُ اور یَعْدُ میں تبعاً ساقط ہو گیا۔ اسی طرح ان لوگوں پر جب یہ اعتراض ہوا کہ یَهْبُ میں

بڑھا دیتے ہیں مگر (مضارع) مفتوح الحین (کے مصدر) میں کبھی فتح دیتے ہیں جیسے ^{۵۰}عَدَا زَنَتْ سَعَةً کہ اصل میں ^{۵۱}وَعْدٌ وَزَنٌ وَسَمٌ تھے۔

قاعدہ : واو ساکن غیر مدغم بعد کسرہ یا ہوجاتا ہے جیسے ^{۵۲}مِعَادٌ نہ کہ ^{۵۳}اجِلَاوَادٌ اور یائے ساکن غیر مدغم بعد ضمہ واو ہوجاتی ہے جیسے ^{۵۴}مُؤَسِّرٌ نہ کہ ^{۵۵}مُؤَسِّر۔ اور الف بعد ضمہ واو ہوجاتا ہے جیسے ^{۵۶}قُوَيْشٌ اور بعد کسرہ یا ہوجاتی ہے جیسے ^{۵۷}قَوَائِبٌ۔

قاعدہ : افتعال کی فار اگر واو یا یائے اصلی ہو تو تار سے بدل کر تار میں مدغم ہوجاتی ہے جیسے ^{۵۸}اَوْتَقَدَ سے ^{۵۹}اِشْتَقَدَ اور ^{۶۰}اِشْتَرَسَ سے ^{۶۱}اِشْتَسَرَ۔

قاعدہ : واو مضوم و کسور اول میں اور مضوم وسط میں جوازاً ہمزہ ہوجاتا ہے جیسے ^{۶۲}اُجُوَّةٌ، ^{۶۳}اُشْشَاخُ، ^{۶۴}اُقْتَتٌ اور ^{۶۵}اُدُورٌ کہ دراصل ^{۶۶}وَجُوَّةٌ، ^{۶۷}وَشَاخٌ، ^{۶۸}وَقْتَتٌ اور ^{۶۹}اُدُورٌ تھے۔ واو مفتوح کو ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے جیسے ^{۷۰}اَحَدٌ اور ^{۷۱}اَنَاةٌ۔

قاعدہ : جب دو واو متحرک اول کلمہ میں جمع ہوجائیں تو اول وجوباً ہمزہ ہوجاتا ہے۔ جیسے ^{۷۲}وَاَوَّاصِلٌ جمع ^{۷۳}واصلہ اور ^{۷۴}وَوُيُصِلُ تصغیر ^{۷۵}واصل سے ^{۷۶}اَوَّاصِلٌ اور ^{۷۷}اَوَّيُصِلُ۔

قاعدہ : واو ویائے متحرک بعد فتح الف سے بدل جاتے ہیں بشرطیکہ (۱) فار کلمہ نہ ہوں چنانچہ

لہ قولہ فتح الخ چنانچہ ^{۷۸}مِيعَةً میں سین کو فتح بھی دے سکتے ہیں بلکہ کسرو بھی ۱۲ کذا فی شرح الاصول فی نوادر الاصول۔

۲۱ قولہ ^{۷۹}مِيعَةً باب ^{۸۰}سَمِعَ سے ہے اور باقی دونوں مصدر باب ^{۸۱}فَرَبَّ سے ۱۲ محمد بن عثمان ۲۱ قولہ ^{۸۲}مِيعَادٌ اصل میں ^{۸۳}مِوَعَادٌ (میم کے بعد واو) تھا ۱۲ رن ۲۱ قولہ نہ کہ ^{۸۴}اجِلَاوَادٌ

میکونکہ واو مدغم ہے ۱۲ منہ ۲۱ قولہ ^{۸۵}مُؤَسِّرٌ اصل میں ^{۸۶}مُؤَسِّرٌ تھا یہ ^{۸۷}اَلْاُنْسَارُ کا اسم فاعل ہے بمعنی مالدار ۱۲ رن

۲۱ قولہ ^{۸۸}مُؤَسِّرٌ ^{۸۹}مُؤَسِّرٌ (باب تفعیل سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مکرر غائب ہے ۱۲ ۲۱ قولہ ^{۹۰}قُوَيْشٌ باب مفاعلہ سے

مُفَاتِلَةٌ کا ماضی مجہول ہے اس کا صیغہ معرود قَاتِلٌ ہے مگر مجہول میں قاف پر چونکہ فتح آگیا اس لئے الف واو سے بدل گیا ۱۲

۲۱ قولہ ^{۹۱}مَحَارِبٌ محراب کی جمع ۱۲ رن ۲۱ قولہ ^{۹۲}اِفْتَعَالَ کی الخ یعنی باب افتعال کا فار کلمہ ۱۲ منہ ۲۱ قولہ ^{۹۳}اَمَلٌ اگر یار اصلی نہ ہوگی تو یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا جیسے ^{۹۴}اَبْهَمَ

(الایقان بمعنی فرمانبرداری کرنا کی ماضی) کہ اس میں یار اصلی نہیں بلکہ اصل میں یہ ہمزہ تھی ^{۹۵}اَيَمَانٌ کے قاعدہ سے یار بن گئی۔ لہذا اس یار کو تار سے نہیں بدلا جائے گا ۱۲ رن

۲۱ قولہ ^{۹۶}وَجُوَّةٌ ^{۹۷}وَجَّةٌ کی جمع ہے بمعنی چہرہ اور ^{۹۸}وَشَاخٌ بمعنی تلوار، کمان اور ^{۹۹}وَقْتَتٌ ^{۱۰۰}قُوَيْشٌ سے ماضی مجہول

وقت معین کرنا ۱۲ منہ ۲۱ قولہ ^{۱۰۱}اَحَدٌ بمعنی ایک، اصل میں ^{۱۰۲}وَحَدٌ تھا اور ^{۱۰۳}اَنَاةٌ بمعنی سست عورت اصل میں ^{۱۰۴}وَنَاةٌ تھا ۱۲ منہ

۲۱ بمعنی بکسر الواو۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہ تینوں مصدر یعنی ^{۱۰۵}وَعْدٌ، ^{۱۰۶}وَزَنٌ اور ^{۱۰۷}وَشَعٌ اصل وضع میں مفتوح الواو تھے

یعنی تھے اور کسور الواو بھی مفتوح الواو میں کوئی تعلیل نہیں ملتی لہذا اصل وضع کے مطابق ہی استعمال ہوتے ہیں، اور کسور الواو میں زیر بحث قاعدے کے مطابق تعلیل کر دی گئی، اسی لئے کتب لغت میں یہ مصدر بکسر الواو نہیں ملتے کیونکہ ان کے واو کو حذف کر کے اس کے عوض تار بڑھا دی گئی، اور میں کلمہ کو کسر و دیدیا۔ تفصیل کیلئے دیکھئے شرح

قَوْلُهُ، تَوَفَّى اور تَيَسَّرَ میں واو اور یاء الف سے نہ بدلیں گے (۲) عینِ لفیف نہ ہوں جیسے طَلَوِی اور حِیَی (۳) قبل الف تشبہ نہ ہوں جیسے دَعَوَا اور رَمِیَا (۴) قبل مدہ زائدہ نہ ہوں جیسے طَلَوِیْلٌ عَيَّوْرٌ اور عَيَّابَةٌ۔ فَعَلُوا اور يَفْعَلُونَ اور تَفْعَلُونَ کا داو اور تَفْعَلِينَ کی یاء چونکہ کلمہ جداگانہ اور فاعل فعل ہیں اور مدہ زائدہ نہیں ہیں اس لئے ان سے پہلے واو اور یاء الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں جیسے دَعَوَا يَخْشَوْنَ تَخْشَوْنَ اور تَحْشَيْنَ (۵) یا ئے مشدّد اور نون تاکید سے پہلے نہ ہوں جیسے عَلَوِیٌّ اور اخْشَيْنَ (۶) بمعنی لون و عیب نہ ہوں جیسے عَوْرٌ و صَيْدٌ (۷) فَعَلَانٌ فَعَلٌ اور فَعَلَكُ کے وزن نہ ہوں جیسے دَوْرَانٌ و سَيْلَانٌ اور صَوْرَانٌ و حَيْدَانٌ اور حَوَكَةٌ (۸) افتعال بمعنی تفاعل نہ ہو جیسے اجْتَوْرٌ اور اَعْتَوْرٌ بمعنی تَجَاوَرٌ و تَعَاوَرٌ مثالیں قَالَ بَاعَ دَعَارَهُی اور بَابٌ و نَابٌ۔

اس جیسے الف کے بعد ساکن یا فعل ماضی کی تاء تانیث اگر چہ متحرک ہو واقع ہو تو الف ساقط

۵۵ قولہ تَحْشَيْنَ اصل میں تَحْشَيْنَ تھا۔ یا ئے متحرک فتح کے بعد واقع ہوئی اسلئے یاء کو الف سے بدلا پھر الف اور دوسری یا ئے کے درمیان اجتماع ساکنین ہو گیا اس لئے الف کو گرا دیا تو تَحْشَيْنَ رہ گیا۔ ۱۲ محمد رفیع

۵۶ قولہ عَوْرٌ کانا ہو گیا، یک چشم ہو گیا۔ ۱۲ منہ

۵۷ قولہ صَيْدٌ حاشیہ فارسی میں اسے بفتح تین لکھا ہے مگر المنجد میں بحسب عین ہے ٹیڑھی گردن والا ہو گیا۔ ۱۲ منہ

۵۸ قولہ صَوْرٌ بفتح تین پانی کے ایک چشمے کا نام ہے اور حَيْدَانِ باب ضرب حَادٌ یَحْيِدُ سے متکبرانہ چال کو کہتے ہیں۔ ۱۲ کذا فی المنجد والهاشیۃ الفارسیہ۔

۵۹ قولہ حَوَكَةٌ بفتحات ثلاث بر وزن فَعَلَةٍ حَاكِكٌ کی جمع ہے جو لہا۔ کپڑا بننے والا ۱۲ مختار الصحاح۔

۶۰ قولہ تَعَاوَرٌ، اَعْتَوْرٌ اور تَعَاوَرٌ دونوں ہم معنی ہیں، "باری باری لینا" دست بدست لینا ۱۲ منہ

۶۱ قولہ اس جیسے الخ یعنی ایسا الف جو مذکورہ قاعدہ کے مطابق واو یا یاء سے بدلا ہوا ہو۔ اگر حرف ساکن سے پہلے

واقع ہو یا تائے تانیث سے پہلے واقع ہو تو گر جاتا ہے ۱۲ محمد رفیع

۱۵ قولہ فَعَلُوا الخ اس میں فاء حرف عطف ہے اور فَعَلٌ فعل ماضی

۱۶ قولہ عین لفیف الخ یعنی یہ واو اور یاء لفیف کا عین کلمہ ہو گیا

۱۷ قولہ فَعَلُوا الخ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب اور مضارع کے صیغہ جمع

مذکر غائب و حاضر میں جب لام کلمہ واو یا یاء ہو تو ہوسکتا ہیں

قاعدہ سے الف سے نہیں بدلنا چاہیے کیونکہ وہ واو مدہ زائدہ

سے پہلے ہے حالانکہ دَعَوَا میں واو کو اور يَخْشَوْنَ و تَخْشَوْنَ

میں یاء کو الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیا گیا ہے

اسی طرح مضارع کے صیغہ واحد مؤنث حاضر میں بھی واو اور

یاء کو الف سے نہیں بدلنا چاہیے کیونکہ وہ یا ئے مدہ زائدہ سے

پہلے ہے حالانکہ تَحْشَيْنَ میں جو کہ اصل تَحْشَيْنَ تھا یاء کو الف

سے بدل کر اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیا گیا ہے ؟

جواب۔ مصنف نے خود واضح فرما دیا ہے تشریح مزید

کی ضرورت نہیں ۱۲ حرف

۶۲ قولہ دَعَوَا الخ اصل میں دَعَوَا تھا واو متحرک بعد

فتح واقع ہوئی یاء کو الف سے بدلا پھر الف اور واو کے درمیان

اجتماع ساکنین ہو گیا اس لئے الف کو گرا دیا دَعَوَا رہ گیا

یہی تعلیل یَخْشَوْنَ اور تَخْشَوْنَ میں ہے ۱۲ منہ

ہو جاتا ہے جیسے دَعَتْ دَعْتَادَعُوْا اور تَوَضَّعْنَ۔ مگر ماضی معروف کے صیغوں میں جمع مونث غائب سے آخر تک الف حذف کرنے کے بعد داوی مفتوح العین و مضموم العین میں فاء کو ضمہ دے دیتے ہیں جیسے قُلْنَ اور طُلْنَ اور یائِی اور مکسور العین میں کسرہ جیسے بَعْنَ اور خَفْنَ۔

قاعدہ :- داؤ اور یاء کے ماقبل اگر ساکن ہو تو ان کی حرکت ماقبل کو دیدیتے ہیں۔ اور اگر وہ حرکت فتح ہو تو داؤ اور یاء کو الف بنا دیتے ہیں۔ مذکورہ بالا شرطیں اس قاعدے میں بھی ضروری ہیں جیسے يَقُولُ يَتَقَبَّلُ وَيَبْأُ اگر ایسے داؤ اور یاء کے بعد ساکن ہو تو ضمہ اور کسرہ کی صورت میں یہ دونوں خود ساقط ہو جاتے ہیں اور فتح کی صورت میں ان کے بجائے الف (ساقط ہوتا ہے) مَنَ وَقَدْ میں شرط اول کی وجہ سے اور يَطْوِيْ اور يَخْجُو میں شرط ثانی کی وجہ سے اور مَقُولٌ وَتَقْوَالُ وَتَقْبِلُ میں شرط رابع کی وجہ سے حرکت منتقل نہیں ہوئی۔ لیکن داؤ مفعول شرط رابع سے مستثنیٰ ہے لہذا مَقُولٌ اور مَبِيعٌ میں حرکت نقل کر دی گئی، اور يَجُورُ كَيْسِدٌ اَسْوَدٌ اَبْيَضٌ اور مُسَوِّدٌ میں شرط سادس کی وجہ سے حرکت منتقل نہیں ہوئی۔

افعل التفضیل، فعل تعجب اور ملحقات میں اس قاعدے پر عمل جائز نہیں اسی لئے اَقُولُ مَا اَقُولُ اَقُولُ یہ اور شَرِيفٌ اور جَهَّوْرٌ میں حرکت نقل نہیں کی گئی۔

توبہ داؤ اور یاء الف سے بدل کر ساقط ہونگے ۱۲ حاشیہ ۱۰ قولہ ساقط ہو جاتے ہیں یعنی اجتماع ساکنین کے باعث ۱۲ حاشیہ ۱۱ قولہ الف ساقط ہوتا ہے کیونکہ فتح کی صورت میں داؤ اور یاء الف سے بدل جاتے ہیں اس لئے داؤ اور یاء بذات خود ساقط نہیں ہوتے بلکہ پہلے وہ الف بنتے ہیں پھر وہ الف ساقط ہوتا ہے ۱۲ حاشیہ ۱۳ قولہ داؤ مفعول، یعنی اسم مفعول میں داؤ جو عین کلمہ کے بعد زائد ہوتا ہے وہ شرط رابع سے مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ مَقُولٌ میں جو دراصل مَقُولٌ تھا داؤ اول کی حرکت ماقبل کو دیدی گئی حالانکہ وہ مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہوا ہے اسی طرح مَبِيعٌ میں جو دراصل مَبِيعٌ تھا یاء کی حرکت ماقبل کو دیدی گئی، حالانکہ وہ بھی داؤ مدہ زائدہ سے پہلے ہے خلاصہ یہ کہ اسم مفعول کے داؤ زائد میں شرط رابع کا اعتبار نہیں کیا جاتا ۱۳ حاشیہ ۱۴ ملحقات یعنی ابواب ملحق برامی ۱۲ حاشیہ ۱۵

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاثِبِيْہِمْ وَلِمَنْ سَعَىٰ فِیْہِ

۱۰ قولہ قُلْنَ الخ اصل میں قُولْنَ تھا داؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا داؤ کو الف سے بدلا پھر الف کے بعد وقوع ساکن کی وجہ سے الف کو حذف کیا اور فارکلمہ کو ضمہ دیدیا کیونکہ یہ فعل داوی مفتوح العین تھا اور طُلْنَ کی تعلیل بھی اسی طرح ہے مگر اسمیں داؤ مضموم تھا کیونکہ باپ کرم سے ہے ۱۲ حاشیہ ۱۱ قولہ اور یائی الخ یعنی یائی کی ماضی خواہ مفتوح العین ہو یا مضموم العین ہو یا مکسور العین ہو ہر حال اسمیں فارکلمہ کو کسرہ دیا جائے گا اور داوی مضموم العین اور مفتوح العین میں پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اس کے فارکلمہ کو ضمہ دیا جائیگا ۱۲ حاشیہ ۱۳ قولہ مکسور العین یعنی داوی مکسور العین ۱۲ حاشیہ ۱۴ قولہ اس قاعدہ میں یعنی داؤ اور یاء کی حرکت ماقبل کو دینا بھی ان شرائط کے ساتھ مشروط ہے جو قال اور باع کے قاعدہ میں ذکر کی گئی ہیں ۱۲ حاشیہ ۱۵ قولہ اگر ایسے الخ یعنی اگر ایسے داؤ اور یاء کے بعد ساکن واقع ہو تو یہ داؤ اور یاء بذات خود ساقط ہو جاتے ہیں بشرطیکہ حرکت نقل کرنے سے پہلے اس داؤ اور یاء پر ضمہ یا کسرہ ہو اور اگر مفتوح ہونگے

قائد کا :- میں ماضی مجہول کے واؤ اور یار کی حرکت اسکان ماقبل کے بعد ماقبل کو دیدیتے ہیں پھر واؤ پایا بن جاتا ہے جیسے قبیل بیتیغ اُختیو اور اُنقیل اور یہ بھی جائز ہے کہ ماقبل کی حرکت باقی رکھیں۔ اور واؤ اور یار کو ساکن کر دیں، اس صورت میں یار واؤ سے بدل جائے گی جیسے قول بویغ اُختوڑ و اُنقوڑ، ابدال کی صورت میں ضمہ کا اِشمام بھی کسرہ کے ساتھ جائز ہے قبیل اور بیتیغ کو اس طرح ادا کریں کہ قاف اور بار کے کسرہ میں ضمہ کا اثر پایا جائے۔ اس قاعدے میں شرط یہ ہے کہ معروف میں تعلیل ہوئی ہو لہذا اُختوڑ میں تعلیل نہیں کی جائے گی جب یہ یار التقائے ساکنین کی وجہ سے جمع مؤنث غائب سے آخر تک کے صیغوں میں گر جائے تو واوی مفتوح بعین میں فاع کو ضمہ دیتے ہیں اور یامی اور مکسور بعین میں کسرہ دیتے ہیں۔ چنانچہ معروف و مجہول کے صیغے صورتہ ایک ہو جاتے ہیں جیسے قُلْتُ بِعْتُ خَفْتُ۔

فائدہ :- استفعال کے مجہول میں نقل حرکت اس قاعدے سے نہیں بلکہ آٹھویں قاعدے کی وجہ سے ہے لہذا اس میں قبیل کی تمام صورتیں مثلاً قول اور اِشمام جاری نہیں ہونگی۔

اسکے صیغہ معروف اعتد میں قال کا قاعدہ جاری نہیں کیا گیا جس کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے ۱۲ منہ ۵۵ قول جب یہ یار بعین ماضی مجہول کی وہ یار بعین کلمہ ہے خواہ اصلی ہو یا واؤ سے بدل کر آئی ہو ۱۲ رت ۵۹ قول مفتوح بعین شاید یہاں مضموم بعین کو اسلئے نہیں ذکر کیا کہ مضموم بعین ہمیشہ باب کرم سے ہوتا ہے اور باب کرم سے مجہول نہیں آتا کیونکہ وہ لازم ہے ۱۲ رت ۵۸ قول یامی خواہ اسکے بعین کلمہ کی کوئی بھی حرکت ہو ۱۲ منہ ۵۵ قول اور مکسور بعین یعنی واوی مکسور بعین ۱۲ منہ ۵۵ قول صورتہ مگر حقیقتہً ایک نہیں ہوتے کیونکہ معروف کی اصل الگ ہے اور مجہول کی الگ ۱۲ منہ ۵۸ قول استفعال کے لہذا مثلاً اُسْتُخِيْتُ باب استفعال کا ماضی مجہول مگر اسمیں قاعدہ یقول اور بیتیغ کا جاری ہوا ہے قبیل اور بیتیغ کا جاری نہیں ہوا کیونکہ اُسْتُخِيْتُ کی یار در اصل مکسور اور ماقبل ساکن تھا چنانچہ اسمیں یار کی حرکت ماقبل کو نقل کی گئی ہے اور کچھ نہیں کیا گیا یعنی ماقبل کو ساکن کرنا نہیں پڑا کیونکہ وہ خود ہی ساکن تھا لہذا استفعال میں قبیل کی دوسری صورت قول کی طرح اُسْتُخِيْتُ صحیح نہیں اور نہ اِشمام کر سکتے ہیں کیونکہ یہ صورتیں صرف نویں قاعدہ کی مشق خاص ہیں اور یہاں اٹھواں قاعدہ جاری ہوا ہے ۱۲ منہ

۵۵ قول میں ماضی مجہول یعنی اگر واو یا یار ماضی مجہول کا ماضی کلمہ ہو تو اس واو یا یار سے پہلے حرف کو ساکن کر کے واو یا یار کی حرکت ماقبل کو دیدیتے ہیں پھر یار میں تو کوئی مزید تبدیلی نہیں ہوتی مگر واو یار بن جاتا ہے ۱۲ رت ۵۸ قول پھر واو یار بن جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں واو ساکن ہو گیا تھا اور ماقبل مکسور تھا لہذا مَبْعَاد کے قاعدے سے واو یار بن جاتا ہے ۱۲ منہ ۵۸ قول اُخْتِيْتُ اصل میں اُخْتِيْتُ تھا تار کو ساکن کیا اور یار کی حرکت تار کو دیدی اُخْتِيْتُ ہو گیا اور اُنْقِيْل اصل میں اُنْقُوْد تھا زبر بحث قاعدہ سے قاف کو ساکن کر کے واو کی حرکت قاف کو دی پھر مَبْعَاد کے قاعدے سے واو کو یار سے بدل دیا ۱۲ رت ۵۸ قول یار واؤ سے اِلْمَوْسِر کے قاعدہ سے جو گزر چکا ہے ۱۲ منہ ۵۸ قول ابدال کی صورت میں یعنی مذکورہ مثالوں میں سے جن الفاظ میں یار واؤ سے یا واو یار سے تبدیل ہوئی ہے ان میں ضمہ کا کسرہ کے ساتھ اِشمام بھی جائز ہے ۵۸ قول اِشمام کسی حرکت کو اس طرح ادا کرنا کہ اس میں کسی دوسری حرکت کا اثر بھی پایا جائے کسی قاری سے ہم اس کی مشق کر سکتے ہو ۱۲ منہ ۵۸ قول اُغْتُوْر میں لہذا کیونکہ

قاعدہ (الف) یَفْعِلُ تَفْعِلُ اَفْعِلُ تَفْعِلُ میں لام فعل اگر واویا یا ہو تو وہ کسرہ اور ضمہ کے بعد ساکن ہو جاتا ہے اور فتح کے بعد بقاعدہ قَالَ الف بنجاتا ہے جیسے یَدْعُو وَیَرْحَمُ وَیَحْسِنُ وَیَرْضَى (ب) اور اگر واؤ بغضہ ہو اور اسکے بعد واؤ ہو یا یار بعد کسرہ ہو اور اسکے بعد یار ہو تو یہ بھی ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں جیسے یَدْعُوْنَ وَتُؤْمِنُ۔

(ج) اور اگر داؤ بعدِ ختم ہو اور اس کے بعد یار جیسے تَدْعِیْن کہ دراصل تَدْعُوْن تھا۔ یا یار بعد کسرہ ہو اور اس کے بعد داؤ جیسے یَرْمُوْن تو ماقبل کو ساکن کر کے داؤ اور یار کی حرکت اسے دیدیتے ہیں پھر داؤ یار اور یار داؤ ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے جیسے تَدْعِیْن و یَرْمُوْن کہ یہ دونوں مثالیں گزر چکی ہیں اور قَوُّوْا و دُمُوْا۔

قاعدہ ۱ :- واؤ طرف بعد کسرہ یار ہو جاتا ہے۔ جیسے دُعَا دُعَا دَاعِيَان دَاعِيَةٌ۔
 قاعدہ ۲ :- یا ئے طرف بعد ضمہ واؤ ہو جاتی ہے جیسے لَهْو صَيْغَة واحد نکر غائب از کرم کہ در اصل نَمُو تھا۔
 قاعدہ ۳ :- مَیں مصدر کا واؤ کسرہ کے بعد یار ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو جیسے قِيَامًا
 مصدر قائم اور صِيَامًا مصدر صائم نہ کہ قَوَامًا مصدر قَاوَم۔ یہی تعلیل عین جمع کے واؤ میں ہوتی ہے۔
 بشرطیکہ واؤ واحد میں ساکن یا معلل ہو۔ جیسے حَيَاتٌ جمع حَوَیْنٌ اور حَيَاتٌ جمع حَيِّدٌ۔

۱۱۵ قولہ دُرْعَى الْإِتْمَامِ مثالوں میں عین کے بعد اصل میں
 واو تھا جو یار سے بدل گیا۔ ۱۲۰ منہ
 ۱۱۶ قولہ یائے طرف معنی وہ یار جو لام کلمہ ہو ۱۲۰ منہ
 ۱۱۷ قولہ تَهَوَّ اس کا مصدر تَهَادَاۃ ہے جس کے معنی
 متناہی فی العقل ہونا ہے ۱۲۰ منہ
 ۱۱۸ قولہ عین مصدر یعنی مصدر کا عین کلمہ جو کہ واو ہو ۱۲۰ منہ
 ۱۱۹ قولہ نہ کہ قَوَامًا یعنی قَادِرٌ یُقَادِرُ (باب مفاعله) کے
 مضمر قَوَامًا میں واو کو یار سے نہیں بدلا گیا کیونکہ اس کے فعل
 میں تحلیل نہیں ہوئی ۱۲۰ منہ ۱۲۰ قولہ معطل یعنی تحلیل کیا ہوا
 ۱۲۱ قولہ جِیَاۃً اُنْزِیَ ایسی جمع کی مثال ہے جس کے واحد
 میں واو ساکن ہے اور جِیَاۃٌ ایسی جمع کی مثال ہے جس کے
 واحد میں واو معطل ہے کہ وہ یار سے بدلا ہوا ہے ۱۲۰ منہ

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَكَائِبِي

قاعدہ ۱۴ : ایسی واؤ اور یار جو کسی حرف سے بدلی ہوئی نہ ہو غیر ملحق میں جمع ہو جائیں اور انہیں سے پہلا ساکن ہو تو واؤ یار سے بدل کر یار میں مدغم ہو جاتی ہے اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے جیسے سَيِّدٌ مَرْحُومٌ اور مَضِيحٌ مصدر مَضِيحٌ مَضِيحٌ کہ دراصل مَضْمُونٌ تھا۔ اور اسے مَضِيحٌ بحسب فار پڑھنا بھی موافقت عین کی خاطر جائز ہے۔ چونکہ آوی یا آوی کے امر حاضر ”ایو“ میں یار ہمزہ سے بدل کر آئی ہے اور ضَمِيون ملحق ہے اس لئے ان میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

قاعدہ ۱۵ :- فَعُولٌ کے آخر میں دو واؤ ہوں تو دونوں یار سے بدل کر مدغم ہو جاتے ہیں اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے اور فار کو بھی کسرہ دینا جائز ہے جیسے دَلُو کی جمع دُلُو سے دِلٌ۔ قاعدہ ۱۶ :- اسم کے لام کلمہ میں جو واؤ بعد ضمہ ہو وہ بعد کسرہ ہو کر یار سے بدل جاتا ہے اور ساکن ہو کر اجتماع ساکنین باتنویں کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے جیسے دَلُو کی جمع آدَلُو سے آدِل اور تَفَعَّلَ وَتَفَاعَلَ کے مصدر تَعَلَّی وَتَعَالَى اور یار بھی بعد کسرہ ہو جاتی ہے اور ساکن ہو کر بسبب اجتماع ساکنین گر جاتی ہے جیسے أَظْلَمُ سے أَظْلَبُ جمع ظَلَمٌ۔

قاعدہ ۱۷ :- جو واؤ اور یار میں فاعل ہو وہ ہمزہ سے بدل جاتی ہے بشرطیکہ فعل میں تعلیل ہوئی ہو جیسے

اسلئے واؤ کو یار سے نہیں بدلا گیا ۱۲ رت ۱۵ قولہ فَعُولٌ یَقُمُ فار وین ۱۲ حاشیہ فارسی ۱۵ قولہ دَلُو بمعنی دُلُو ۱۲ منہ ۱۵ قولہ تَعَلَّی وَتَعَالَى تَعَالَى اصل میں تَعَالَوْ تھا اور تَعَالَى اصل میں تَعَالَوْ تھا ۱۲ رت ۱۵ اور یار بھی الہ یعنی ہم کے لام کلمہ میں اگر یار بعد ضمہ ہو تو اس کے ماقبل کے ضمہ کو بھی کسرہ سے بدل کر یار کو ساکن کر دیتے ہیں پھر یار اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے جیسے ظَلَمٌ کی جمع أَظْلَبُ کہ اصل میں أَظْلَمُ بضم الباء والیا تھا بار کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر یار کو ساکن کیا پھر اجتماع ساکنین ہوا یار اور تنوین کے ریمان یار کو حذف کیا أَظْلَبُ رہ گیا ۱۲ منہ ۱۵ قولہ ظَلَمٌ بمعنی ہرن ۱۵ قولہ عین فاعل یعنی فاعل کا عین کلمہ ہوں ۱۲ منہ ۱۵ قولہ ہمزہ سے بدل جاتی ہے لیکن کبھی اسم فاعل یا حرف علت کو حذف بھی کر دیتے ہیں جیسے ہار کہ اصل میں ہارُو تھا قرآن حکیم میں ہے عَلٰی شَفَا جُرُوفٍ ۱۲ حاشیہ فارسی

۱۵ قولہ واؤ الہ اس قاعدہ کو جاری کرنے کیلئے شرط یہ ہے کہ واؤ اور یار کا اجتماع ایک ہی کلمہ میں ہو۔ اگر دو کلمہ میں ہوگا تو یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا جیسے اِنِّی وَاللّٰہُ میں اِنِّی ایک الگ کلمہ ہے جو حرف ایجاب ہے وَاللّٰہُ میں واؤ، واؤ قسم ہے جو الگ ایک کلمہ ہے ۱۲ منہ ۱۵ قولہ سَيِّدٌ مَرْحُومٌ اصل میں سَيِّدُو تھا، اور مَرْحُومٌ اصل میں مَرْحُومٌ تھا ۱۲ منہ ۱۵ قولہ اِنِّی اس کا مصدر اُودیتا ہے ہمزہ میں ضمہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں یعنی ٹھکانا حاصل کرنا اور ٹھکانا دینا کہا جاتا ہے اَدِیْتُ مَنَزِلَی یا اِلٰی مَنَزِلَی میں نے اپنے گھر میں ٹھکانا حاصل کیا اور کہا جاتا ہے اَدِیْتُہُ میں نے اسے ٹھکانا دیا ۱۲ قاموس ۱۵ قولہ ضَمِيون اسم ہے بمعنی بلا (بلی کا ذکر) جمع ضیاد (تنبیہ) اس قاعدہ میں ایک اور شرط ہے جو مصنف نے ذکر نہیں کی اور وہ یہ کہ واؤ اور یار دونوں ایک کلمہ میں ہوں۔ اگر الگ الگ ہونگے تو قاعدہ جاری نہیں ہوگا۔ جیسے راجی وزیر المعارف (وزیر تعلیم کو دیکھنے والا) کہ اس میں راجی کی یار اور وزیر کی واؤ الگ الگ کلموں میں ہیں

قَائِلٌ وَبَائِعٌ۔

قاعدہ ۱۸ :- یار واو اور الف زائد الف مفاعیل کے بعد ہمزہ ہو جاتے ہیں جیسے عَجَاوِز سے عَجَاوِز جمع عَجَوَز اور شَرَايِف سے شَرَايِف جمع شَرِيْفَةٌ اور رَسَائِل جمع رَسَالَةٌ۔ مَصِيْبَةٌ کی جمع مَصَائِب میں یار اصلی ہونے کے باوجود ہمزہ سے بدل جانا شاذ ہے۔

قاعدہ ۱۹ :- واو اور یار طرف میں الف زائد کے بعد ہوں تو ہمزہ بن جاتے ہیں جیسے دُعَاؤ سے دُعَاء اور رُوَائ سے رُوَاء یہ دونوں مصدر ہیں اور دُعَائ سے دُعَاء جمع دَاع اور اَسْمَاؤ سے اَسْمَاء جمع اسم کہ دراصل سَمُو تھا اور اُحْيَاء جمع حَيٌّ و کِسَاء و رَسَائِل اسم جامد۔

قاعدہ ۲۰ :- جو واو چوتھا یا چوتھے سے زائد ہو اور ضمہ واو ساکن کے بعد نہ ہو یا ہو جاتا ہے جیسے يٰدُعِيَانِ وَاَعْلِيَّتُ وَاَسْتَعْلِيَّتُ، مَدْعَاؤُ اَلہ کی جمع مَدَاعِي میں جو دراصل مَدَاعِيُو معنی محققین صرف کے نزدیک واو اسی قاعدہ سے یار ہو کر یار میں مدغم ہوا ہے۔ سَیِّد کا قاعدہ اس میں جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ مَدَاعِيُو میں یار الف سے بدلی ہوئی ہے۔

قاعدہ ۲۱ :- الف بعد ضمہ واو ہو جاتا ہے جیسے ضَوْرِبٌ اور ضَوْرِبٌ اور بعد کسرہ یار جیسے ضَحَارِبٌ قاعدہ ۲۲ :- تشنیع جمع مونث سالم کے الف سے پہلے الف زائد یار ہو جاتا ہے جیسے حُبْلِيَّاتٌ و حُبْلِيَّاتٌ۔

۱۔ قولہ قَائِلٌ واو دراصل قائل میں الف کے بعد واو تھا اور یار میں یار مثنی جو ہمزہ سے بدل گئی ان دونوں کے فعل میں بھی تعلیل ہوئی ہے چنانچہ قَوْل سے قَالَ اور نَبِيٌّ سے نَام ہو گیا تھا برخلاف الراوی (روایت کر نیوالا) کے کہ اس میں عین کلمہ اگرچہ واو ہے مگر ہمزہ سے نہیں بدلا کیونکہ اس کے فعل میں بھی واو میں تعلیل نہیں ہوئی چنانچہ دَرَوِي یَزَوِي میں واو علی حالہا موجود ہے ۱۲ رت ۱۳ قولہ شَرِيْفَةٌ شَرِيف عورت ۱۲ رت ۱۴ قولہ مَصِيْبَةٌ سوال مقدر کا جواب ہے کہ لفظ مصائب میں یار اصلی تھی زائد نہ تھی پھر اسے ہمزہ سے کیوں بدل دیا گیا ۱۵ رت ۱۶ قولہ رُوَاء بارونق ہونا کہا جاتا ہے رَجُلٌ لہ روا از باب سَمْعٌ دِيَاوَرِيَّا و رِدَوِي ۱۷ نجد ۱۸ دُعَائ بحسب رت ۱۹ رت ۲۰ قولہ اُحْيَاء اصل میں اُحْيَاء تھا، یار طرف میں الف زائد کے بعد واقع ہوئی ہمزہ ہو گئی ۲۱ شرح اردو ۲۲ قولہ کِسَاء یہ واوی کی اور رَسَائِل یار کی مثال ہے اور دونوں اسم جامد ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ قاعدہ مصدر، جمع، مفرد، مشتق جامد سب میں جاری ہوگا۔

۱۔ قولہ يٰدُعِيَانِ اصل میں يٰدُعِيَانِ اور اَعْلُوَانِ اور اَعْلُوَانِ اور اَعْلُوَانِ استعلاوت تھے ۱۲ رت ۱۳ قولہ الف سے اَلہ کیونکہ اسکا واحد مَدْعَاؤ ہے ۱۴ قولہ بدلی ہوئی ہے اور سَیِّد کے قاعدہ میں شرط ہے کہ واو اور یار بدلی ہوئی نہ ہوں ۱۵ رت ۱۶ قولہ ضَوْرِبٌ مَضَارِب سے ضَارِب کا مجہول ہے الف کو ضمہ ماقبل کے ہاٹ واو سے بدل دیا گیا۔ باب مفاعیل سے ہر مصدر کے ماضی مجہول میں تعلیل پائی جاتی ہے ۱۷ رت ۱۸ قولہ ضَوْرِبٌ ضَارِب کی تصویر ۱۹ حاشیہ ۲۰ قولہ ضَحَارِبٌ جمع حَرَاب ۱۲ رت ۲۱ قولہ حُبْلِيَّاتٌ حُبْلِيَّات کا تشنیع اور حُبْلِيَّات کی جمع مونث سالم ہے چونکہ تشنیع اور جمع مونث کے الف سے پہلے فتح ہونا ضروری ہے اور حُبْلِيَّات کے آخر میں الف ہے جو حرکت کو قبول نہیں کرتا اسلئے حُبْلِيَّات کے الف کو یار سے بدل دیا گیا۔ واو سے اسلئے نہیں بدلا کہ وہ یار کی نسبت ثقیل ہے ۱۲ رت ۲۳ زائد کی قید تینوں حروف کے ساتھ ہے۔ ۱۲ رت

الْجَوَارِي وَرَأَيْتُ جَوَارِيًّا -

قاعدہ :- لام فعلی بالضم کا واو اسم جامد میں یار ہو جاتا ہے اور صفت میں اپنی حالت پر رہتا ہے اور اسم تفضیل اسم جامد کے حکم میں ہے جیسے دُنْیَا دُعْلَیَا اور لَام فَعْلَی بِالْفَتْح کی یار واو ہو جاتی ہے جیسے تَقْوَىٰ

قسم دوم در صرف مثال

مثال واوی از ضرب یَضْرِبُ الْوَعْدُ وَالْعِدَّةُ "وعدہ کرنا" وَعْدٌ يَعِدُ وَعِدَّةٌ تَعِدُّ وَاعِدٌ وَوَعْدٌ يُوعِدُ وَعِدَّةٌ تَعِدُّ الْظَرْفُ مِنْهُ مَوْعِدٌ وَالْأَلَّةُ مِنْهُ مِيعَةٌ وَمِيعَةٌ وَتَشْنِيتُهُمَا مَوْعِدَانِ وَمِيعَتَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَوَاعِدُ وَمَوَاعِیدُ أَفْعَلَ التَّفْضِيلُ مِنْهُ أَوْعَدُ وَالْمَوْثُ مِنْهُ وَوَعْدٌ يَأْتِ الْجَمْعُ مِنْهُمَا أَوْعَدُونَ وَأَوْعِدُ وَوَعْدٌ وَوَعْدٌ يَأْتِ -

واو مضارع معروف سے بقاعدہ ع اور وعدہ سے بقاعدہ ع حذف ہوا ہے اور ماضی مجہول میں بقاعدہ ع ہمزہ سے بدلایا جاسکتا ہے وَعِدٌ کو اُوعِد کہہ سکتے ہیں۔ یہی حال مَوث اسم تفضیل کا ہے، اسم

میں تَقْوَىٰ تھا بمعنی پرہیز ۱۲ حرف ۱۳ قولہ مثال واوی یاد رکھو کہ مثال نہیں دی کیونکہ ظاہر تھی جیسے رَأَيْتُ جَوَارِيًّا اور یاد رکھو کہ بعینہ ہی تفضیل ان تمام اسامی میں ہے جن کے آخر میں یار ماقبل محسوس ہو جیسا کہ اوپر گزرا، چنانچہ راعی جب معرف باللام یا مضاف ہو تو حالت رفع و جر میں یار ساکن ہو جائیگی جیسے الرَّاعِي دَرَامِيْكُو اور لام وا ضا نہ ہو تو حذف ہو جائیگی اور تثنیٰ عین کلمہ کو دیدیں گے جیسے هَذَا رَامِرٌ وَمَرْوَرٌ برابر اور حالت نصب میں مطلقاً مفعول رہے گی جیسے رَأَيْتُ الرَّاعِي دَرَامِيْكُو دَرَامِيًّا وَاللَّهُ عَالِمٌ ۱۲ حرف ۱۳ قولہ لَام فَعْلَی الِہِ تَسْوَالُ قاعدہ فعلی کے عین کلمہ سے متعلق تھا لَام کلمہ سے متعلق ہے ۱۲ حرف ۱۳ قولہ صفت میں الِہِ جیسے غَزَوِي (جنگ کرنیوالی عورت) ۱۲ حاشیہ فارسی ۱۳ قولہ اسم جامد الِہِ چنانچہ اسم تفضیل میں بھی واو کو جبکہ وہ لَام کلمہ ہو یا ر سے بدل دیا جائیگا ۱۲ حرف ۱۳ قولہ دُنْیَا دُعْلَیَا دونوں اسم تفضیل ہیں پہلا دُنْیَا یَدُنْیَا دُنْیَا، باب نصر بمعنی قریب ہونا، سے اور دوسرا دُعْلَیَا عَلَیْکُمْ عَلُوًّا باب نصر بمعنی بلند ہونا، سے ۱۲ حرف ۱۳ قولہ تَقْوَىٰ اصل

میں تَقْوَىٰ تھا بمعنی پرہیز ۱۲ حرف ۱۳ قولہ مثال واوی یاد رکھو کہ مثال نہیں دی کیونکہ ظاہر تھی جیسے رَأَيْتُ جَوَارِيًّا اور یاد رکھو کہ بعینہ ہی تفضیل ان تمام اسامی میں ہے جن کے آخر میں یار ماقبل محسوس ہو جیسا کہ اوپر گزرا، چنانچہ راعی جب معرف باللام یا مضاف ہو تو حالت رفع و جر میں یار ساکن ہو جائیگی جیسے الرَّاعِي دَرَامِيْكُو اور لام وا ضا نہ ہو تو حذف ہو جائیگی اور تثنیٰ عین کلمہ کو دیدیں گے جیسے هَذَا رَامِرٌ وَمَرْوَرٌ برابر اور حالت نصب میں مطلقاً مفعول رہے گی جیسے رَأَيْتُ الرَّاعِي دَرَامِيْكُو دَرَامِيًّا وَاللَّهُ عَالِمٌ ۱۲ حرف ۱۳ قولہ لَام فَعْلَی الِہِ تَسْوَالُ قاعدہ فعلی کے عین کلمہ سے متعلق تھا لَام کلمہ سے متعلق ہے ۱۲ حرف ۱۳ قولہ صفت میں الِہِ جیسے غَزَوِي (جنگ کرنیوالی عورت) ۱۲ حاشیہ فارسی ۱۳ قولہ اسم جامد الِہِ چنانچہ اسم تفضیل میں بھی واو کو جبکہ وہ لَام کلمہ ہو یا ر سے بدل دیا جائیگا ۱۲ حرف ۱۳ قولہ دُنْیَا دُعْلَیَا دونوں اسم تفضیل ہیں پہلا دُنْیَا یَدُنْیَا دُنْیَا، باب نصر بمعنی قریب ہونا، سے اور دوسرا دُعْلَیَا عَلَیْکُمْ عَلُوًّا باب نصر بمعنی بلند ہونا، سے ۱۲ حرف ۱۳ قولہ تَقْوَىٰ اصل

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَلِمَنْ سَعَىٰ فِيهِ

فَاعِل مَوْثِت کی جمع کسر جو اَوَّاعِل ہے دراصل وَوَاعِل مَثَلی، واو اَوَّل بقاعدہ ۷ ہمزہ ہو گیا ہے اور آلہ میں واو بقاعدہ ۷ یا رہو گیا۔ لیکن تصغیر یعنی مَوَّعِل اور جمع کسر یعنی مَوَّاعِل میں واو واپس گیا کیونکہ سبب تعلیل جو کہ سکون واو و کسرہ ماقبل ہے باقی نہیں رہا۔

مثال یانی اِزْضَرْبَ یَضْرِبُ، اَلْمِیْسَرُ جَوَّاکِیْلُنَا، یَسْرَ یَسْرِ مِیْسَرًا فِہُو یَاسِرٌ و یُسِرُ یُوسِرُ اس باب میں سوائے اسکے کہ مضارع مجہول میں یا بقاعدہ ۷ واو ہو گئی ہے کوئی تعلیل نہیں ہوئی مثال واوی اِزْضَرْبَ یَضْرِبُ "اَوَّجَلُ" ڈرنا۔ وَجَلُ یُوجَلُ وَجَلًا ام حاضر یعنی اِیْجَلُ اِیْجَلًا میں اور آلہ میں واو بقاعدہ ۷ یا رہو گیا ہے اور اَوَّجَلُ میں بقاعدہ ۷ ہمزہ ہو گیا ہے اور وَجَلُ اور وَجَلُ میں ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔ اس باب میں اس کے علاوہ کوئی تعلیل نہیں۔ دوسرا مثال واوی اِزْضَرْبَ یَضْرِبُ، اَلْوَسْعُ وَالسَّعَةُ "گنجائش رکھنا" وَسِعَ یَسِعُ وَسْعًا وَسَعَةً ام مثال واوی اِزْضَرْبَ یَضْرِبُ، اَلْهَبَةُ "بخشنا" وَهَبَ یَهَبُ هَبَةً ام ان دونوں باب کے مضارع مفتوح میں واو علامت مضارع مفتوحہ اور ایسے کلمہ کے فتح کے درمیان واقع ہوا کہ جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلق ہے اگلے حذف ہو گیا اور وَسِعَ کے مصدر میں حذف فار کے بعد عین کو فتح دیدیا اور کسرہ بھی (جائز ہے) دوسرے صیغوں کی تبدیلات وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کی طرح ہیں۔

مثال واوی اِزْضَرْبَ یَضْرِبُ، اَلْوَمَقُ وَالْمَقَّةُ "محبت کرنا" وَمَقَّ یَمِقُّ ام اس باب کے صیغوں کی تعلیل بھینہ وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کی طرح ہے۔ ان ابواب کی صرف کبیر میں سوائے اُن تغیرات کے جو ہم نے بیان کئے کوئی اور تغیر نہیں ہوگا۔ سب کی گر دان صرف کبیر کے مطابق کرینی چاہیے۔

۱۷ قولہ اَلْوَلَدُ بِرْزَنْ فَوَاعِلُ اسکا واحد وَلَدٌ ہے۔
۱۸ قولہ بقاعدہ ۷ یعنی اَوَّاعِل کا قاعدہ ۱۲ منہ
۱۹ قولہ آلہ میں یعنی آلہ کے تینوں صیغوں مِیْعَدُ و مِیْعَدَةٌ و مِیْعَادُ میں ۱۲ حرف ۱۷ قولہ بقاعدہ ۷ یعنی اَوَّاعِل کا قاعدہ ۱۲ حرف
۱۹ قولہ وَجَلُ ام صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول ۱۲ حرف
۱۸ قولہ وَجَلُ یہ وَجَلُ اسم تفضیل مَوْثِت کی جمع کسر ہے ۱۲ حرف
۱۷ قولہ عین کو ام یعنی عین کلمہ کو برخلاف وَهَبَ کے مصدر اَلْهَبَةُ کے کہ اس میں عین کلمہ یعنی ہار کو فتح دینا منقول نہیں
۱۲ حرف

۱۷ قولہ اَلْوَلَدُ بِرْزَنْ فَوَاعِلُ اسکا واحد وَلَدٌ ہے۔
۱۸ قولہ بقاعدہ ۷ یعنی اَوَّاعِل کا قاعدہ ۱۲ منہ
۱۹ قولہ آلہ میں یعنی آلہ کے تینوں صیغوں مِیْعَدُ و مِیْعَدَةٌ و مِیْعَادُ میں ۱۲ حرف ۱۷ قولہ بقاعدہ ۷ یعنی اَوَّاعِل کا قاعدہ ۱۲ حرف
۱۹ قولہ وَجَلُ ام صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی مجہول ۱۲ حرف
۱۸ قولہ وَجَلُ یہ وَجَلُ اسم تفضیل مَوْثِت کی جمع کسر ہے ۱۲ حرف
۱۷ قولہ عین کو ام یعنی عین کلمہ کو برخلاف وَهَبَ کے مصدر اَلْهَبَةُ کے کہ اس میں عین کلمہ یعنی ہار کو فتح دینا منقول نہیں
۱۲ حرف

مثال داوی از باب اِفْتَعَالَ، اِلْتَقَادٌ آگ روشن کرنا "لَا تَقْدَیْتَقْدُ اِلْتَقَادًا"
مثال یائی از افتعال اِلْتِسَارٌ "جَوَکھیلنا" اِلْتَسَرُیْتَسِرُ اِلْتِسَارًا ہر دو باب میں بقاعدہ
واو اور یار تار ہو کر تار میں مدغم ہو گئی۔

مثال داوی از اِسْتَفْعَالَ اِسْتَوْقَدَ اِسْتِیْقَادًا واو از افعال اَوْقَدَ یَوْقِدُ اِیْقَادًا
اِسْتِیْقَادٌ و اِیْقَادٌ دونوں کے معنی آگ روشن کرنے کے ہیں اور دونوں میں واو بقاعدہ عیار سے
بدل گیا ہے، ان چاروں ابواب کی صرف کبیر میں سوائے اعلائین مذکورین کے اور کوئی اعلال نہیں۔

قسم سوم در صرف اجوف

اجوف داوی از نَصَرَیَنْصَرُ، الْقَوْلُ "کہنا" قَالَ یَقُولُ قَوْلًا فہو قَائِلٌ وَقِيلَ یُقَالُ
قَوْلًا فہو مَقُولٌ الامر منه قُلٌ والنسی عنه لَا تَقُلُ الظرف منه مَقَالٌ والالۃ منه مَقُولٌ
وَمَقُولَةٌ وَمَقُولٌ وتشتبہا مقالان ومقولان والجمعُ منہما مقاولٌ ومقاولیلٌ،
افعل التفضیل منه اَقُولُ والمؤنث منه قُولٌ وتشتبہا اَقُولَانٌ وقُولِیَانٌ والجمع منہما
اَقُولُونَ واَقَاوِلٌ وقُولٌ وقُولِیَاتٌ ۛ

مَقُولٌ اور مَقُولَةٌ میں واو کی حرکت ماقبل کو اس لئے نہیں دی کہ یہ دونوں در اصل مَقُولٌ
تھے، الف حذف کیا مَقُولٌ رہ گیا اور حذف الف کے بعد تار زائد کی تو مَقُولَةٌ ہو گیا اور مَقُولٌ
میں حرکت اس لئے نقل نہیں کی تھی کہ واو کے بعد الف کا ہونا مانع تھا۔ لہذا ان دونوں میں بھی نقل
حرکت نہ ہوئی کیونکہ یہ اسی کی فرع ہیں۔

مَقُولٌ میں تعلیل اسلئے نہیں کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ اگر ایسے واویا
یار کے بعد الف ہو تو قاعدہ ع جاری نہیں ہوتا اور مَقُولٌ میں واو
کے بعد الف موجود ہے ۱۲ منہ ۱۱ قولہ مانع تھا یعنی
یقال کا قاعدہ جاری ہونے سے مانع تھا جیسا کہ قاعدہ
ع کے بیان میں گزر چکا کہ ایسے واویا یار کے بعد اگر
الف ہو تو قاعدہ ع جاری نہیں ہوتا ۱۲ منہ
۱۱ قولہ یہ یعنی مَقُولٌ اور مَقُولَةٌ ۱۲ منہ

۱۱ قولہ اِسْتَوْقَدَ کما فی قولہ تعالیٰ اِسْتَوْقَدَ نَارًا ۱۲ رت
۱۱ قولہ مَقُولٌ اور مَقُولَةٌ الف یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال
یہ ہے کہ مَقُولٌ اور مَقُولَةٌ میں واو متحرک ماقبل ساکن ہے لہذا
یُقَالُ کے قاعدہ ع سے واو کی حرکت ماقبل کو دیگر واو کو الف
سے بدل دینا چاہیے اور مَقَالٌ و مَقَالَةٌ کہنا چاہیے۔ جواب کہ اصل
یہ ہے کہ مَقُولٌ و مَقُولَةٌ کوئی مستقل صیغہ نہیں بلکہ یہ دونوں
در اصل مَقَالٌ تھے تعلیل ہو کر مَقُولٌ اور مَقُولَةٌ ہو گئے
اور چونکہ مَقُولٌ میں تعلیل نہ ہوئی تھی اسلئے ان دونوں
لفظوں میں بھی تعلیل نہیں ہوئی کیونکہ یہ اسی کی فرع ہیں اور

اس بحث میں سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے کوئی دوسرا تغیر نہیں ہوا۔

نفی جہد در مضارع معروف

لَمْ يَقُلْ، لَمْ يَقُولًا مجہول لَمْ يَقُلْ لَمْ يَقُولًا لَمْ يَقُلْ اور اسکے نظائر میں واو اور لَمْ يَقُلْ اور اس کے نظائر میں الف التقاء ساکنین سے گر گئے ہیں اس کے علاوہ بحر ان تغیرات کے جو مضارع میں ہوئے ہیں کوئی دوسرا تغیر اس بحث میں نہیں ہوا۔

لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَيَقُولَنَّ، لَيَقُولَانَّ تا آخر مجہول لَيَقُولَنَّ لَيَقُولَانَّ وھماکذا نون خفیفہ۔

ان چار گردانوں میں بھی سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے کوئی تغیر نہیں ہوا۔

امر حاضر معروف

قُلْ، قُولَا، قُولُوا، قُولِي، قُلْنَ۔ قُلْ در اصل تَقُولُ تھا۔ علامت مضارع حذف کرنے کے بعد متحرک تھا، آخر میں وقف کیا اور واو التقاء ساکنین کے باعث گرا تو قُلْ ہو گیا اور بعض امر کو اصل سے بناتے ہیں چنانچہ اُقُولُ بنتا ہے پھر حرکت واو ماقبل کو دیگر واو کو التقاء ساکنین سے حذف کرتے ہیں اور ہمزہ وصل استغفار کی وجہ سے حذف کرتے ہیں۔ اسی طرح امر کے دوسرے صیغوں کو قیاس کر لینا چاہیے۔ امر بالام اور نہی کے صیغے نفی جہدیم کے صیغوں کی طرح ہیں کہ ان میں بھی محل جزم میں واو اور الف گر گئے ہیں۔ جیسے لَيَقُلْ وَلَا تَقُلْ وَقَسْ عَلٰی هٰذَا۔

جو واو اور الف مواقع جزم میں سابقا ہو گئے تھے وہ امر و نہی کے نون ثقیلہ و خفیفہ میں واپس

ساکنین کے باعث واو بھی گر گیا تو قُلْ ہوا الف ۱۲ قولہ لَيَقُلْ ۱۲ اصل میں لَيَقُولُ اور لَا تَقُولُ تھے واو کا ضمہ ماقبل کو دیگر واو کو التقاء ساکنین کے باعث گرا دیا لَيَقُلْ اور لَا تَقُلْ ہو گئے اور مجہول میں لَيَقُولُ اور لَا تَقُولُ تھے واو کا فتح ماقبل کو دیگر واو کو الف سے بدلا پھر الف اور لام میں التقاء ساکنین ہوا الف کو گرایا لَيَقُلْ اور لَا تَقُلْ ہو گئے ۱۳ منہ قولہ واو اور الف ۱۲ یعنی معروف کے صیغوں میں واو اور مجہول کے صیغوں میں الف جو خود بھی در اصل واو ہی سے بدل کر آیا تھا ۱۴ قولہ واپس آگئے ۱۵ کیونکہ جب نون تاکید فعل میں لگ جاتا ہے تو اپنے ماقبل کو متحرک کر دیتا ہے اور اس صورتیں اجتماع ساکنین باقی نہیں رہتا ۱۶ حاشیہ

۱۱ قولہ در اصل تَقُولُ یعنی قُلْ، امر بننے سے پہلے تَقُولُ تھا ۱۲ قولہ اصل سے الف یعنی بعض صرفیہ امر تعلیل شدہ مضارع (تَقُولُ) سے نہیں بناتے بلکہ تعلیل سے پہلے مضارع کی جو شکل تھی اس سے بنا کر پھر تعلیل کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ مضارع کا صیغہ واحد حاضر تعلیل سے پہلے تَقُولُ (دیکھو) التقاء وضم (لواو) تھا علامت مضارع کا مابعد ساکن تھا اسلئے علامت مضارع حذف کر کے شروع میں ہمزہ وصل لگایا اور آخر میں وقف کیا اُقُولُ ہوا پھر اُقُولُ میں تعلیل ہوئی کہ واو متحرک ماقبل ساکن حرکت واو ماقبل کو دی تو ہمزہ وصل کی حاجت نہ رہی لہذا ہمزہ وصل گر گیا اور اُقُولُ رہ گیا پھر واو اور لام کے درمیان اجتماع

آگے کیونکہ ماقبل نون متحرک ہو گیا۔

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ

قُولَنَّ، قَوْلَانِ، قَوْلًا، قَوْلِي، قَوْلِي، قَوْلَانِ

امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیلہ

لَيَقُولَنَّ، لَيَقُولَانِ، لَيَقُولَنَّ، لَيَقُولَانِ، لَيَقُولَنَّ، لَيَقُولَانِ

بانون خفیفہ

لَيَقُولَنَّ، لَيَقُولَانِ، لَيَقُولَنَّ، لَيَقُولَانِ

بحث امر مجہول بانون ثقیلہ

لَيُقَالَنَّ، لَيُقَالَانِ، لَيُقَالَنَّ، لَيُقَالَانِ، لَيُقَالَنَّ، لَيُقَالَانِ

نون خفیفہ بھی اسی طرح ہے۔

نہی معروف بانون ثقیلہ

لَا يَقُولَنَّ، لَا يَقُولَانِ، لَا يَقُولَنَّ، لَا يَقُولَانِ

نون خفیفہ بھی اسی طرح ہے۔

بحث اسم فاعل

قَائِلٌ، قَائِلَانِ، قَائِلُونَ، قَائِلَةٌ، قَائِلَتَانِ، قَائِلَاتٌ

قَائِلٌ۔ دراصل قَاوِلٌ تھا بقاعدہ عا و او ہمزہ ہو گیا۔ یہی تعلیل باقی صیغوں میں ہے۔

اسم مفعول

مَقُولٌ، مَقُولَانِ، مَقُولُونَ، مَقُولَةٌ، مَقُولَتَانِ، مَقُولَاتٌ

مَقُولٌ دراصل مَقُوُولٌ تھا، بقاعدہ عا حرکت واو ماقبل کو دیکر واو کو التقاء ساکنین کے باعث

حذف کر دیا۔

فائدہ :- اس میں اختلاف ہے کہ ایسے مواقع میں واو اول حذف ہوتا ہے یا واو دوم؟ بعض

۳۵ قولہ مَقُوُولٌ بروزن مَفْعُوْلٌ ۱۲ رف

۱۵ قولہ قُولَنَّ ان صیغوں میں واو واپس آگیا ہے ۱۲ منہ

۳۵ قولہ لَيُقَالَنَّ الخ دیکھو یہاں الف محذوب واپس

آگیا ہے۔ اجتماع ساکنین باقی نہیں رہا ۱۲ رف

کہتے ہیں کہ دوسرا حذف ہوتا ہے (کیونکہ زائد ہے اور زائد حذف کا زیادہ مستحق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اول^{۱۷} کیونکہ دوسرا علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوا کرتی۔

اکثر علمائے صرف نے حذف دوم کو ترجیح دی ہے مگر راقم کے نزدیک حذف اول راجح ہے۔ کیونکہ عموماً دستور یہی ہے کہ ایسے ساکنین میں پہلا حذف ہوا کرتا ہے۔ خواہ وہ زائد ہو یا اصلی۔ لہذا اس کو اپنے نظائر سے جدا نہیں کرنا چاہیے۔

فکتہ :- ایسے مواقع میں ثمرۂ اختلاف بظاہر کچھ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ہر کیف مقول ہو جاتا ہے خواہ اول حذف ہو یا دوم، مولوی عصمت اللہ سہارنپوریؒ نے شرح خلاصۃ الحسامین لفظ الرحمن کے منصرف یا غیر منصرف ہونے کے بیان میں بڑی اچھی بات لکھی ہے اور وہ یہ کہ ایسے اختلافات کا نتیجہ مسائل فقہیہ میں نکل آتا ہے مثلاً کسی شخص نے قسم کھائی کہ آج داؤ زائد کا حکم نہیں کروں گا اور مقول کا حکم کر لیا، تو جو حذف اول کا قائل ہے اسکے مذہب پر یہ حاش ہو جائیگا، اور جو حذف دوم کا قائل ہے اس کے مذہب پر حاش نہیں ہوگا۔

یا مثلاً بیوی سے کہا کہ آج اگر تو نے داؤ زائد کا حکم کیا تو تجھے طلاق ہے بیوی نے لفظ مقول منہ سے نکال دیا تو حذف اول کے مذہب پر طلاق واقع ہو جائیگی اور مذہب دوم پر نہ ہوگی۔

اجوف یا فی از ضرب یضرب الّبیع فروخت کرنا۔ باء ینبع بیعاً فہو یائع و بیع یباع بیعاً فہو مبیع المؤمن یبع والّٰہی عنہ لا ینبع الطرف منہ مبیع والّٰلہ منہ مبیع و مبیعہ و مبیعاً و تشنیتہما مبیعان و مبیعان والجمع منہما مبایع و مبایع افعال لتفضیل منہ الّبیع والمؤنث منہ بوعی و تشنیتہما آبیان و بوعیان والجمع منہما ابیعون و ابیاع و بیع و بوعیات۔

خرف اس باب میں مفعول کی ہم شکل ہو گیا ہے۔ کیونکہ بقاعدہ عین کی حرکت فار کو دیدی گئی اور مفعول میں نقل حرکت اور حذف عین کے بعد فار کو کسرہ دیا تو اس کی وجہ سے واؤ کو یار بنا دیا۔ خرف بھی مبیع ہے،

۱۷ اول الہ چنانچہ ان کے نزدیک مقول کا وزن مقول (بحذف عین کلمہ) ہوگا اور جو حذف ثانی کے قائل ہیں ان کے نزدیک مقول کا وزن مقول (فار کے بعد عین کلمہ حذف کئے بغیر) ہوگا ۱۲ ارف

۱۸ قولہ پہلا حذف الہ مثلاً فاعل ارض میں پہلا ساکن یار ہے جو اصلی ہے اور دوسرا ساکن لام ہے جو زائد ہے لیکن وصل کی حالت میں یہ پہلا ساکن یعنی یار گر جاتی ہے اور لام قائم رہتا ہے اور اقیمو الصلوٰۃ میں اقیمو کی واؤ کا الصلوٰۃ سے وصل کیا تو واؤ گر گئی۔ حالانکہ یہ جمع نہ کر کی علامت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ

یہاں علامت ہونے یا اصلی ہونیکا کوئی فرق نہیں۔ بہر حال اول ہی حذف ہوتا ہے ۱۲ شرح علم الصیغہ۔ ۱۳ قولہ الّبیع قرآن حکیم میں استعمال ہوا ہے ارشاد ہے۔ "اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الزَّیْبَ" یعنی اللہ نے بیع کو حلال اور زب (سود) کو حرام کیا ہے ۱۲ ارف

۱۹ قولہ کسرہ دیا، تاکہ حذف یار پر دلالت کرے ۱۲ ارف

۲۰ قولہ مبیع یعنی ظرف اور مفعول دونوں کی صورت ایک ہے البتہ دونوں کی اصل میں فرق ہے مبیع اسم مفعول تو وصل میں مبیوع تھا یار کی حرکت مبیع کے قاعدہ ع (باقی بر ص ۷۳)

امر حاضر معروف

بِعْ بِعَا بِعُوا بِعْ بِعْ - قُلْ قُولَا اِنْ کی طرح تعلیل کر لینی چاہیے۔

امر حاضر بانون ثقیلہ

بِعْ بِعَا اِنْ جو یا ر بع میں التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئی تھی بِعْ بِعْ میں عین کے مفتوح ہو جانے کی وجہ سے واپس آ گئی۔

امر بالام اور نہی

لَمْ یَبِعْ کی طرح ہیں اور ان کے نون ثقیلہ و خفیفہ میں بھی یائے مخذوف واپس آ گئی ہے۔

بحث اسم فاعل

بَاِئِعْ بَاِئِعَانْ بَاِئِعُونَ اِنْ بقاعدہ کے ایکہ عمرہ سے بدل گئی۔

بحث اسم مفعول

مَبِیْعٌ مَبِیْعَانْ مَبِیْعُونَ مَبِیْعَةٌ مَبِیْعَتَانْ مَبِیْعَاتٌ - مَبِیْعٌ کی تعلیل گزر چکی ہے۔ مفعول کے تمام صیغوں کی تعلیل اسی طرح ہے۔

اجَوْفٌ واوی :- اَزْ سَمِعَ کِسْمَکُمْ - اَلْخَوْفُ ڈرنا - خَافَ یَخَافُ خَوْفًا فَهُوَ خَائِفٌ وَخِيفَ یُخَافُ خَوْفًا فَهُوَ مَخْوُوفٌ اَلْاِمْرُ مِنْهُ خَفَ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَخَفْ اِنْ

ماضی معروف

خَافَ خَافَا خَافُوا خَافَتْ خَافَتَا خَفْنَ اِنْ خَفْنَ اور بعد کے تمام صیغوں میں حذف عین کے بعد کسرۃ عین کی وجہ سے فار کلمہ کو کسرہ دیدیا گیا۔ باقی صیغوں کی تعلیل گزرے ہوئے قواعد کی مطابق کر لینی چاہیے جن کا اجراء قال کی گردان میں ہو چکا ہے اور اسکے مضارع یَخَافُ یَخَافَانِ اِنْ میں تعلیل یُقَالُ یُقَالَانِ اِنْ کی طرح ہے

امر حاضر معروف

خَفْ خَافَا خَافُوا خَافِي خَافِنِ خَفْنَ - خَفْ کو تَخَافُ سے بنایا گیا ہے حذف تاء کے بعد متحرک تھا آخر میں وقف کیا، اور الف التقار ساکنین سے گر گیا۔ خَافَا کو تَخَافَانِ سے بنایا ہے۔ علامت

۵۴ تفصیل قاعدہ کے میں دیکھو ۱۲ ارف
۵۵ قولہ باقی صیغوں یعنی خَفْنَ سے پہلے یا پرخ صیغوں اور ماضی مجہول کے تمام صیغوں کی تعلیل - ۱۲ ارف

۱۴ قولہ عین، یعنی جوام کلمہ ہے - ۱۲ ارف
۵۶ اجوف یاد رکھو کہ اجوف صرف انہی ابواب سے آتا ہے جن کی مثالیں مصنف نے دی ہیں یعنی نَصْر، ضَرْبے اور سَمْع، باقی ابواب مجرد سے اجوف نہیں آتا - ۱۲ حاشیہ
۵۷ قولہ کسرۃ عین کیونکہ اصل میں خَوْفٌ تھا ۱۲

مضارع کو حذف کر کے فون اعرابی گرا دیا گیا۔

امر حاضر کا صیغہ تشنیہ و جمع مذکر ماضی کے صیغہ تشنیہ و جمع مذکر غائب کے ہم شکل ہو گیا ہے۔

امر حاضر بانون ثقیلہ

خَافَتْ الْاِجْوَالُ خَفَتْ میں گر گیا تھا اب اجتماع ساکنین نہ رہنے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ نہی، لم،

کن اور لام امر کے صیغوں کی گردان زبانی کر لینی چاہیے اور مذکورہ قواعد کے مطابق انکی تعلیل کر لینی چاہیے۔

فائل کا :- امر مہموز کے ان صیغوں سے جن میں سَلْ کے قاعدہ سے ہمزہ حذف ہو گیا ہو۔ امر

اجوف کے صیغوں کو اس طرح ممتاز کر لیا جائے کہ اجوف میں واحد مذکر اور جمع مؤنث کے علاوہ تمام

صیغوں میں عین باقی رہتی ہے جیسے قَوْلَا قَوْلِيْ اور بَيْعَا۔ بَيْعُوا۔ بَيْعِيْ اور خَافَا،

خَافُوا خَافِيْ اور فون ثقیلہ و خفیفہ میں بھی عین واپس آ جاتی ہے جیسے قَوْلُكَ، بَيْعُكَ، خَافُكَ۔

اور مہموز عین کے تمام صیغوں میں عین محذوف رہتی ہے جیسے زَرَا، زِرْفَا، زِرْفِيْ اور زَرَرَا

اور سَلَا سَلُوا سَلِيْ اور سَلَكْ۔

اجوف یائی :- از سمع :- اَلثَّيْلُ۔ پانا، نَالَ يَنَالُ نَيْلًا الہ اسکے تمام صیغوں کی تعلیل

ہمارے سابق بیان کے قیاس پر کی جاسکتی ہیں اور اسی طرز پر دوسرے ابواب ثلاثی مجرد کی گردانیں او

صیغے بھی نکال لینے چاہئیں۔

اجوف واوی باب افتعال۔ اَلَا قَتِيَادُ۔ کھینچنا۔ اِفْتَادَ يَفْتَادُ اِفْتِيَادًا فهُوَ

مُفْتَادٌ وَاِفْتِيْدٌ يَفْتَادُ اِفْتِيَادًا فهُوَ مُفْتَادٌ اَلَا مَرْنَهُ اِفْتَدُ وَالْمَرْنَةُ اِفْتَدُ لَا تَفْتَدُ الظرف

منه مُفْتَادٌ اسم فاعل اور مفعول کی صورت ایک ہو گئی ہے۔ لیکن اسم فاعل اصل میں مُفْتَدٌ

حذف ہو جاتا ہے جیسا کہ مہموز کی بحث میں گزر چکا ہے اور

اجوف کے امر حاضر میں بھی عین کلمہ حذف ہو جاتا ہے جیسے

کہ خَفْتُ میں یہاں حذف ہوا ہے تو جب عین کلمہ حذف

ہو گیا تو یہ کیسے پتہ چلے گا کہ یہ امر مہموز ہے یا متعل ؟

۵۳ ذرا الہ باب ضرب، سمع اور فتح سے آتا ہے ذیکر

و زَا ا۔ شیر کا دھاڑنا گر جانا، یعنی شیر کا سینہ سے آواز

نکالنا۔ شیر کی آواز کو زَيْتُور کہتے ہیں۔ ۱۳ منجد

۱۵ قولہ ہم شکل کیونکہ خَافَا امر حاضر کا صیغہ تشنیہ بھی ہے

اور ماضی معروف کا صیغہ تشنیہ مذکر غائب بھی۔ اسی طرح

خَافُوا امر حاضر کا صیغہ جمع مذکر بھی ہے اور ماضی معروف

کا صیغہ جمع مذکر غائب بھی البتہ امر حاضر اور ماضی میں

اصل کے اعتبار سے فرق ہے کہ ماضی کی اصل کچھ اور ہے

۱ اور امر حاضر کی اصل کچھ اور ۱۲ ارف

۱۵ قولہ فائدہ الہ اس فائدہ میں مصنف علام ایک

اشکال کا جواب دے رہے ہیں۔ اشکال یہ ہے کہ مہموز

عین کے امر حاضر میں بھی عین کلمہ سَلْ کے قاعدہ سے

بکسر واؤ تھا اور اسم مفعول مُقْتَوَدٌ بفتح واؤ۔ اور ظرف بھی جو کہ مفعول کا ہموزن ہوتا ہے۔ اسی طرح ہے تشنیہ جمع مذکر حاضر کے صیغہ اِقْتَادُوا اِقْتَادُوا اور تشنیہ جمع مذکر غائب۔ ماضی کے صیغہ صَوَّرْتُمْ صَوَّرْتُمْ متی ہو گئے ہیں مگر ماضی کی اصل بفتح واؤ ہے اور امر کی اصل جو کہ مضارع سے بنا ہے بکسر واؤ ہے، باقی صیغوں کی تعلیل آسان ہے۔
اجوف یا بی از باب افتعال :- الاختیار پسند کرنا۔ اِخْتَارَ يَخْتَارُ اِخْتِيَارًا اِخْتَارَ يَخْتَارُ اِخْتِيَارًا اِخْتَارَ يَخْتَارُ
اجوف واوی از باب استفعال :- اَلَا اسْتَقَامَ سِيدَا هُونَا۔ اسْتَقَامَ يَسْتَقِيمُ اسْتِقَامَةً
فَهُوَ مُسْتَقِيمٌ الامر منه اسْتَقِمَ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَسْتَقِمُ الظرف منه مُسْتَقَامٌ۔

اسْتَقَامَ در اصل اسْتَقْوَمَ تھا آٹھویں قاعدہ سے واؤ کی حرکت ماقبل کو دیگر واؤ کو الف سے بدلیا۔ يَسْتَقِيمُ در اصل يَسْتَقْوِمُ تھا۔ واؤ کی حرکت ماقبل کو منتقل ہونے کے بعد واؤ تیسرے قاعدہ سے یار ہو گیا۔ اسْتِقَامَةً در اصل علی ما ہوا المشہور اسْتَقْوَامًا تھا يُقَالُ کا قاعدہ جاری کرنے کے بعد الف التقار ساکنین سے گر گیا اور آخر میں عوض کی تا بڑھادی، اسْتِقَامَةً ہوا۔
مُسْتَقِيمٌ در اصل مُسْتَقْوِمٌ تھا اس میں يَسْتَقِيمُ کی طرح تعلیل کر دی گئی، امر وہی اور مضارع

اس لئے امر کی اصل میں بھی کسوت ہے کیونکہ امر بھی مضارع ہی سے بنا ہے۔ ۱۲ ر

۱۵ قولہ الف الخ بعینہ یُقَالُ کی طرح ۱۲ ر
۱۶ قولہ علی ما ہوا المشہور یعنی قول مشہور کے مطابق یہ اشارہ بعض صرفیہ کے اختلاف کی طرف ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اسْتِقَامَةً در اصل اسْتَقْوَمَةً تھا۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور جانبین کے دلائل تفصیل سے اسی کتاب کے آخر میں باب افادات میں آئیں گے۔ دیکھو ص ۱۲ ر

۱۷ قولہ اسْتَقْوَامًا تھا یُقَالُ کے قاعدہ سے واؤ کا فتح قاف کو دیا اور واؤ کو الف سے بدلا، اب قاف کے بعد دو الف جمع ہو گئے۔ دونوں میں اجتماع ساکنین ہوا۔ ایک الف کو حذف کر دیا اور اس کے عوض میں آخر میں تا بڑھادی اسْتِقَامَةً ہو گیا۔ ۱۲ ر

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاثِبِهِ وَلِمَنْ سَعَى فِيهِ وَلِوَالِدَيْهِمَا أَتَمِّعِينِ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ آمین

قوله مفعول یعنی ابواب غیر ثلاثی مجرد کا اسم ظرف بھی آئے اسم مفعول کا ہموزن ہوتا ہے۔ ۱۲ ر

۱۵ قولہ اسی طرح ہے یعنی یہ بھی اصل میں مُقْتَوَدٌ بفتح واؤ تھا۔ ۱۲ ر

۱۶ قولہ صوۃ متحد کیونکہ ماضی میں بھی تشنیہ مذکر غائب اِقْتَادَا ہے اور امر حاضر میں بھی تشنیہ مذکر اِقْتَادَا ہے اسی طرح ماضی میں بھی جمع مذکر غائب اِقْتَادُوا اور امر حاضر میں بھی جمع مذکر اِقْتَادُوا ہے۔ ۱۲ ر

۱۷ قولہ بفتح واؤ یعنی ماضی کے دونوں صیغوں میں واؤ مفتوح تھا کہ اصل میں اِقْتَوَدَا اِقْتَوَدُوا تھے اور امر کے دونوں صیغہ اصل میں بکسر واؤ یعنی اِقْتَوَدَا اِقْتَوَدُوا تھے خلاصہ یہ کہ صورت اگرچہ دونوں میں فرق نہیں لیکن اصل میں فرق ہے ۱۲ ر

۱۸ قولہ مضارع سے بنا ہے یہ عبارت بڑھا کر مصنف امر حاضر میں واؤ کے کسور ہونے کے سبب کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ چونکہ مضارع تَقْتَوَدُ میں بھی واؤ کسوت تھا

مجزوم کے دوسرے صیغوں میں عین التقار ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہے۔ اور اسی طرح یَسْتَقِيمَنَّ اور تَسْتَقِيمَنَّ میں ہوا، اور امر و نہی میں نون ثقیلہ و خفیفہ لگنے کے وقت وہ محذوف واپس آجاتا ہے یَسْتَقِيمَنَّ اور لَا تَسْتَقِيمَنَّ کہتے ہیں۔

اجوف یائی از باب استفعال :- اِلَا سِتْخَارَةٌ خیر طلب کرنا۔ اِسْتِخَارَ یَسْتَخِيرُ الخ مثل اِسْتَقَامَ یَسْتَقِيمُ۔

اجوف واوی از باب افعال :- اَقَامَ یُقِیْمُ اِقَامَةً فَهُوَ مُقِیْمٌ وَاُقِیْمَ یُقَامُ اِقَامَةً فَهُوَ مُقَامٌ الامر منه اَقَمَ والنهی عنه لَا تَقُمُ الظرف منه مُقَامٌ اس باب کے صیغوں کی تعلیلاً ببینہ اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ کی تعلیلات کی طرح ہیں۔

قسم چہارم، ناقص و لفیف کی گروائیں

ناقص واوی از باب نَصْرَیْنِضْرُ :- اَلدُّعَاءُ وَاللَّعْنَةُ یُلَانَا دَعَا یَدْعُو اَدْعَاءُ و دَعْوَةٌ فَهُوَ دَاعٍ و دُعِیْ یَدْعِیْ دُعَاءٌ و دَعْوَةٌ فَهُوَ دَعُوٌّ الامر منه اُدْعُ والنهی عنه لَا تَدْعُ الظرف منه مَدْعِیْ وَالْاَلَةُ مِنْهُ مَدْعِیْ مَدْعَاءٌ مَدْعَاءٌ وَتَشْنِیْتُهُمَا مَدْعِیَانِ وَمَدْعِیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَدَاعِیْ وَمَدَاعِیْ اَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْهُ اُدْعِیْ وَالْمَوْثُ مِنْهُ دُعِیْ وَتَشْنِیْتُهُمَا اُدْعِیْ وَدُعِیَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَدَاعِیْ وَاَدْعَوْنِ وَدُعِیْ وَدُعِیَّاتٌ، مَدْعِیْ ظُفْرٌ اور مَدْعِیْ آلہ ہیں جو او ساتویں قاعدہ سے الف بن گیا تھا وہ تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور اگر دونوں صیغوں میں الف و لام یا اضافت کی وجہ سے تنوین نہ ہو تو الف حذف نہیں ہوتا جیسے اَلْمَدْعِیْ وَالْمَدْعِیْ وَمَدْعَاکُمْ وَمَدْعَاکُمْ۔

۵۳ قولہ التقار ساکنین کی وجہ سے کیونکہ امر و نہی اور مضارع مجزوم میں آخری حرف ساکن ہوتا ہے مثلاً یَسْتَقِیْمُ میں جب لم داخل ہوا تو میم ساکن ہو گیا، اس کے قبل بھی یا ساکن تھی اجتماع کنین کی وجہ سے یا گر گئی لَمْ یَسْتَقِیْمُ ہوا، اسی طرح امر اِسْتَقِیْمُ اور نہی لَا تَسْتَقِیْمُ میں تعلیل ہوئی۔ ۱۲ حرف

۵۴ قولہ تَسْتَقِیْمَنَّ و یَسْتَقِیْمَنَّ تھا یَسْتَقِیْمُ کی طرح تعلیل ہوئی تَسْتَقِیْمَنَّ ہوا پھر اجتماع ساکنین کے باعث یا گر گئی تَسْتَقِیْمَنَّ ہوا۔ ۱۲ حرف

۵۵ قولہ واوی ناقص یائی اور اجوف یائی باب نصر سے نہیں آتے۔ ۱۲ حاشیہ ۵۵ قولہ مَدْعِیْ ظُفْرٌ یہ اصل میں مَدْعُوٌّ بروزن مَنَصْرُ تھا، داو متحرک ماقبل مفتوح مثال کے قاعدہ سے داو کو الف سے بدلا پھر الف اور تنوین میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا ۱۲ حرف ۵۶ قولہ حذف نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اجتماع ساکنین باقی نہیں رہتا۔ ۱۲ حرف

۵۳ قولہ واوی ناقص یائی اور اجوف یائی باب نصر سے نہیں آتے۔ ۱۲ حاشیہ ۵۵ قولہ مَدْعِیْ ظُفْرٌ یہ اصل میں مَدْعُوٌّ بروزن مَنَصْرُ تھا، داو متحرک ماقبل مفتوح مثال کے قاعدہ سے داو کو الف سے بدلا پھر الف اور تنوین میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا ۱۲ حرف ۵۶ قولہ حذف نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اجتماع ساکنین باقی نہیں رہتا۔ ۱۲ حرف

دَعَا تَشْنِیۃً مِیۡنَ وَاَوَّلَ الْفِتْنِیۡہِ کَیۡ قَبْلِ ہُوۡنِیۡجِ وَجِہَ سَیۡلَمَ رَہِ گِیَا، اَوۡرَ دَعَا جَمِیۡعِ مِیۡنَ الْفِتَنِ الْقَوَّارِ
سَاکِیۡنِ کِیۡ وَجِہَ سَیۡلَمَ اَہِ اَوۡرَ دَعَا دَعَا مِیۡنَ تَارِ تَانِیۡثِ کَیۡ اِتۡصَالِ کِیۡ وَجِہَ سَیۡلَمَ دَعَا سَیۡلَمَ اَوۡرَ
تَکَ تَمَامِ صِیغَہٗ اِہۡنِیۡ اَصۡلِ پَرِ ہِیۡنَ ۔

اثبات فعل ماضی مجہول

دُعَا دُعِيًّا دُعُوًا دُعَيْتَ دُعِيتَا دُعِيتُ دُعِيتُمَا دُعِيتُمْ دُعِيتْ دُعِيتَنَّ
دُعِيتُ دُعِيتَانَا۔ اس بحث کے تمام صیغوں میں واؤ گیا رہوئیں قاعدہ سے یار ہو گیا اور دُعُوًا
جمع مذکر غائب میں دسویں قاعدہ سے یاہ کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد ا سے حذف کر دیا گیا۔

اثبات فعل مضارع معروف

یَدْعُوْا یٰدُعُوْا اِنْ یَدْعُوْنَ تَنْعُوْا اِنْ یَدْعُوْنَ تَدْعوْنِ تَدْعوْنِ اَدْعُوْا نَدْعُوْ
جمع منونث اور ثنیہ کے تمام صیغے اپنی اصل پر ہیں ”یَدْعُو“ اور اسکی نظیروں میں دسویں قاعدہ سے
واو ساکن ہو گیا اور دونوں جمع مذکر اور تَدْعوْنِ عین میں مذکورہ قاعدہ سے حذف ہو گیا ہے۔

۷۷ قولہ اسکی نظیروں یعنی تَنْ عَوْا اَدْعُو تَنْ عَوْ میں ۱۲ ارف
۷۸ قولہ دونوں جمع مذکر یعنی یَدِ عَوْوَن و تَنْ عَوَْن کہ دراصل
تَنْ عَوْوَن اور تَنْ عَوْوَن ہیں ۱۲ ارف

۱۰ قولہ الف تشنیہ الہ کیونکہ قال کا قاعدہ جاری کرنے کے لئے شرط ہے کہ وہ واو الف تشنیہ سے پہلے نہ ہو، اور یہاں واو الف تشنیہ سے پہلے ہے۔ ۱۲ الف ۱۰ قولہ سالم رہ گیا یعنی ایسا نہیں ہوا کہ واو کو قال کے قاعدہ سے الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیتے، کیونکہ قال کے قاعدہ کی شرط نہیں پائی گئی۔ ۱۲ الف ۱۰ قولہ الف الہ یعنی وہ الف جو دَعا میں واو سے بدل کر آتا تھا۔ ۱۲ الف

۵۴ قولہ وجہ سے یعنی تارتانیث کے اقصا کی وجہ سے
 گرا ہے، کیونکہ قال کے قاعدہ میں گزر چکا ہے کہ جو الف
 قال کے قاعدہ سے واویا یا سے بدل کر آیا ہو اگر اس کے
 متصل بعد تارتانیث آجائے تو وہ الف گر جاتا ہے۔ جیسے
 دَعَتْ اور رَمَتْ میں۔ ۱۲۱۲

۵۵ قولہ یار کی حرکت یعنی اس یار کی حرکت جو اصل میں دلوں
تھی اور گیارہویں قاعدہ سے یار بن گئی تھی ۱۲ ارف

۵۶ قولہ حذف کر دیا گیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے جیسا کہ
دسوس قاعدہ (یُزْمُونُ کے قاعدہ) میں گزر چکا ہے ۱۲ ارف

۵۹ قولہ مذکورہ قاعدہ سے یعنی دسویں قاعدہ سے تمہیں یاد ہو گا کہ دسواں قاعدہ کئی قاعدوں پر مشتمل ہے یدَّ عُوْنَ اَوْ یدَّ عُوْنَ میں دسویں قاعدہ کا یہ حصہ جاری ہوا ہے کہ اگر واؤ ضمہ کے بعد ہو اور اس واؤ کے بعد دوسرا واؤ ہو تو پہلے واؤ کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کے باعث گرا دیتے ہیں جیسا کہ یدَّ عُوْنَ اور یدَّ عُوْنَ میں کہ دراصل یدَّ عُوْنَ اور یدَّ عُوْنَ تھے اور یدَّ عُوْنَ میں دسویں قاعدہ کا یہ جز جاری ہوا ہے کہ اگر واؤ ضمہ کے بعد ہو اور اس واؤ کے بعد یار ہو تو واؤ کے ماقبل کو ساکن کر کے واؤ کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں اور پھر واؤ ساکن بعد کسرہ ہونے کی وجہ سے واؤ کو یار سے بدل کر اجتماع ساکنین کے باعث حذف کر دیتے ہیں جیسا کہ یدَّ عُوْنَ میں ہوا جو دراصل یدَّ عُوْنَ تھا۔ ۱۲ ارف

اور اس بحث میں جمع مونث و مذکر کی صورت ایک ہے۔
اثبات فعل مضارع مجہول

يُدْعِي يَدْعِيَانِ يَدْعُوْنَ تَدْعِي تَدْعِيَانِ تَدْعُوْنَ تَدْعِيَنَّ تَدْعِيَانِ تَدْعُوْنَ
اُدْعِي تَدْعِيَانِ، ان تمام صیغوں میں واؤ بیسویں قاعدہ سے یا ہوا گیا۔ پھر غیر تشنیہ اور غیر جمع
مونث میں ساتویں قاعدہ سے وہ یا الف سے بدل گئی اور وہ الف يَدْعُوْنَ تَدْعُوْنَ اور تَدْعِيَنَّ واحد
مونث حاضر میں التقار ساکنین کے باعث حذف ہو گیا۔

واحد مونث حاضر جمع مونث حاضر صورتہ ایک ہو گئے ہیں مگر تَدْعِيَنَّ واحد اصل میں تَدْعُوِيَنَّ
تھا واؤ بیسویں قاعدہ سے یا ہوا پھر یا ساتویں قاعدہ سے الف بن کر التقار ساکنین کی وجہ سے
گر گئی ہے اور جمع مونث حاضر دراصل تَدْعُوْنَ تھا۔ واؤ کو یا سے بدلا گیا ہے اور بس۔

ساکنین کے باعث الف کو گرایا، يَدْعُوْنَ ہو گیا۔ یعنی یہی تحلیل
تَدْعُوْنَ میں ہے اور تَدْعِيَنَّ دراصل تَدْعُوِيَنَّ تھا۔ واؤ کو
بیسویں قاعدہ سے یا سے بدلا، پھر یا کو ساتویں قاعدہ سے
الف سے بدلا۔ الف اور یا میں اجتماع ساکنین ہوا۔ الف
کو حذف کر دیا تَدْعِيَنَّ ہوا۔ ۱۲ رت

۱۱ قولہ حذف ہو گیا اور تشنیہ کے چاروں صیغوں اور جمع
مونث کے دونوں صیغوں میں واؤ کو یا سے بقاعدہ غا
بدلنے کے بعد یا کو الف سے اس لئے نہیں بدلا کہ تشنیہ میں
تو الف تشنیہ قال کا قاعدہ جاری کرنے سے مانع ہے اور جمع
مونث (يَدْعِيَنَّ و تَدْعِيَنَّ) میں یا کو الف سے بدلنے
کی کوئی وجہ نہیں ۱۲ رت

۱۱ قولہ ایک ہو گئے کیونکہ دونوں کا لفظ تَدْعِيَنَّ ہی ہے
مگر یہ صرف صورت کا اتحاد ہے اصل میں دونوں مختلف ہیں
جیسا کہ متن میں آ رہا ہے۔ ۱۲ رت

۱۱ قولہ یا سے بدلا گیا ہے، یعنی بیسویں قاعدہ سے۔

۱۱ قولہ اور بس یعنی اس میں نہ ساتویں قاعدہ جاری ہوا
اور نہ التقار ساکنین کی وجہ سے کوئی حرف حذف ہوا
بخلاف واحد مونث حاضر کے ۱۲ رت

۱۱ قولہ صورتہ ایک ہے، یعنی جمع مونث بھی يَدْعُوْنَ (غائب)
اور تَدْعُوْنَ (حاضر) ہے اور جمع مذکر بھی يَدْعُوْنَ غائب اور
تَدْعُوْنَ (حاضر) ہے مگر جمع مذکر (غائب و حاضر) اصل میں
يَدْعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ تھے، تحلیل ہو کر يَدْعُوْنَ اور
تَدْعُوْنَ ہوئے اور جمع مونث (غائب و حاضر) میں کوئی تحلیل
ہی نہیں ہوئی بلکہ اصل ہی سے يَدْعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ ہیں ۱۲ رت
۱۱ قولہ یا ہو گیا کیونکہ واؤ چوتھے نمبر پر واقع ہوا اور ضمہ کے
بعد بھی نہیں اور واؤ ساکن کے بعد بھی نہیں دیکھو قاعدہ غا ۱۲ رت
۱۱ قولہ غیر تشنیہ یعنی يَدْعِيَنَّ تَدْعِيَنَّ اور اُدْعِيَنَّ اور اُدْعِيَنَّ میں ۱۲ رت

۱۱ قولہ واحد مونث حاضر یہ صرف آخری لفظ تَدْعِيَنَّ کی
صفت ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور یہ قید احترازی ہے۔ کیونکہ
تَدْعِيَنَّ جمع مونث حاضر میں بیسویں قاعدہ جاری ہونے کے
بعد کوئی تحلیل نہیں ہوئی جیسا کہ ابھی متن میں گزرا۔ ۱۲ رت

۱۱ قولہ التقار ساکنین الخ اس تحلیل کی تفصیل یہ ہے کہ يَدْعُوْنَ
اصل میں يَدْعُوْنَ تھا واؤ کلمہ میں چوتھے نمبر پر واقع ہوا اور
اس سے پہلے نہ ضمہ تھا نہ واؤ ساکن اس لئے بیسویں قاعدہ سے واؤ
کو یا سے بدلا، يَدْعِيَنَّ ہوا پھر یا کو قال کے قاعدہ سے الف
سے بدلا يَدْعُوْنَ ہو گیا الف اور واؤ کے درمیان التقار

کَيْدُعُونَ در وصل یَدْعوْنَ تھا لام تاکیدِ اوّل میں اور نون ثقیلہ آخر میں لائے اور نون اعرابی حذف کیا تو واو اور نون کے درمیان اجتماع ساکنین ہو گیا واو غیر مدہ تھا اسے ضمّہ دیدیا، یہی حال کَيْدُعُونَ کا ہے اور کَيْدُعُونَ میں یار کو کسرہ دیا گیا ہے۔

فائدہ :- اجتماع ساکنین کے وقت اگر پہلا مدہ ہو تو اسے حذف کر دیتے ہیں اور اگر غیر مدہ ہو تو واو کو ضمّہ اور یار کو کسرہ دیتے ہیں۔

مدّہ :- ایسے حرف علت ساکن کو کہتے ہیں جس کے ناقبل کی حرکت اسکے موافق ہو اور جو ایسا نہ ہو وہ غیر مدّہ ہے۔

لام تاکید بانون خفیہ در فعل مستقبل معروف

لَيْدُعُونَ لَيْدُعَنَّ لَيْدُعُونَ لَيْدُعَنَّ لَيْدُعُونَ لَيْدُعَنَّ لَيْدُعُونَ لَيْدُعَنَّ
جھولے :- لَيْدُعَنَّ لَيْدُعُونَ لَيْدُعَنَّ لَيْدُعُونَ لَيْدُعَنَّ لَيْدُعُونَ لَيْدُعَنَّ لَيْدُعُونَ

امر حاضر معروف

اُدْعُ اُدْعُوا اُدْعُوا اُدْعُوا اُدْعُوا اُدْعُوا اُدْعُوا اُدْعُوا اُدْعُوا اُدْعُوا اُدْعُوا
باقی صیغے مضارع سے اسی طرح بنے ہیں جس طرح صیغہ سے بنتے ہیں۔

وہ مدّہ ہو اور جب غیر مدّہ ہو تو اسے حذف نہیں کرتے بلکہ حرکت دیدیتے ہیں پھر اگر وہ غیر مدّہ واو ہو تو ضمّہ دیتے ہیں اور یار ہو تو کسرہ دیتے ہیں۔ ۱۲۔ محمد رفیع عثمانی ۱۵۔ قولہ پہلا یعنی پہلا حرف ساکن ۱۳۔ قولہ موافق ہو، یعنی واو سے پہلے ضمّہ ہو الف سے پہلے فقہ اور بار سے پہلے کسرہ ہو۔ ۱۲۔ رفیع

۱۵۔ قولہ اُدْعُ قرآن حکیم میں ہے اُدْعُ اِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۱۲۔ محمد رفیع عثمانی ۱۵۔ قولہ سکون و قفّی یعنی ایسا سکون جو کسی عامل مثلاً کھ وغیرہ کے عمل کی وجہ سے نہ آیا ہو جیسا کہ امر حاضر میں ہوتا ہے اور جو سکون کھ وغیرہ کے عمل کی وجہ سے آتا ہے اُسے جزم کہتے ہیں واللہ اعلم ۱۳۔ قولہ اسی طرح بنے ہیں مثلاً اُدْعُوا کو کَدْعوْنَ سے اُدْعُوا کو کَدْعوْنَ سے اُدْعُوا کو کَدْعوْنَ سے بنایا گیا ہے۔ علامت مضارع حذف کر کے ہمزہ وصل مضموم شروع میں لے آئے ۱۲۔ رفیع

۱۵۔ قولہ اجتماع ساکنین یعنی واو ساکن اور نون مشدّد کے درمیان ۱۲۔ حرف ۱۵۔ قولہ ضمّہ دیدیا یہ ایک قاعدہ ہے جو ایک سطر بعد مصنف خود بیان فرمائیں گے ۱۲۔ حرف ۱۵۔ قولہ کَدْعوْنَ میں الہ یعنی کَيْدُعُونَ اور کَدْعوْنَ کی تعلیل اور کَدْعوْنَ کی تعلیل میں صرف اتنا فرق ہے کہ اوّل الذکر دونوں صیغوں میں اجتماع ساکنین کے باعث واو کو ضمّہ دیا گیا ہے اور مؤخر الذکر صیغے میں یار کو کسرہ دیا ہے۔ ۱۲۔ حرف

۱۵۔ قولہ فائدہ اب تک تم یہ پڑھتے چلے آئے تھے کہ "اجتماع ساکنین کے وقت ساکن اوّل کو حذف کر دیتے ہیں" مگر کَيْدُعُونَ کَدْعوْنَ اور کَدْعوْنَ میں ساکن اوّل کو حذف نہیں کیا گیا بلکہ متحرک کر دیا گیا ہے اس سے تمہیں تشویش ہو رہی ہوگی۔ اسلئے مصنف قاعدہ بیان کرتے ہیں جیسا حاصل یہ ہے کہ اجتماع ساکنین کے وقت ساکن اوّل کو اس وقت حذف کیا جاتا ہے جب

امر غائب متکلم معروف :- لِيَدْعُ عُوا لِيَدْعُ لِيَدْعُ عُوا لِيَدْعُ عُوا لِيَدْعُ عُوا لِيَدْعُ عُوا
 امر مجہول :- لِيَدْعُ لِيَدْعُ عُوا آخر تک لَمْ يَدْعُ لَمْ يَدْعُ عُوا کی طرح ہے۔
 امر حاضر معروف بانون ثقیلہ :- اَدْعُوْنَ اَدْعُوْنَ اَدْعُوْنَ اَدْعُوْنَ اَدْعُوْنَ اَدْعُوْنَ
 میں جو داؤ وقف کیوجہ سے حذف ہو گیا تھا نون ثقیلہ بڑھانے کے بعد اُسے واپس لے آئے کیونکہ
 اب وقف نہیں رہا اور فتح دے دیا، باقی صیغوں میں حسب معمول تغیرات ہوئے ہیں۔
 امر غائب متکلم معروف بانون ثقیلہ :- لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ
 لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ
 اخوات میں گر گیا تھا واپس آکر مفتوح ہو گیا، باقی سب حسب معمول ہیں۔
 امر مجہول بانون ثقیلہ :- لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ
 کہ اس کلام مکسور ہے اور مضارع کا مفتوح لِيَدْعُوْنَ اور اسکی اخوات میں چونکہ جزم باقی نہیں رہا اسلئے یا کہ جو
 الف محذوف کی اصل تھی واپس لے آئے کیونکہ نون ثقیلہ فتح چاہتا ہے۔ اور الف اس کے قابل نہ تھا۔ امر

لے قولہ حسب معمول یعنی جو تعلیلات مضارع میں ہوئی تھیں وہ ہی
 اسیں بھی ہوئی ہیں۔ ۱۲۔ قولہ اخوات یعنی لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ
 لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ
 معروف میں نون ثقیلہ لگنے سے پہلے لام امر کی وجہ سے گر گیا تھا۔ ۱۳۔
 قولہ مفتوح ہو گیا، کیونکہ نون ثقیلہ اپنے ماقبل فتح چاہتا ہے اور
 قولہ حسب معمول ہیں یعنی جو تعلیلات امر میں نون ثقیلہ لگنے سے
 پہلے ہوئی ہیں ان کے علاوہ کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔ اور نون ثقیلہ
 کی وجہ سے جو تغیر صحیح میں ہوتے ہیں وہ یہاں بھی ہوئے ہیں اور
 قولہ کسٹو ہے کیونکہ یہ لام امر ہے اور لام امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے
 اور مضارع میں لام ناکید ہے اور لام ناکید ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور
 قولہ اخوات یعنی لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ
 قولہ جزم باقی نہیں اسلئے کہ نون ثقیلہ لگنے سے مضارع
 سببی ہو جاتا ہے اور قولہ الف محذوف یعنی وہ الف جو
 امر مجہول میں سکون وقفی کی وجہ سے لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ لِيَدْعُوْنَ
 میں حذف کر دیا گیا تھا اسکی اصل یا تھی، اس یا کو واپس لا کر
 فقرہ دیدیا۔ سوال الف محذوف کی اصل یا نہیں بلکہ داؤ ہے۔
 کیونکہ دَعَا يَدْعُوْا داؤی ہے نہ کہ یائی۔
 جواب :- یہ فعل داؤی تو ہے مگر چونکہ داؤ کو بیسویں قاعدہ
 سے یا سے بدل دیا گیا تھا پھر یا کو الف سے بدلا تھا اسلئے الف
 کی اصل یا ہے اور یا کی اصل داؤ تو داؤ الف کی اصل نہیں بلکہ
 اصل الاصل ہے لہذا یا کو الف کی اصل کہنا صحیح ہے۔
 سوال :- جب داؤ اصل الاصل ہے تو اسے ہی واپس لانا
 چاہیئے۔ پھر یا کو واپس لانے کی کیا وجہ ہے؟
 جواب :- اگر داؤ کو واپس لاتے تو وہ بیسویں قاعدہ سے
 پھر یا بن جاتا کیونکہ داؤ چوتھے نمبر پر واقع ہو تو یا سے بدل
 جاتا ہے۔ لہذا داؤ کو واپس لانے میں کوئی فائدہ نہ تھا۔ اور
 قولہ کیونکہ ایک اعتراض مقدار کا جواب ہے اعتراض یہ ہوتا ہے
 کہ جب نون ثقیلہ داخل ہوئی وجہ سے سکون وقفی باقی نہ رہا تو
 الف کی اصل کو واپس لانیجے بجائے خود الف کو واپس لانا چاہئے
 تھا۔ مصنف اسکا جواب دیتے ہیں کہ الف کو اس واسطے واپس
 نہیں لائے کہ نون ثقیلہ اپنے ماقبل فتح چاہتا ہے اور الف قابل حرکت
 نہیں اسلئے الف کی بجائے اسکی اصل یعنی یا کو واپس لے آئے اور

کے تمام صیغوں میں نون خفیفہ (کا حال)، نون ثقیلہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔

نہی معروف :- لَا يَدْعُ لَإِيْدٍ عُوًّا لَا تَدْعُ لَإِيْدٍ عُوًّا لَا تَدْعُ لَإِيْدٍ عُوًّا

لَا تَدْعِي لَاسْتَعْوَنَ لَا أَذْعُ لَا نَدْعُ - لَمْ يَدْعُ کی طرح ہے۔

نہی مجہول :- کہ ید مۃ المجہول کی طرح ہے۔ نہی معروف یا نون ثقیدہ :- لا یدعون لا یدعون

مجموں :- لَا یَدُّ عَیْکَ لَا یَدُّ عَیَّانٍ الخ امر بانوں ثقیلہ کی طرح ہے ۔

نون خفیفہ بھی اسی طرز پر نکال لینا چاہیے۔

بحث اسم فاعل

دَاعِ دَاعِيَانِ دَاعُوْنَ دَاعِيَةً دَاعِيَتَانِ دَاعِيَاتُ، ان تمام صیغوں میں واو گیارہواں قاعدہ

سے یار ہو گیا اور دائیں دستوں قاعدہ سے ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کے باعث حذف ہو گیا اگر اس صیغہ

پرفلام ہو یا مضاف ہونی کی وجہ سے اس پرتوین نہ ہو تو یہ صرف ساکن ہوگا حذف نہیں ہوگا جیسے اللّٰعی

اور ذاریکم، نیز اللہ اعلیٰ میں یا رکھی حذف بھی کر دیتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے یَوْمَ يَذْعُو اللّٰهُ اَعْمٰ

اور یہ تمام صورتیں صرف حالت رفعی و جبری میں ہیں ورنہ حالت نصبی میں دَاعِيًا وَاللَّاعِي وَدَاعِيَكُمْ

ہی کہیں گے۔

بحث اسم مفعول :- مَدْعُوٌّ مَدْعَوَانِ مَدْعُوُونَ مَدْعَوَةٌ مَدْعَوَاتٌ

بیسویں اور پچیسویں قاعدہ کو دوبارہ دیکھ کر تعجیل خوف میں نشیں

کر لو اور پچیسویں قاعدہ کا حاشیہ بھی ضرور دیکھ لو ۱۲ محمد رفیع عثمانی

۱۷۔ قولہ سالن ہوگا اگر سالن بھی صرف اسوقت ہوگا جب یہ حالت رفع و جہد میں نہ ہو، حالت نصب میں، سا کہ کبھی نہیں ہوگا

جیسا کہ متن میں بھی آتا ہے ۱۲ ر ف

۵۴ قولہ حذف نہیں ہوگا کیونکہ اح

کی وجہ سے باقی نہ رہے گا۔ ۱۲ رف

۵۵ قولہ حذف بھی الخ تخفیف کے

۵۶ قولہ یَوْمَ یَدْعُوْنَ الخ یعنی جس روز بلانے

سورة قمر - ۱۲ ارف

شہ نولہ حالت سببی سسٹیل فاعده ممبر چیس میں لڑ

۱۲ محمد رفیع عثمانی

(continued)

۱۵۔ تولہ گیارہویں قاعدہ سے تم غور کرو گے تو معلوم ہوگا کہ اس

پوری بحث میں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ واؤ بیسٹوئس قاعدہ سے یا

۵۲ قاضی مشیر تاج الدین صاحب المصنف (۱۱۸۷ھ) کا فرزند (۱۱۸۷ھ) صاحب المصنف

کیونکہ دسواں قاعدہ کسی بھی صورت سے یہاں منطبق نہیں ہو سکتا

صحیح یہ ہے کہ یہاں بیسیوں اور پچیسویں قاعدہ جاری ہوا ہے۔

اس طرح کہ دایۂ اصل میں دایۂ اوٹھاواؤ چوتھے نمبر میں واقع

ہوا اسکے بیسویں قاعدہ سے واؤ کو یار کے بدلہ لادائی ہو گیا۔

مطابق اب داری میں پچھواں قاعدہ پایا گیا کہ اسم کے آخر

میں یا رستحرک ماقبل کسور بغیر لام و اضافت کے پائی گئی اسلئے

یاد کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کے باعث گرایا دیا گیا۔

ان صیغوں میں صرف واو مفعول لام فعل کے واو میں مدغم ہوا ہے اور بس۔

ناقص یانی از باب ضَرْبٍ یَضْرِبُ، الرَّحْمٰی تیر پھینکا، رَحٰی یَرْحٰی رَمٰیَا فھو رَاہ و رَحٰی یَرْحٰی رَمٰیَا فھو مَرْحٰی الا مرنہ رَاہ والنہی عنہ لا تدرم الظرف منہ مَرْحٰی والالہ منہ مَرْحٰی مَرْحَاةٌ وَمَرْحَاٌ وَتَشْنِیْہَا مَرْمِیَانِ وَمَرْمِیَانِ والجمع منہما مَرَامٍ وَمَرَامِیٌّ افعَل التفضیل منہ اَرْحٰی وَالْمَوْنُث منہ رُمِیَ وَتَشْنِیْہَا اَرْمِیَانِ وَرُمِیَّیْنِ والجمع منہما اَرَامٍ وَاَرْمُوْنَ وَرُمِیَّیْنِ۔

مضارع کسور العین ہونے کے باوجود اس باب سے ظرف مفتوح العین آیا ہے۔ قاعدہ وہی ہے جو ہم لکھ چکے ہیں کہ ناقص سے ظرف مطلقاً مفتوح العین آتا ہے ظرف کی یاء الف سے بدل کر اجتماع ساکنین یا تنوین کی وجہ سے گر گئی۔ یہی تعلیل مَرْحٰی آگے میں ہے اور تنوین نہ ہونے کی صورت میں الف باقی رہے گا جیسے اَلْمَرْحٰی وَمَرْحَاکُمْ۔ مَرَامٍ جمع ظرف اور اَرَامٍ جمع تفضیل ہے اصل میں مَرَامِیٌّ تھا، پچیسواں قاعدہ جاری ہو کر مَرَامٍ اور اَرَامٍ ہو گیا۔ اَرْحٰی میں یاء بقاعدہ الف سے بدل گئی رُمِیَ مَوْنُث اور دُونوں تَشْنِیْہ اور رُمِیَّیْنِ اپنی اصل پر ہیں۔ رُمِیَ کی جمع کسر رُمِیَّیْنِ میں یاء الف سے بدل کر اجتماع ساکنین یا تنوین کی وجہ سے گر گئی۔

اثبات فعل ماضی معروف :- رَحٰی رَمِیَا رَمَوْا رَمَتْ رَمَتَا رَمَیْنِ رَمِیْتِ رَمِیْتُمَا رَمِیْتُمْ رَمِیْتِ رَمِیْتُ رَمِیْتُ رَمِیْنَا۔ رَحٰی میں اور رَمَوْا رَمَتْ اور رَمَتَا میں یاء ساتویں قاعدہ سے الف بن گئی پھر الف رَمَتْ وَرَمَتَا میں اجتماع ساکنین باتائے تانیث کے باعث گر گیا باقی سب صیغے اصل پر ہیں۔

اثبات فعل ماضی مجہول :- رَحٰی رَمِیَا رَمَوْا رَمِیْتِ اَلْمَرْحٰی تمام صیغوں میں کوئی تعلیل نہیں سوائے رَمَوْا کے کہ دسویں قاعدہ سے یاء کی حرکت ماقبل کو دیگر یاء کو حذف کر دیا گیا۔

۱۔ قولہ ناقص یانی از اس باب سے ناقص واوی نہیں آتا حاشیہ فارسی ۲۔ قولہ مطلقاً یعنی مضارع کی عین پر خواہ کوئی بھی حرکت ہو ۱۲۔ حرف ۳۔ قولہ الف باقی اَلْمَرْحٰی کیونکہ اس صورت میں اجتماع ساکنین نہیں ہوتا ۱۳۔ حرف ۴۔ قولہ اصل میں یہاں مصنف نے اصل صرف مَرَامٍ کی بیان کی ہے اور اَرَامِیٌّ ذکر نہیں کیا کیونکہ مَرَامٍ پر قیاس کر کے اَرَامٍ کی اصل بھی معلوم کی جاسکتی ہے کہ اصل

میں اَرَامِیٌّ تھا ۱۴۔ حرف ۵۔ قولہ دُونوں تَشْنِیْہ یعنی اَرَمِیَّیْنِ وَرُمِیَّیْنِ ۱۵۔ قولہ رَحٰی دراصل رَحٰی بردزن فَعْلٌ تھا ۱۶۔ حرف ۱۷۔ قولہ اجتماع ساکنین اَلْمَرْحٰی اگرچہ رَمَتَا میں اجتماع ساکنین لفظوں میں نہیں لیکن چونکہ تار تانیث میں اصل سکون ہی ہے اسلئے حرکت عارضیہ کا اعتبار نہ کیا جائیگا ۱۸۔ کہ ذاتی الحاشیہ ۱۹۔ قولہ حذف کر دیا گیا مفصل بیان قاعدہ ۲۰۔ میں گزر چکا ہے۔ ۱۲۔ حرف

اثبات فعل مضارع معروف: یَزِدُّ یَزِمَّ یَزْمُونَ تَزِدُّ تَزِمَّ تَزْمُونَ
تَزْمِیْنَ تَزْمِیْنَ اَزْدِیْ اَزْمِیْ

یَزِدُّ تَزِدُّ اَزْدِیْ اور تَزْمِیْ میں یار دسویں قاعدہ سے ساکن ہو گئی اور یَزْمُونَ و تَزْمِیْنَ میں اسی قاعدہ سے حذف ہو گئی باقی صیغے یعنی سب تشنیہ اور دونوں جمع مؤنث اصل پر ہیں۔ واحد مؤنث حاضر کی صورت حذف یار کے بعد جمع مؤنث حاضر کے مثل ہو گئی ہے۔ یعنی تَزْمِیْنَ۔

مجهول: یَزِدُّ یَزِمَّ یَزْمُونَ تَزِدُّ تَزِمَّ تَزْمُونَ تَزْمِیْنَ اَزْدِیْ اَزْمِیْ
تَزْمِیْنَ۔ سب تشنیہ اور دونوں جمع مؤنث اصل پر ہیں باقی صیغوں میں یار بقاعدہ ۷ الف سے بدکر اجتماع ساکنین کے مواقع یعنی یَزْمُونَ تَزْمُونَ اور تَزْمِیْنَ واحد مؤنث حاضر میں حذف ہو گئی۔
نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف: لَنْ یَزِدَّ لَنْ یَزِمَّ لَنْ یَزْمُوا لَنْ یَزْمُوا لَنْ یَزْمُوا
مکرتا ہے اس کے علاوہ صیغوں میں کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔

مجهول: لَنْ یَزِدَّ لَنْ یَزِمَّ لَنْ یَزْمُوا لَنْ یَزْمُوا لَنْ یَزْمُوا اور تَزْمِیْنَ میں الف کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا اس کے علاوہ کسی صیغے میں کوئی نیا تغیر نہیں۔

نفی جہد بلن در فعل مستقبل معروف: لَمْ یَزِدَّ لَمْ یَزِمَّ لَمْ یَزْمُوا لَمْ یَزْمُوا لَمْ یَزْمُوا
لَمْ یَزْمُوا لَمْ یَزْمُوا لَمْ یَزْمُوا اور تَزْمِیْنَ لَمْ اَزْمِ لَمْ تَزْمِ۔ مواقع جزم میں یار تشافظ ہوئی، اور باقی صیغوں میں لَمْ کا عمل صحیح کی طرح ہے۔

مجهول: لَمْ یَزِدَّ لَمْ یَزِمَّ لَمْ یَزْمُوا لَمْ یَزْمُوا لَمْ یَزْمُوا اس کا حال معروف کی طرح ہے۔

لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف

لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ
لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ

پانچ صیغوں میں حرف علت آخر سے ساقط ہو جاتا ہے۔
جیسا کہ بار بار معلوم ہو چکا ہے۔ ۱۲ رت
۱۵ قولہ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ لَیَزِمَنَّ کے طرز پر یعنی صحیح کی طرح ہے
۱۲ رت

۱۵ قولہ تَزْمِیْنَ ، لَیَزِمَنَّ اصل کے اعتبار سے دونوں
میں فرق ہے کہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَزْمِیْنَ
تھا۔ پہلی یار دسویں قاعدہ سے حذف ہو گئی۔ اور جمع
مؤنث حاضر اپنی اصل پر ہے۔ ۱۲ رت
۱۵ قولہ ساقط ہوئی کیونکہ حالت جزم و وقف میں

تعلیل کے بعد مضارع کی جو شکل رہ گئی تھی اس پر صحیح کی طرح تغیرات ہوئے ہیں۔
 مجہول :- لَئِزْمِيْنَ لَئِزْمِيَّانِ لَئِزْمُوْنَ لَئِزْمِيْنَ لَئِزْمِيَّانِ لَئِزْمُوْنَ
 لَئِزْمِيْنَ لَئِزْمِيَّانِ لَئِزْمِيْنَ لَئِزْمِيَّانِ

لَئِزْمِيْنَ لَئِزْمِيَّانِ کی طرح ہے۔ نون خفیہ معروف و مجہول بھی اسی طرح ہے۔

امر حاضر معروف :- اِزِمِ اِزِمِيَّانِ اِزِمِيْنَ صیغہ واحد مذکر حاضر میں وقف کی وجہ سے یا اگر گئی باقی صیغے مضارع سے حسب دستور بنائے گئے ہیں۔

سوال :- جب اِزِمُوْ کو تَزْمُوْنَ سے بنایا اور علامت مضارع حذف کر کے سکون مابعد کی وجہ سے ہمزہ وصل لائے تو چاہیے تھا کہ مضموم لاتے کیونکہ عین کلمہ مضموم ہے؟

جواب :- اگرچہ عین کلمہ فی الحال تَزْمُوْنَ میں مضموم ہے لیکن اصل میں مکسور ہے کیونکہ اصل اس کی تَزْمِيُون ہے اور ہمزہ وصل باعتبار اصل کے لایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اِزِمِيْنَ میں جو کہ تَدْعِيْنَ سے

کی خصوصیت نہیں بلکہ تغیر تو صحیح میں بھی ہوتا ہے چنانچہ
 لَئِزْمِيْنَ و لَئِزْمِيَّانِ میں بھی داو جمع اور لَئِزْمِيَّانِ میں یائے
 تانیث گری ہے۔ قلاصہ یہ کہ لَئِزْمِيَّانِ کی گردان میں دو قسم
 کے تغیرات ہیں ایک تو وہ جو نون ثقیلہ لگنے سے پہلے ہی مضارع
 میں ہو چکے تھے، دوسرے وہ جو نون ثقیلہ لگنے کی وجہ سے
 ہوئے، قسم اول کے اعتبار سے دونوں گردانوں کے بعض
 صیغوں میں فرق ہے اور قسم دوم کے اعتبار سے لَئِزْمِيَّانِ کی
 گردان بعینہ لَئِزْمِيَّانِ کے طرز پر ہے اور مصنف نے پہلا لَئِزْمِيَّانِ
 کی گردان کو لَئِزْمِيَّانِ کے طرز پر اسی اعتبار سے کہا ہے ۱۲ اور
 ۱۳ قولہ تغیرات ہوئے ہیں۔ احقر کے سامنے جو نسخے مختلف ترجمہ
 دیوبند اور مطبع مجتہبی کے ہیں انہیں مصنف کی یہ پوری عبارت اس
 طرح ہے برقیاس لَئِزْمِيَّانِ تا آخر مجہول بعد اعلان ہجیمہ مضارع مانہ بود
 مثل صحیح تغیرات شدہ، ظاہر ہے کہ یہ عبارت غلط ہے اور غائباً کتابت
 کی غلطی ہے۔ احقر کا خیال ہے کہ اصل عبارت اس طرح تھی برقیاس
 لَئِزْمِيَّانِ تا آخر بعد اعلان ہجیمہ مضارع مانہ بود براہی مثل صحیح تغیرات
 شدہ "جسکا حاصل یہ ہے کہ لفظ مجہول کتابت کی غلطی سے زائد
 ہو گیا اور مانہ بود کے بعد لفظ "راہی" چھوٹ گیا۔ احقر نے ترجمہ
 اپنی مرغومہ عبارت کے مطابق کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۴

۱۵ قولہ تعلیل کے بعد اعتراض مقدار کا جواب ہے۔ اعتراض
 یہ ہوتا ہے کہ آپ کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ لَئِزْمِيَّانِ کی پوری گردان
 لَئِزْمِيَّانِ کے طرز پر ہے کیونکہ یہاں تو جمع مذکر غائبہ حاضر اور
 واحد مؤنث حاضر میں لام کلمہ حذف ہوا ہے جیسے کہ لَئِزْمِيَّانِ
 لَئِزْمِيَّانِ اور لَئِزْمِيَّانِ میں اور صحیح میں حذف نہیں ہوا جیسے
 لَئِزْمِيَّانِ، لَئِزْمِيَّانِ و لَئِزْمِيَّانِ؟ جواب کی توضیح یہ ہے
 کہ لَئِزْمِيَّانِ کے طرز پر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ لَئِزْمِيَّانِ
 کی گردان میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ
 نون ثقیلہ لگنے سے پہلے مضارع میں جو تعلیل ہو چکی تھی وہ
 تو باقی رہی لیکن مزید کوئی تعلیل نون ثقیلہ کے باعث نہیں
 ہوئی سوائے ان تغیرات کے جو کہ نون ثقیلہ لگنے کے وقت
 صحیح میں بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ مضارع کے صیغہ جمع مذکر
 غائب و حاضر و واحد مؤنث حاضر یعنی تَزْمُوْنَ و تَزْمُوْنَ
 و تَزْمِيْنَ میں لام کلمہ حذف ہوا تھا، نون ثقیلہ لگنے کے
 وقت یہ تعلیل بحالہ برقرار رہی اور مزید تغیر صرف اتنا ہوا کہ
 جمع مذکر میں داو جمع اور واحد مؤنث میں یائے تانیث
 اجتماع ساکنین کے باعث گر گئی چنانچہ یہ لَئِزْمِيَّانِ و لَئِزْمِيَّانِ
 و لَئِزْمِيَّانِ ہو گئے لیکن داو جمع اور یائے تانیث کا گرنا مقبّل

بنا ہے ہمزہ وصل مضموم ہے۔

امر غائب متکلم معروف :- لَیْزُمُ لَیْزُمِیَا لَیْزُمُو اَلتَّزْمُ لَیْزُمِیَا لَیْزُمِیْنَ لَا دُھَمُ لَیْزُمُ

امر مجہول :- لَیْزُمُ لَیْزُمِیَا اَلْیَ بَطْرُ لَیْزُمُ لَیْزُمِیَا اَلْیَ اور اسی طرح نہی معروف جیسے

لَا یُزْمُ لَا یُزْمِیَا اَلْیَ اور نہی مجہول جیسے لَا یُزْمُ اَلْیَ ہے۔

نون ثقیلہ اور خفیفہ جب امر و نہی میں آتا ہے تو مخذوف حرف علت واپس آکر مفتوح ہو جاتا ہے

دوسرے صیغوں میں کوئی تغیر سوائے اس کے نہیں ہوتا جو صحیح میں ہوتا ہے۔

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ :- اَرْمِیَنَّ اَرْمِیَانِ اَرْمِیَنَّ اَلْیَ

امر غائب متکلم معروف بانون ثقیلہ :- لَیْزُمِیَنَّ لَیْزُمِیَانِ اَلْیَ

امر حاضر معروف بانون خفیفہ :- اَرْمِیَنَّ اَرْمِیَنَّ اَرْمِیَنَّ اَلْیَ

امر غائب متکلم معروف بانون خفیفہ :- لَیْزُمِیَنَّ لَیْزُمِیَنَّ لَیْزُمِیَنَّ اَلْیَ

امر مجہول بانون خفیفہ :- لَیْزُمِیَنَّ لَیْزُمِیَنَّ لَیْزُمِیَنَّ اَلْیَ

لَیْزُمِیَنَّ

نہی معروف بانون خفیفہ :- لَا یُزْمِیَنَّ لَا یُزْمِیَنَّ لَا یُزْمِیَنَّ لَا یُزْمِیَنَّ لَا یُزْمِیَنَّ

اَرْمِیَنَّ لَا یُزْمِیَنَّ

نہی مجہول بانون خفیفہ :- امر مجہول کی طرح ہے۔

اسم فاعل :- رَاہُ رَاہِیَا رَاہُیَا رَاہِیَا رَاہِیَا رَاہِیَا رَاہِیَا رَاہِیَا رَاہِیَا

ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی اور رَاہُیَا میں یار کی حرکت ماقبل کو ملی پھر یار واؤ سے بدکر

حذف ہو گئی، اس کے علاوہ کسی صیغے میں اعلال نہیں۔

اسم مفعول :- مَرَّیْتُ مَرَّیْتُ مَرَّیْتُ مَرَّیْتُ مَرَّیْتُ مَرَّیْتُ مَرَّیْتُ مَرَّیْتُ

یار میں مدغم ہوا اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا۔

پوچھیں، خود بتانے سے حتی الوسع احتراز فرمائیں۔ ۱۲ رت

۱۳ قولہ مَرَّیْتُ در اصل مَرَّیْتُ بروزن مفعول تھا،

چودھواں یعنی سید کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ ۱۲ رت

ۛ

ۛ

ۛ

۱۴ قولہ مفتوح الیہ بات صرف یَفْعَلُ تَفْعِلُ

اَفْعَلُ تَفْعِلُ میں ہے ورنہ جمع مذکر اور واحد مؤنث

حاضر میں حرف علت واپس نہیں آتا جیسے اَرْمِیَنَّ اَرْمِیَنَّ

۱۵ قولہ رَاہُیَا حضرات اساتذہ سے التماس ہے کہ مصنف نے جس تعلیل میں قاعدہ کا حوالہ نہیں دیا اسکا قاعدہ طلبہ سے

ناقص واوی از سَمِعَ کِسَمِعَ: اَرَضِیَ وَالرَّضَوَانُ "خوش ہونا اور پسند کرنا" رَضِیَ یَرْضِیَ رَضِیَ وَرَضُوا نَا فَهُوَ رَاضٍ وَرَضِیَ رَضِیَ وَرَضُوا نَا فَهُوَ مَرْضِیٌّ الْاَمْرُ مِنْ اَرْضٍ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَرْضَ الظَّرْفُ مِنْ مَرْضِیٍّ وَالْاَلَةُ مِنْ مَرْضِیٍّ وَرَضَاةٌ وَرَضَاءٌ وَتَشْنِیْتُهِمَا مَرْضِیَّانِ وَرَضِیَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَرَاِضٍ وَمَرَاِضِیٌّ اَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْ اَرْضِیٍّ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْ رَضِیٍّ وَ تَشْنِیْتُهِمَا اَرْضِیَّانِ وَرَضِیَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَرْضَوْنَ وَارَاِضٍ وَرَضِیٍّ وَرَضِیَّاتٌ۔

اس باب کے معروف صیغوں میں بھی دُعیٰ یُدْعٰی کی طرح اعلال ہوا ہے اور اس باب کے صیغوں میں تمام تعلیلات دَعَا یَدْعُو کے صیغوں کی طرح ہیں سوائے مَرْضِیٍّ مفعول کے جو دراصل مَرْضُوٌّ تھا کہ اس میں خلاف قیاس دِیُّ کا قاعدہ جاری ہو گیا ہے سمجھ کر گردان کر لینی چاہیے۔

ناقص یائی از سَمِعَ: اَلْخَشِیَةُ دُرْنَا۔ خَشِیَ یَخْشِیَ خَشِیَةٌ فَهُوَ خَائِفٌ اَلَمْ اس باب کے افعال میں تعلیل رَضِیَ یَرْضِیُّ کے مجہول کے طرز پر ہوئی ہے اور صرف صغیر کے دوسرے صیغوں میں رَضِیَ یَرْضِیُّ کی صرف صغیر کی طرح۔

لغیف مفروق اَرْضَرَبَ یَرْضَرِبُ: اَوْقَايَةُ حِفَاظَتِ کرنا، وَقِ یَقِیُّ وَقَايَةُ فَهُوَ وَاِیَّ وَوَقِ یُوقِیُّ وَقَايَةُ فَهُوَ مَوْقِیٌّ الْاَمْرُ مِنْ قِ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَقِ الظَّرْفُ مِنْ مَوْقِیٍّ وَالْاَلَةُ مِنْ مِیقَیٍّ مِیقَاةٌ مِیقَاءٌ وَتَشْنِیْتُهِمَا مَوْقِیَّانِ وَمِیقَیَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَوَاِیِّقٌ وَمَوَاِیِّقُ اَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْ اَوْقِیٍّ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْ وُقِیٍّ وَتَشْنِیْتُهِمَا اَوْقِیَّانِ وَوُقِیَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَوْقُونَ وَاَوَاِیِّ وَوُقِیَّاتٌ۔

اس باب کے فار کلمہ میں مثال کے قواعد اور لام کلمہ میں ناقص کے قواعد جاری ہوئے ہیں۔

ماضی معروف: وَقِ وَقِیَّا وَقُوا اَخْرَجَ رَضِیَ رَمِیَا رَمَوْا اَلَمْ کی طرح ہے۔

مجہول: وَقِ اَخْرَجَ رَضِیَ اَلَمْ کی طرح ہے۔

اثبات مضارع معروف: یَقِیُّ یَقِیَّانِ یَقُونَ تَقِیُّ تَقِیَّانِ یَقِیْنَ تَقُونَ

خاش کی مثل رامِ غَشِیٍّ کی مثل مَرْمُوشٌ غَشِیٌّ اسم ظرف کی مثل مَرْمُوشٌ غَشِیٌّ اسم آلہ کی مثل مَرْمُوشٌ اور اخشی اسم تفضیل کی مثل اَرْضِیُّ تعلیل کر لینی چاہیے۔
۱۲ حاشیہ

۱۵ قولہ خلاف قیاس در نہ قیاس کا تقاضا تھا کہ مَرْضُوٌّ ہوتا جیسے کہ مَدَّ عُوٌّ ہے کیونکہ دِیُّ کا قاعدہ فُعُولٌ کے وزن میں جاری ہوتا ہے نہ کہ مَفْعُولٌ میں۔ ۱۲ ر فیع

۱۷ قولہ دوسرے صیغوں میں اَلَمْ یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ اور اسم تفضیل میں بھی اَلَمْ

امر غائب تکلم معروف بانون ثقیلہ :- لَیَقِیَنَّ لَیَقِیَانَ لَیَقَنَّ :-
 امر مجہول :- لَیُوقِیَنَّ امر حاضر معروف بانون خفیفہ :- قِیَنَّ قَنَّ قَنَّ :-
 امر مجہول بانون خفیفہ :- لَیُوقِیَنَّ نہی معروف :- لَا یَقِیَنَّ لَا یَقِیَانَ لَا یُوقِیَنَّ :-
 نہی معروف بانون ثقیلہ :- لَا یَقِیَنَّ لَا یَقِیَانَ لَا یُوقِیَنَّ :- لَا یُوقِیَنَّ لَا یُوقِیَانَ
 لَا یُوقُونَ نہی معروف بانون خفیفہ :- لَا یَقِیَنَّ لَا یَقِیَانَ
 مجہول :- لَا یُوقِیَنَّ لَا یُوقُونَ لَا تُوقِیَنَّ لَا تُوقُونَ لَا تُوقِیَنَّ لَا تُوقُونَ :-
 اسم فاعل :- وَاقٍ وَاقِیَانٍ وَاقُونَ آخر تک راہ الہ کی طرح ہے - اسم مفعول :- مَوْقٍ آخر
 تک مَوْمِیٍّ کی طرح ہے -

لغیف مفروق از حِسَبَ یَحْسِبُ :- اُولَایَہُ مالک ہونا - وَلِیَّیْ وَلَایَہُ فہو وَاِل
 وُلِیَّ یُوْلِیْ وَلَایَہُ فہو مَوْلِیُّ الامر منہ ل والنہی عنہ لَا تِلْ الظرف منہ مَوْلِیُّ وَالْاِلَہ
 منہ مِیْلٌ مِیْلَۃٌ مِیْلًا وَتَشِیْتُهُمَا مَوْکِیَانِ وَمِیْلِکِیَانِ والجمع منہما مَوَالٍ وَمَوَالِیُّ افعل
 التفضیل منہ اُولِی والمؤنث منہ وُلِی وتَشِیْتُهُمَا اُولِیَانِ وَوُلِیَّیَانِ والجمع منہما
 اَوَالٍ وَاَوَلُونَ وَوُلِیَّیَاتٌ -

اس باب کے صیغوں کی تعلیل مذکورہ بالا قواعد کے مطابق دتی یقینی کی طرح کرنی چاہیے - اور
 صرف کبیر کے تمام صیغے پڑھ لینے چاہئیں -

لغیف مقرون از ضَرَبَ :- اَلطَّیْتُ لَیْسِنَا - طَوِی یَطْوِی طَیًّا فہو طَاوٍ آخر تک رعی
 یَرَعِی الہ کی طرح ہے -

ناقص واوی از باب افتعال :- اَلْاِحْتَبَاءُ زانو کھڑے کر کے حَبَوَۃً باندھ کر بیٹھنا اِحْتَبِی
 یَحْتَبِی اِحْتَبَاءً فہو مُحْتَبٍ الامر منہ اِحْتَبٍ والنہی عنہ لَا تَحْتَبِ الظرف منہ مُحْتَبِی؁
 ناقص یائی ایضاً اَلْاِحْتَبَاءُ فُضْنَا اِحْتَبِی یَحْتَبِی اِحْتَبَاءً فہو مُحْتَبٍ وَاِحْتَبِی یُحْتَبِی
 اِحْتَبَاءً فہو مُحْتَبِی الامر منہ اِحْتَبٍ والنہی عنہ لَا تَحْتَبِ الظرف منہ مُحْتَبِی

۳۵ قولہ ایضاً یعنی یہ بھی باب افعال سے ہے - ۱۲ ارت

۳۶ بحار المہملۃ ۱۲ ارت

۳۷ قولہ الاجتباء بالجم ۱۲ ارت

۱۵ قولہ الولایۃ قال سیبویہ اَنُو لَایَۃً بالفتح المصدر

وبالکسر الاسم ۱۲ مختار لصحاح ۱۵ قولہ حَبَوَۃً بالفتح وضم ما

یَحْتَبِی بہ ای شتمل بہن ثوب او غماۃ جمع حَبِی ورجی ۱۲ الجہد

لَقِيفَ مَقْرُونٍ اَيْضًا :- اِلَّا لَتَوَّاءُ لَيْسَ هُوَ هُونًا -

ناقص و اوی ایضاً از افعال :- اَلَا نُنِجَاکُمْ مَحْجُوًّا هُوَ جَانًا - یَا نَفِیْ اِیْضًا نِیْعَاءُ مُنَاسِبٌ هُوَ نَا -

لَفِيفٌ مَّقْرُونٌ اَيْضًا :- اَلَا نَزُودُ - گوشه نشین ہونا - ناقص واوی از استفعال :- اَلَا سِتْعَلَا

بند ہونا۔ ناقص یا فی :- اِلَسْتِغْنَاءُ بے پرواہی ہونا۔ واوی از افعال :- اِلْعِلَاقُ بند کرنا۔

أَعْلَى يُعْلَى أَعْلَاءَ فَهُوَ مُعَلٍّ وَأَعْلَى يُعْلَى أَعْلَاءَ فَهُوَ مُعَلٍّ أَعْلَى وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تُعْلَى

الظرف منه مَعْلًى - يَانِي اَيْضًى :- اِلِغْنَاءُ بے پروا کر دینا اَعْنًى اُغْنًى اِغْنَاءُ اِلِغْنَاءُ اِلِغْنَاءُ

الْفَيْفُ مَفْرُوقٌ :- الْإِيْلَاءُ قَرِيبٌ كَمَا أَدْلَى يُؤَلَّى إِيْلَاءٌ فَهُوَ مُؤَلٍّ - مَقْرُونٌ بِالْإِذْلَاءِ

سیراب کرنا، اُڑوی، یُرووی۔ ایضاً: اَلْأَحْيَاءُ زنده کرنا، أَحْيَى يُحْيِي الخ

ناقص واوی از تفعیل :- اَلتَّسْمِيَةُ نام رکھا - سَتَى یُسَیِّئُ تَسْمِيَةً فَهُوَ مُسَيِّرٌ

وَمِثْلِي يُسَمَّى تَسْمِيَةً فَهُوَ مُسَمًّى الْأَمْرُ مِنْهُ سَمٌّ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَسْمَ الظَّرْفُ مِنْهُ مُسَمًّى

اس باب سے ناقص، لفیف اور مہموز لام کا مصدر تفعیلۃ کے وزن پر آتا ہے۔

لَا نَقْصَ مَا فِيهِ مِنْهُ أَيْضًا :- التَّلَقُّفَةُ ، ذُلُّهَا ، كَمَلُهَا ، يَكُونُ تَلَقُّفَةً فَهِيَ مُكَلِّفَةٌ - لَئِيفٌ

مَقْرُونٌ :- اَلْتَّقْوَةُ قُوَى لِقَوَى تَقْوَةٍ فَهُوَ مَقْوَالٌ - مَقْرُونٌ وَكَرَّ - اَلْجَنَّةُ

سلام کرنا، کھڑے ہو کر تہنیت پڑھنا،

سید الشہداء علی بن ابی طالب علیہ السلام

[illegible]

جواب :- دیکھو شیف بی ہے اور سبھا عجب بی،
 کہ کہ گہر سے خانہ قمعہ کہہ سہ نقا بندہ کہ گہر

۵۳ قولہ التَّحِيَّةُ اصل میں التَّحِيَّةُ تھا۔ ایک جنس

۱۵ قولہ الالبتواء حضرات اساتذہ سے التماس ہے کہ آنے

کے دو حرف متحرک ایک کلمہ میں جمع ہو گئے پہلے کی حرکت نقل

والمے تمام ابواب مصادر کی کم از کم صرف صغیر طلباء سے ضرور

۵۴۔ قہار، تغلبا، زہید، سید، قریب، عزیز، رحیم، کا قہار و عزیز

نکلو ایں۔ حتی الامکان خود بتائے سے احتراز فرمائیں۔ ۱۲

جاری نہیں ہوتا۔ ۱۲ ارف

۵۲ قولہ تَفْعَالَةٌ اور کسی ضرورت شعری کی وجہ سے تَفْعَالٌ

ۛھ قولہ نقل نہیں کی گئی۔ کیونکہ وہ صرف لغیف ہے معنا

کے وزن پر بھی آجاتا ہے جیسے ۵

نہیں ۱۲ منہ

هِيَ تُنْزِي دُلُوهَا تُنْزِيهَا: كَمَا تُنْزِي شَهْدًا صَبِيحًا

عنه قوله أيضاً - بكه في النسخ الموجودة وهو عندي زائد محل

کہ اس میں تنزیہ کا تفصیل کا مصدر ہے جو تنزیہ ہونا چاہیے

في المقصود، ولعله من زلات القساخ ١٢ ر ف

ناقص واوی از مُفَاعَلَتَہٗ :- مُغَالَاةٌ، مہر زیادہ کرنا۔ غَالَا یُغَالِی مُغَالَاةً الہ۔ یائی :- مُمَامَاةٌ
 باہم تیر اندازی کرنا، راحی یُرَاحی مُمَامَاةً الہ لفیف مفروق :- مُمَوَارَاةٌ، چھپانا، وَاوِی یُوَارِی الہ
 مقرون :- مُمَدَاوَاةٌ، دوا کرنا، دَاوِی یُدَاوِی الہ ناقص واوی از تَفَعُّلٍ :- اَلتَّعَلَّى، برتری
 ظاہر کرنا، تَعَلَّى یَتَعَلَّى تَعَلُّیًا فَهُوَ مُتَعَلِّ الہ مصدر میں واؤ سولہویں قاعدہ سے بعد کسرہ ہو کر یار
 سے بدلا، پھر ساکن ہو کر حالت رفع و جر میں اجتماع ساکنین کے باعث حذف ہو گیا۔ ناقص یائی
 اَلتَّهَمَّی، آرزو کرنا۔ تَمَتَّی یَتَمَتَّی تَمَتُّیًا الہ لفیف مفروق اَلتَّوَلَّی، دوستی کرنا، مقرون :-
 اَلتَّقَوَّی، قوی ہونا، ناقص واوی از تَفَاعُلٍ :- اَلتَّعَالٰی برتر ہونا، تَعَالٰی یَتَعَالٰی تَعَالٰیًا فَهُوَ
 مُتَعَالٍ الہ یائی :- اَلتَّشَارِی، شک ظاہر کرنا۔ لفیف مفروق :- اَلتَّوَالٰی، پے درپے کام کرنا
 تَوَالٰی یَتَوَالٰی تَوَالٰیًا الہ مقرون :- اَلتَّسَادٰی، برابر ہونا۔

قسم پنجم در مرکبات مہموز معتل

مہموز فا واجوف واوی از نَصَرَ :- اَلْأَوَّلُ، رجوع کرنا، اَلْیَوْدُولُ اَوَّلًا الہ قَالَ یَقُولُ قَوْلًا
 کی طرح ہے، ہمزہ میں مہموز کے قواعد جاری کر لینے چاہئیں اور واؤ میں معتل کے، مگر جہاں مہموز معتل
 کے قاعدے باہم متعارض ہوں وہاں ترجیح معتل کے قاعدہ کو ہوتی ہے۔ جیسے :- یَوْدُولُ میں
 کہ در اصل یَوْدُولُ تھا، رَاسُ کا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا مقتضی تھا، اور معتل کا قاعدہ
 حرکت واو ماقبل کو منتقل کر نیکا مقتضی تھا ترجیح اسی کو دی گئی، اسی طرح اَوْدُولُ میں جو کہ اَوْدُولُ تھا
 اَمِّن کا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا مقتضی تھا اس پر معتل کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی جو کہ نقل حرکت
 کا مقتضی ہے۔ ”اَوْدُولُ“ ہوا بعد ازاں ہمزہ دوم کو اَوَادِم کے قاعدہ سے واو بنایا تو اَوْدُولُ ہو گیا۔
 مہموز فا واجوف یائی از ضَرَبَ :- اَلْأَیْدُ، قوی ہونا، اَدَّیْبُ اَیْدًا اَفْهَوَا اَیْدًا الہ باع یتَبَّعُ الہ
 کی طرح ہے۔ اس باب میں بھی ضابطہ مذکورہ کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ چنانچہ یَیْبُ میں رَاسُ کے قاعدہ پر
 یَبَّع کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے، اور اسی طرح اَیْبُ صیغہ واحد تکلم میں ہوا مگر بالآخر ہمزہ دوم بقاعدہ
 اَلْیَمَّةِ یار سے بدل گیا۔

مہموز فا و ناقص واوی از نَصَرَ :- اَلْأَلْوُ، کوتاہی کرنا، اَلْأَلْوُ ہمزہ میں مہموز کا قاعدہ اور واؤ

میں ناقص کا قاعدہ جاری کر لینا چاہیے۔

مہموز فاوناقص یائی از ضرب۔۔ آلاسیان، آنا، آتی یائی، رخی یئی کی طرح ہے از فتح یفتح، آلاسیاء، اسکار کرنا، آبی یابی۔

مہموزفا ولصیف مقرون از ضرب :- اَلَا تَرٰی جَاۤءَ پناہ حاصل کرنا۔ اَدٰی یَاۤءِیٰ مِثْلِ طَوٰی یَطْوٰی
مہموزعین و مثال از ضرب :- اَنۡتَوٰدُ زَندہ درگور کرنا، وَاَدَّیْتُدُ مِثْلِ وَعَدَّ یَعُدُّ۔

مہموزعین و ناقص یا بی ارفع: اللہ رؤیہ دیکھنا اور جاننا، راہی یزی رؤیہ فہو رائ و رؤی
یزی رؤیہ فہو مرقی الامر منہ س والنہی عنہ لا تر الضلوف منہ مرقی والالہ منہ

مِرْأَى مِرْأَةً مِرْأَةً وَتَشْنِيْتُهُمَا مِرْءَايَانِ وَمِرْأَايَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مِرْأَاءُ وَمِرْأَايُ أَفْعَلُ
التَّفْضِيلُ مِنْهُ أَرْءَى وَالْمَوْثُ مِنْهُ رُؤْيُ وَتَشْنِيْتُهُمَا أَرْءَايَانِ وَرُؤْيَايَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا أَرَاءُ
وَأَرَأَوْنَ وَرُءَى وَرُؤْيَايَاتُ -

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ یَسْتَعْلَمُ کا قاعدہ اس باب کے افعال میں وجوبی ہے اسما میں نہیں یہ بات ملحوظ رکھ کر لام میں قواعد ناقص کی رعایت کرتے ہوئے تمام صیغے پڑھ لینے چاہئیں، تعلیماً ہم صرف کبہ بھی لکھ دیتے ہیں کیونکہ اس باب کے صیغے مشکل ہیں۔

اثبات فعل ماضی معروف :- رَأَى، رَآهُ، رَأَتْ، رَأَتَا رَأَيْنُ آخر تک رہا کی طرح ہے سوائے اس کے کہ ہمزہ میں بین بن ہو سکتا ہے۔ مجہول :- لَرِئْتُ لُرِيْنَا رَأُوا لِرُمَيْتْ آخر تک لُحِيَ اللّٰهِ کی طرح ہے۔ اثبات فعل مضارع معروف :- يَرْى يَرِيَانِ يَزُون تَرِي تَرِيَانِ يَرِينَ تَرِينِ تَوْنٍ آدِي نَكِي يَرِي در اصل يَرَأْيُ تھا ہمزہ کی حرکت بقاعدۃً كُسْلٌ ما قبل کو منتقل ہوئی اور ہمزہ حذف ہو کر یَرِي ہوا، یا ساتویں قاعدہ سے الف بن گئی یہی تعلیل تمام صیغوں میں ہے سوائے تشنیع کے کہ اسمیں صرف قاعدۃً كُسْلٌ پر اکتفا کیا گیا، مانع کے باعث یا الف سے نہیں بدلی اور الف يَزُونَ و تَرُونَ صيغه جمع مذکر میں واؤ کے ساتھ التقائے ساکنین کے باعث اور تَوْنٍ واحد مؤنث حاضر میں یا کے ساتھ التقائے ساکنین کے باعث الف حذف ہو گیا ہے ۔

توہین دراصل توہینِ تھا تم خود غور کر کے مفصل تعلیل بیان کر سکتے ہو اجمالاً منصف بھی بیان کی ہے ۱۲ ر ۵۷ یعنی جی بی قریب بعید دونوں جائز ہیں کیونکہ ہر خود بھی منسوح ہے اور مابل بھی منسوح ہیں میں قریب بعید کی تشریح کیجئے ہرگز کے قواعد میں ہو چکی ہے ۱۲ ر

۱۵ قولہ مشکل ہیں کیونکہ ان میں مختلف قواعد جاری ہوتے ہیں ۱۲ حرف
۱۶ قولہ یَرْوُونَ وَتَرْوُونَ یعنی جو تحلیل ہوئی میں ہوتی تھی بعینہ وہی الہ
صیغوں میں ہونیکے بعد مزید تفعیل ہوئی جو مصنف خود بیان فرماتے ہیں ۱۸
۱۷ قولہ وَتَرْوُونَ یہ دونوں صیغہ دراصل تَرْوُونَ وَتَرْوُونَ کے اور

شئی اور اس کے مابعد کے صیغوں میں کسرہ فار جیسے کہ کسرہ عین کی وجہ سے ممکن ہے ایسے ہی یائی ہونے کی وجہ سے بھی فتح کے باوجود ممکن ہے جیسے کہ بعن میں اسی لئے صاحب صراح نے اسے فتح سے شمار کیا ہے اور بعض لغویین نے سمجھ سے۔

فائدہ :- جتنے امر حاضر اور مضارع کے صیغے مُنْجِز مَہْ لَکَ یَجِیْ وغیرہ میں ہمزہ یار بن سکتا ہے اور شَاؤَ لَکَ یَشَاؤُ وغیرہ میں الف، لیکن یہ حرف علت باقی رہے گا حذف نہ ہوگا۔ کیونکہ بدلا ہوا ہے اصلی نہیں۔
فائدہ :- مَجِیئُ اور مَجِیئُہ میں ہمزہ کو یار سے بدل کر ادغام نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اصلی ہے اور وہ قاعدہ مدہ زائدہ کے لئے ہے۔ اور مَجِیئُ جمع ظرف اور اس کی امثال میں یار اصلیت کے باعث بقاعدہ ۱۸ ہمزہ سے تبدیل نہیں ہوئی۔

فصل سوم در مضاعف جو دو قسموں پر مشتمل ہے

قسم اول در قواعد و صرف مضاعف :- قاعدہ ۱ - دو متجانس یا متقارب حرفوں میں سے پہلا ساکن ہو تو دوسرے میں ادغام کر دیتے ہیں خواہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں جیسے مَلَّ و شَدَّ و عَبَدَ تَعَدَّ خواہ دو کلموں میں جیسے اَذْهَبَ بَنَّا "وَعَصَوْا وَكَانُوا" لیکن پہلا اگر مدہ ہو تو ادغام نہ کریں گے جیسے فِی یَوْجِبَ ب۔ اگر ایک کلمہ میں دونوں متحرک ہوں اور ما قبل اول بھی متحرک تو اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرتے ہیں، جیسے مَدَّ و قَسَّ، مگر شرط یہ ہے کہ اسم متحرک العین نہ ہو جیسے شَرَّ و سُرَّ۔

۱۔ قولہ کسرہ فالز ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر اسے فتح سے قرار دیں تو شئی اور اسکے مابعد کے صیغوں میں فار کو کسرہ دینا کیسے درست ہوگا؟ تحریر جواب یہ ہے کہ فار کا کسرہ ہر صورت میں ٹھیک ہے خواہ عین مکسور ہو یا مفتوح، کیونکہ مادہ مذکورہ اگر سمجھ سے قرار دیا جائے تو اس صورت میں فار کا کسرہ عین کے کسرہ پر دلالت کریگا، اور اگر فتح سے قرار دیں تو کسرہ فایا ئے محذوف پر دلالت کریگا جیسے بعن میں او اصل بعن بروزن ضوئی تھا حذف یار کے بعد فار کلمہ کو کسرہ دیا تاکہ یائے محذوف پر دلالت کرے۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح باب سمجھ سے ہونی کا احتمال ہے اسی طرح باب فتح سے ہونی کا احتمال بھی صحیح ہے ۱۲ رت ۱۵ قولہ اصلی نہیں یعنی یہ دونوں فعل مہموز الام ہیں ناقص نہیں اور جزم سے لام کلمہ ناقص کا گرتا ہے مہموز کا نہیں گرتا ۱۲ رت ۱۵ قولہ نہیں کیا جاسکتا الی یعنی حَطِیئُہ کا قاعدہ ۱۸ میں نہیں چل سکتا ۱۲ رت ۱۵ قولہ اصلی ہے الی یعنی یار اصلی ہے اور حَطِیئُہ کا قاعدہ مدہ زائدہ کے لئے ہے ۱۲ رت ۱۵ قولہ تجائی سوال مقدر کا جواب ہے کہ تجائی میں یار الف مفاعل کے بعد واقع ہے اسے اٹھا دیں قاعدہ (تجائی کے قاعدہ) سے ہمزہ سے کیوں نہیں بدلا ۱۲ رت ۱۵ قولہ اصلیت جواب کا حاصل یہ ہے کہ تجائی کا قاعدہ واو دیا ئے زائدہ کے ساتھ مشروط ہے اور تجائی میں یار اصلی ہے زائد نہیں ۱۲ قولہ عِبَدَ تَعَدَّ یہ دو متقارب حرفوں کی مثال ہے اور پہلی دونوں مثالیں متجانسین کی تھیں اور عبد تع کی مثال سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ضمیر متصل جو کلمہ کے حکم میں ہے لہذا عِبَدَ تَعَدَّ ایک ہی کلمہ کے حکم میں ہے۔ یہاں ایک بات یہ یاد رکھو کہ دو متقارب حرفوں کو پہلے ہم جنس بناتے ہیں پھر ادغام کرتے ہیں جیسے عِبَدَ تَعَدَّ میں دال کو تار سے بدلا پھر تار کا (باقی بر ص ۹۹)۔

دال و تار قریباً لخرج ہیں۔ مجھول :- مُدَّ مُدًّا مُدًّا مُدَّتْ مُدَّتَا مُدُّنْ مُدِدَتْ مُدِدْتَا
مُدِدْتُمْ مُدِدْتُمْ مُدِدْتُمْ مُدِدْتُمْ مُدِدْتُمْ مُدِدْتُمْ مُدِدْتُمْ مُدِدْتُمْ مُدِدْتُمْ مُدِدْتُمْ
و لھکذا الجھول، نفی بن :- کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا
کرتا ہے اور مضارع کا ادغام بدستور ہے۔ اور اسی طرح مجھول ہے نفی جہلم معروف :- کُنْ یَمُکًا
کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا
کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا
کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا کُنْ یَمُکًا

کُنْ یَمُکًا اور اس کی نظائر میں قاعدہ کا جاری کیا گیا ہے۔ و قس علیہ المجھول۔

لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل :- کِیَمَدَنَّ کِیَمَدَنَّ کِیَمَدَنَّ کِیَمَدَنَّ کِیَمَدَنَّ کِیَمَدَنَّ
مضارع کا ادغام علی حالہ باقی ہے۔ یہی حال مجھول کا ہے۔ نون خفیفہ معروف :- کِیَمَدَنَّ کِیَمَدَنَّ کِیَمَدَنَّ
و لھکذا الجھول۔ امر حاضر معروف :- مُدَّ مُدًّا مُدًّا مُدَّدْ مُدَّدْ مُدَّدْ مُدَّدْ مُدَّدْ مُدَّدْ
اُمُدُّنْ، تشنیع جمع مذکر و واحد مونث حاضر میں فکٹ ادغام جائز نہیں کیونکہ جزم اور وقف کا عمل
دال دوم نہیں اسی لئے قصیدہ بردہ کے شعر

ع فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِن قُلْتَ أَكْفَأَ هَمَّتَا، میں اُکْفَا کو غلط قرار دیا

۱۰ قولہ اور مضارع کا لڑ پچھلے جملہ سے وہم ہوتا تھا کہ کُنْ کی گردان صحیح کی طرح ہے اس وہم کو دور کرتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مضارع
میں جو ادغام ہوئے تھے وہ اس گردان میں بھی موجود ہیں ہاں کُنْ کی وجہ سے اس گردان میں کوئی نیا ادغام نہیں ہوا کُنْ نے صرف وہی
عمل کیا جو صحیح میں کرتا ہے ۱۱ ارف ۱۲ قولہ دال دوم نہیں بلکہ جزم اور وقف کا عمل نون اعرابی تھا جو کہ وقف کی وجہ سے گر گیا۔ ۱۲ اسنہ
۱۳ قولہ قصیدہ بردہ یہ عربی کا مشہور قصیدہ ہے جو شیخ محمد بوصیریؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت میں کہا ہے۔ شیخ موصوف
بڑے عالم اور صاحب مقامات بزرگ تھے، یہ برص کے مریض ہوئے حصول صحت کی نیت سے یہ قصیدہ نہایت اخلاص کے ساتھ
نظم کیا رات کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور یہ قصیدہ آپؐ کی خدمت میں پیش کیا، آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بہت محظوظ ہوئے اور دست مبارک شیخ موصوف کے بدن پر پھیرا اور اپنی چادر ان کو عنایت فرمائی، جب
بیدار ہوئے تو برص کی بیماری زائل ہو چکی تھی حتیٰ کہ اس کا کوئی اثر نظر نہ آتا تھا، نیز جو چادر حالت خواب میں عطا
ہوئی تھی بیداری کے بعد بھی وہ بعینہ اپنے ہاتھ میں موجود پائی۔ عربی میں چادر کو بردہ کہتے ہیں اس لئے یہ قصیدہ قصیدہ بردہ
کے نام سے مشہور ہے ۱۲ حاشیہ ۱۳ قولہ لَعَيْنَيْكَ اللہ دوسرا مبرعہ یہ ہے وَمَا لَعَيْنَيْكَ إِن قُلْتَ اسْتَفْقَیْ یَھم۔ یعنی
تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اگر تو ان سے کہتا ہے کہ ٹک جاؤ تو وہ یہ پڑتی ہیں اور تیرے دل کو کیا ہو گیا کہ اگر تو اسے کہتا ہے
کہ ہوش میں آجا تو وہ محبوب کے خیال میں کھو جاتا ہے ۱۲ ارف ۱۳ قولہ هَمَّتَا، هَمَّآ یَهْمُ هَمَّآ (بمعنی بہنا) سے صیغہ تشنیع مونث
غائب بحث ماضی معروف ہے۔ اور مصرعہ ثانیہ میں یَھم آؤھم کا مضارع ہے ۱۲ ارف اللہم اغفر لکاتبہ و لیس معی فیہ

کیا ہے امر بالام معروف ومجهول :- کہ کی طرح ہیں۔ امر حاضر معروف بانون ثقیلہ :- مُدَّانٌ مُدَّانٌ اِنَّ مُدَّانٌ مُدَّانٌ اَمْدُ دُ تَانٌ۔ مُدَّانٌ میں بھی چونکہ وقف باقی نہیں رہا اس لئے ایک حالت یعنی فتح وال کے علاوہ تک ادغام اور کسرہ وضمہ جائز نہیں۔ امر حاضر معروف بانون خفیفہ :- مُدَّانٌ مُدَّانٌ مُدَّانٌ۔ امر بالام :- کو بھی اسی پر قیاس کرو۔ نہی معروف :- لَا یَمْدُ لَا یَمْدُ لَا یَمْدُ لَا یَمْدُ لَا یَمْدُ وَلَا یَمْدُ وَالنَّوْنُ ثَقِیلٌ وَخَفِیفٌ :- جیسے کہ امر میں جان چکے ہو نہی میں بھی لگا دو۔ اسم فاعل :- مَا ذُو مَا ذَاکَ مَا ذُوْنَ مَا ذَاکَ مَا ذَا تَانِ مَا ذَاتُ اس کے ادغام کا طریقہ بتایا جا چکا ہے۔ اسم مفعول :- مَمْدُودٌ آخر تک صحیح کی طرح ہے۔

مضاعف از ضرب :- اَلْفِرَارُ بھاننا، فَرَّ یَفِرُّ فِرَارًا اَفْهَو فَارًّا الامر منه فَرَّ فِرَارًا فِرَارًا وَالنَّی عَنْهُ لَا کِفَرَّ لَا تَفِرُّ لَا تَفِرُّ الظَّف مِنْهُ مَفِرُّ الْاَمْ مَضَاعِفُ اَزْ سَمِعَ اَلْمَسَّ جَهَوْنَا، مَسَّ یَمْسُ مَسًّا فَهُوَ مَاسٌ وَمَسَّ یَمْسُ مَسًّا فَهُوَ مَسُّوْسٌ الامر منه مَسَّ مَسَّ اَمْسَسَ وَالنَّی عَنْهُ لَا تَمْسُ لَا تَمْسُ الظَّف مِنْهُ مَمْسُ الْاَمْ مَضَاعِفُ اَزْ سَمِعَ اَلْمَسَّ جَهَوْنَا، مَسَّ یَمْسُ مَسًّا فَهُوَ مَسُّوْسٌ الامر منه مَسَّ مَسَّ اَمْسَسَ وَالنَّی عَنْهُ لَا تَمْسُ لَا تَمْسُ الظَّف مِنْهُ مَمْسُ الْاَمْ مَضَاعِفُ اَزْ سَمِعَ اَلْمَسَّ جَهَوْنَا، مَسَّ یَمْسُ مَسًّا فَهُوَ مَسُّوْسٌ اپنے جانے ہوئے قواعد کے مطابق مَدَّ اور فَرَّ کے انداز پر کہ جن کی گردان تم کر چکے ہو اب باب کے صیغہ بھی پڑھ لینے چاہئیں۔

مضاعف از افتعال :- اِلْاَضْطِرُّ اُرْ جبراً کسی طرف کھینچنا۔ اِضْطَرَّ یَضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فَهُوَ مُضْطَرٌّ وَاِضْطَرَّ یُضْطَرُّ اِضْطِرَارًا اَفْهَو مُضْطَرٌّ الامر منه اِضْطَرَّ اِضْطَرَّ اِضْطَرَّ وَالنَّی عَنْهُ لَا تَضْطَرُّ لَا تَضْطَرُّ الظَّرْفُ مِنْهُ مُضْطَرٌّ۔ اس باب میں فاعل مفعول اور ظرف ہم شکل ہو گئے لیکن اصل میں فاعل مکسور العین ہے اور مفعول و ظرف مفتوح العین، از انفعال :- اِلَّا نَسَدًا اُدْبَدْ ہونا۔ اِنْسَدَّ یَنْسُدُّ الْاَمْ اَزْ اِسْتِفْعَال :- اِلَّا سَتَقَرَّ اُرْ قَرار لینا۔ اِسْتَقَرَّ یَسْتَقِرُّ اِسْتِقْرَارًا اَفْهَو مُسْتَقَرٌّ وَاِسْتَقَرَّ یُسْتَقَرُّ اِسْتِقْرَارًا اَفْهَو مُسْتَقَرٌّ الامر منه اِسْتَقَرَّ اِسْتَقَرَّ اِسْتَقَرَّ وَالنَّی عَنْهُ لَا تَسْتَقِرُّ لَا تَسْتَقِرُّ الظَّرْفُ مِنْهُ

۱۵ قولہ امر بالام یعنی بانون ثقیلہ وخفیفہ کو بھی اسی پر قیاس کرو کہ انہیں بحر فتح وال کے کوئی اور صورت جائز نہیں ۱۲ محمد رفیع عثمانی ۱۵ قولہ بتایا جا چکا ہے یعنی قاعدہ "د" میں ۱۲ رت ۱۵ قولہ صحیح کی طرح دو وال کے درمیان واو فاصل ہو گیا ہے اسلئے ادغام نہیں ہو سکتا ۱۲ رت ۱۵ قولہ مَفِرُّ بکسر الفار۔ اس میں فاء کا فتح جائز نہیں مفصل بحث شروع کتاب میں کر چکی ہے ۱۳ ۱۵ قولہ یَسُّ کما فی قولہ لَا یَسُّدُّ اِلَّا اَلْمَطْهُوون ۱۲ محمد رفیع عثمانی ۱۵ قولہ اِلَّا ضْطَرَّ اُرْ اَلَمْ تَرَ اِفْتَعَالَ مَارَے بدل گئی ہے جیسا کہ ابتدائے کتاب میں قواعد اِفْتَعَالَ پڑھ چکے ہو ۱۲ رت

مُسْتَقَرٌّ۔ ازافعال :- اَلَا مُدَّادٌ مُدَّ كَرْنَا۔ اَمَدٌ يُمِدُّ اَمَدًا اَفْهُو مُمِدٌّ وَاُمِدَّ يُمِدُّ اَمَلًا
فَهُوَ مُمِدٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اَمِدٌّ اَمِدَّ وَالنَّبِيُّ عَنْهُ لَا تُمِدُّ لَا تُمِدُّ لَا تُمِدُّ اَلْظَرْفُ
مِنْهُ مُمِدٌّ مُضَاعَفٌ تَفْعِيلٌ وَتَفْعُلٌ :- بَعِيْنٌ صَحِيْحٌ كِي طَرَحٌ هِيَ جَيِّسٌ جَدَّ يَجِدُّ تَجِدُّ
اَوْ تَجِدُّ يَتَجَدَّدُ تَجَدَّدًا۔ مفاعلة :- اَلْمُحَاجَّةُ اِيكٌ دُوسَرُے كُو دِلِیلِ پِش كَرْنَا حَاجَّ
يُحَاجُّ مُحَاجَّةً فَهُوَ مُحَاجٌّ وَخَوَجَّ يُحَاجُّ مُحَاجَّةً فَهُوَ مُحَاجٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ حَاجَّ حَاجَّ
حَاجَّ وَالنَّبِيُّ عَنْهُ لَا تُحَاجُّ لَا تُحَاجُّ لَا تُحَاجُّ اَلْظَرْفُ مِنْهُ مُحَاجٌّ۔

اس پورے باب میں ادغام د کے قاعدہ سے ہوا ہے۔

تفاعل :- اَلتَّضَادُّ اِيكٌ دُوسَرُے كِي ضِدُّ ہونا، تَضَادُّ يَتَضَادُّ اَخْرَجَ مفاعلة کی طرح ہے۔

قسم ثانی مرکبات مضاعف و مہموز و معتل

مہموز یا مضاعف :- اَلَا قَامَتْ اِمَامٌ ہونا۔ اَمَّ يَوْمٌ اِمَامَةً فَهُوَ اَمٌّ وَاَمَّ يَأْمُرُ اِمَامَةً
فَهُوَ اَمٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اَمَّ اَمَّ اَوْ مُمْ وَالنَّبِيُّ عَنْهُ لَا تَمُّ لَا تَمُّ لَا تَمُّ اَلْظَرْفُ
مِنْهُ مَامٌ اَمَّ اَمَّ ہمزہ میں مہموز کے قواعد اور متجانسین میں مضاعف کے قواعد پر عمل کریں گے لیکن
بوقت تعارض مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح ہوگی۔ چنانچہ یَوْمٌ میں رَأْسُ کے قاعدہ پر نہیں بلکہ یُمِدُّ
کے قاعدہ پر عمل ہوگا۔ اور اَوْ مُمْ میں اَمَّنْ کے قاعدہ پر یُمِدُّ کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے لیکن
ادغام کے بعد ہمزتین متحرکتین کے قاعدہ سے ہمزہ دوم واؤ سے بدل گیا۔

۱۔ قولہ صحیح کی طرح ہے کیونکہ تفعیل اور تفعُل کی عین تو بہر حال مشدود ہوتی ہے۔ اگر لام میں بھی ادغام ہو جائے تو نلفظ انتہائی ثقیل
ہو جائیگا ۱۲ حاشیہ ۵۵ قولہ اس پورے باب ۱۲ یہ مطلب نہیں کہ اس باب کے ہر صیغہ میں ادغام ہوا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس باب کے
جس جن صیغہ میں ادغام ہے وہ قاعدہ دسے ہوا ہے ۱۲ محمدر فیض عثمانی ۵۳ خالف ۱۲ منہ ۵۵ قولہ مرکبات یعنی اسمیں ایسے مصادر
آئیں گے جو بیک وقت مضاعف بھی ہونگے اور مہموز بھی، یا بیک وقت مضاعف بھی ہونگے اور معتل بھی ۱۲ رت
۵۵ قولہ اور اَوْ مُمْ میں ۱۲ یہ اعتراض مقدر کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ جس طرح یَوْمٌ میں تعارض کے باعث رَأْسُ کا
قاعدہ ترک کر دیا گیا ہے اسی طرح اَوْ مُمْ میں بھی اَمَّنْ کا قاعدہ نیز اَوَادِمُ کا قاعدہ ترک کرنا چاہیے اور اَوْ مُمْ کے بجائے
اَوْ مُمْ کہنا چاہیے۔ جواب کی تشریح یہ ہے کہ تعارض کے باعث اَمَّنْ کے قاعدہ کو ترک کر دیا گیا تھا اور ادغام کر دیا گیا تھا چنانچہ
ادغام کے بعد کلمہ اَوْ مُمْ ہو گیا۔ لیکن ادغام کے بعد دوسرا قاعدہ اَوَادِمُ کا پایا گیا اور اس کے معارض کوئی قاعدہ مضاعف
کا موجود نہ تھا لہذا ہمزہ دوم کو اَوَادِمُ کے قاعدہ سے واؤ سے بدلے یا گیا۔ ۱۲ رت

مثال ومضاعف از سمع :- اَلُوْدُ مَحْت كَرْنَا - وَدَّ يُوْدُ وَدَّ اَفْهَوَا وَدَّ يُوْدُ وَدَّ اَفْهَوَا
مُوْدُوْدُ اَلْاَمْرُ مِنْهُ وَدَّ وَدَّ اِيْدُ - وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَوَدُّ لَا تَوَدُّ لَا تَوَدُّ الظَّفْرُ مِنْهُ مَوْدُ وَالْاَلَةُ
مِنْهُ مَوْدُ مَوْدَةُ مُيْدَادُ وَتَشْنِيْهُمَا مَوْدَانُ وَمَوْدَانُ وَالْجَمْعُ مِنْهَا مَوَادُّ وَمَوَادِيْدُ اَفْعَلُ
التَّفْضِيلُ مِنْهُ اَوْدُ وَالْمَوْنُثُ مِنْهُ وُودِي وَتَشْنِيْهُمَا اَوْدَانُ وَوَدَّيَانُ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَوْدُوْنَ وَ
اَوَادُ وَوَدَدُ وَوَدَّ يَادُ - متجانسين ميں مضاعف کے قواعد پر عمل ہے اور واؤ ميں معتل کے قواعد پر
ليکن بوقت تعارض مضاعف کے قاعدہ کو ترجيح دی گئی جيسے مَوْدُ آلہ ميں کہ قاعدہ معتل واؤ کو يار سے
بدلنے کا مقتضى تھا، اور قاعدہ مضاعف دالِ اوّل کی حرکت واؤ کو منتقل کر نیکاً مقتضى تھا۔

مہموز ومضاعف از افتعال :- اَلْاِيْتَامُ اَقْدَارُ كَرْنَا - اِيْتَمَّ يَأْتَمُّ اِيْتَامًا اَفْهَوُ مَوْتَمَّ
وَاَوْتَمَّ يُوْتَمُّ اِيْتَمًا اَفْهَوُ مَوْتَمَّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِيْتَمَّ اِيْتَمَّ اِيْتَمَّ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَأْتَمُّ
لَا تَأْتَمُّ لَا تَأْتَمُّ الظَّرْفُ مِنْهُ مُوْتَمَّ -

فائدہ :- نوں ساکن اگر حروف يَزْمَكُونُ ميں سے کسی کے قبل علیحدہ کلمہ ميں واقع ہو تو اُس حرف ميں
اس کا ادغام ہو جاتا ہے۔ س اور لے ميں بغیر غنہ کے اور باقی ميں غنہ کے ساتھ جيسے ”مِنْ سَرِّ بَلَا“ مِنْ
لَدُنَّا، مَنْ يَرْغَبُ، رَعُوْهُ رَحِيْمًا، صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ - ایک کلمہ ميں ہوں تو ادغام نہیں ہوتا،
جيسے دُنِيَا اور صُنَوَانُ -

فائدہ :- لام تعريف حروف شمسيہ يعنى د ذ س ن س ش ص ظ ل ن ميں مدغم
ہو جاتا ہے جيسے وَالشَّمْسُ اور ان حروف کو حروف شمسيہ کہتے ہيں، اور باقی حروف ميں مدغم نہیں ہوتا جيسے
وَالْقَمَرُ ان حروف کو حروف قمریہ کہتے ہيں۔ وجہ تسمیہ یہی ہے کہ یہ دونوں لفظ قرآن مجيد ميں ہيں، اوّل
ادغام کے ساتھ اور ثانی بغیر ادغام کے۔ بس جن حروف ميں ادغام ہوتا ہے وہ لفظ شمس سے مناسبت
رکھتے ہيں۔ اور جن ميں نہیں ہوتا وہ لفظ قمر سے۔

لے قولہ مقتضى تھا چنانچہ یہاں اسی کو ترجيح دی گئی ۱۲ ارف لے قولہ ساکن متحرک سے احتراز ہے ۱۲ ارف قولہ سَرُّوْهُ اشارہ ہے
اس طرف کہ تنوين بھی نون ساکن کے حکم ميں ہے ۱۵ سوال :- مصنف نے حروف يَزْمَكُونُ ميں سے صرف پانچ کی مثال دی چھٹے
حرف يعنى نون کی مثال کیوں نہیں دی ؟ جواب :- نون کی مثال اس لئے ضروری نہیں تھی کہ جب نون سے پہلے نون ساکن آئے گا
تو متجانسين کے قاعدہ سے اس کا ادغام بالکل ظاہر ہے مثال کی ضرورت نہیں ۱۲ منہ ۱۵ قولہ صُنَوَانُ کافی قولہ تعالیٰ
صُنَوَانُ وَغَيْرِ صُنَوَانٍ ”صُنُوْ“ کی جمع ہے، جب ایک سے زائد کھجور کے درخت ایک ہی جڑ سے نکلیں تو ان ميں سے ہر ایک
صُنُوْ ہے ۱۲ مختار الصحاح لے قولہ قمریہ یہ قرآن کی اصطلاح ہے ۱۲ حاشیہ ۱۵ داؤ کی مثال مصنف نے نہیں دی اس کی مثال ۴

باب چہارم افادات نافعہ کے بیان میں

جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی علی اللہ درجہ فی الجنۃ، بڑا روشن ذہن اور علم صرف کا خاص شغف رکھتے تھے، اکثر شواہد صرفیہ کا شذوذ انوکھے انداز سے قاعدہ کی تقریر فرما کر دور کر دیتے تھے۔ اور دوسرے مطالب بھی بے نظیر انداز بیان میں ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ انکی بعض تقریریں افادۂ سپر قلم کرتا ہوں

افادہ :- افعال اور استفعال کے معتلات میں تعلیل بھی ہوتی ہے۔ جیسے اقامۃً واستقامۃً استقامۃً اور تصحیح بھی، جیسے اذوحۃً وازواحاً، واستصوبۃً واستصواباً اور تصحیح بکثرت ہوتی ہے۔

صرفین چونکہ قاعدہ کو پوری طرح بیان نہیں کر سکے اس لئے انھوں نے تمام الفاظ کثیرہ کو شاذ قرار دیدیا۔ جناب استاذ مرحوم و مغفور رَفَعَ اللہُ دَرَجَاتِہ نے قاعدہ ہی اس ڈھنگ سے بیان فرمایا کہ شذوذ بالکل جاتا رہا اور تمام کلمات صحیحہ قاعدہ پر منطبق ہو گئے۔

اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ واو ویائے متحرک جس کا ماقبل، حرف صحیح ساکن ہو اور مصدر میں ملاتی، الف ساکن نہ ہو دوسری شرطیں پائی جانے کے وقت اس واو ویار کی حرکت ماقبل کو دیدیتے ہیں، اور اگر وہ حرکت

نہ ہو دوسری شرطیں پائی جانے کے وقت اس واو ویار کی حرکت ماقبل کو دیدیتے ہیں، اور اگر وہ حرکت

۱۔ قولہ اقامۃ الخ اقامۃ دراصل اقوام اور استقامۃ دراصل استبقوام تھا۔ دونوں میں واو متحرک ماقبل ساکن تھا۔ آٹھویں یعنی یَقَالُ کے قاعدہ سے واو کی حرکت ماقبل کو دے کر واو کو الف سے بدلا اقامۃ اور استقامۃ ہو گیا۔ دونوں مصدروں میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوا ہے۔

۲۔ قولہ تصحیح بھی، تصحیح تعلیل کی ضد ہے یعنی تعلیل نہیں ہوتی ۱۲ رت

۳۔ قولہ ہوتی ہے لہذا اعتراض ہوا کہ یَقَالُ کے قاعدہ کا تقاضا ہے کہ مذکورہ مثالوں میں بھی واو کی حرکت ماقبل کو دیگر واو کو الف سے بدلا جائے، پھر تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟ صرفین نے اسکا یہ جواب دیا کہ اذوحۃً اور اسی جیسی دوسری مثالیں ان میں یعنی خلاف قاعدہ عرب سے سموع ہیں ۱۲ رت ۳۔ قولہ قاعدہ کو یعنی آٹھویں قاعدہ کو پوری قیود کے ساتھ بیان نہیں کر سکے۔ اگر پوری قیود کے ساتھ بیان کرتے تو یہ اعتراض ہی نہ پڑتا ۱۲ رت

۴۔ قولہ تمام الفاظ کثیرہ یعنی اذوحۃً اور استصوبۃً جیسے وہ تمام الفاظ جن میں آٹھویں قاعدہ سے تعلیل نہیں کی گئی ۱۲ رت

۵۔ قولہ کلمات صحیحہ یعنی وہ کلمات جن میں تعلیل نہیں ہوئی

مثلاً اذوحۃً اور استصوبۃً وغیرہ ۱۳ رت

۶۔ قولہ مصدر میں الخ یعنی مصدر میں وہ واو ویار الف سے ملاتی نہ ہو، یعنی اس واو ویار کے مقبل بعد الف نہ ہو اب یہ سمجھو کہ یہی وہ قید ہے جو عام صرفین نے نہیں لگائی اور مصنف کے استاذ علیہ الرحمۃ نے لگائی ہے۔ اسی سے اذوحۃً واستصوبۃً وغیرہ کا شذوذ رفع ہوتا ہے کیونکہ یہ قیود لگانے کے بعد اذوحۃً واستصوبۃً میں تعلیل نہ ہونا قاعدہ کے عین مطابق ہو گیا، کیونکہ ان دونوں مثالوں کے مصدر میں واو کے بعد الف ہے جو مانع تعلیل ہے۔ ۱۲ رت

۷۔ قولہ دوسری شرطیں یعنی جو مقفل کے آٹھویں قاعدہ میں مصنف بہت پہلے بیان کر چکے ہیں ۱۲ رت

۸۔ قولہ اور اگر الخ یعنی واو ویار کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد دکھیں گے کہ وہ حرکت فتح ہے یا نہیں، اگر فتح نہیں تو مزید کوئی تغیر نہیں ہوگا اور اگر فتح ہے تو واو ویار کو الف سے بدل دینگے ۱۲ رت

فتح ہو تو واو اور یار کو الف سے بدل دیتے ہیں اور افعال اور استفعال کا مصدر جس طرح ان دونوں پر آتا ہے۔ افعَلْکَ وَاِسْتَفْعَلْکَ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ اِقَامَہُ وَاِسْتَقَامَہُ اور ان دونوں بالوں کے افعال معللہ کے تمام مصادر اسی وزن پر ہیں۔ اور یہ وزن صرف اجوف ہی میں آتا ہے جیسے کہ مصدر ثلثی مجرد کا وزن فَعَلَ ناقص کے ساتھ مخصوص ہے غیر ناقص میں نہیں آتا اور جس طرح ناقص وزن فَعَلَ کے ساتھ مخصوص نہیں، مصدر ناقص دوسرے وزن پر بھی آتا ہے۔ فَعَلَ البتہ ناقص کیساتھ مخصوص ہے کہ غیر ناقص میں نہیں آتا۔ اسی طرح اجوف افعال و استفعال بھی ان دونوں کے ساتھ مخصوص نہیں مصدر اجوف ان دونوں ابواب کا افعال و اِسْتَفْعَال کے وزن پر بھی آتا ہے۔ جیسا کہ ان ابواب کے تمام صیغہ صحیحہ میں۔ البتہ افعَلْکَ وَاِسْتَفْعَلْکَ غیر اجوف میں نہیں آتا۔

۱۴ روزن فَعَلَ تھا ۱۲ روزن ۱۵ قولہ نہیں آتا، معلوم ہوا کہ کسی وزن کے درست ہونیکے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر قسم میں آتا ہو ۱۲ منہ ۱۵ قولہ اور جس طرح الہ ناقص کے بیان سے دہم ہوتا تھا کہ باب افعال و استفعال سے مصدر اجوف ہمیشہ افعَلْکَ وَاِسْتَفْعَلْکَ ہی کے وزن پر آتا ہوگا، چنانچہ ان ابواب کے کسی بھی مصدر اجوف میں داو و یار کے بعد الف نہ ہوگا، لہذا ان میں اور ان کی گردانوں میں ہمیشہ تعلیل ہونی چاہیے، حالانکہ آدو س وَاِسْتَفْعَوْتُ وغیرہ میں تعلیل نہیں تو پھر وہی اصل اعتراض لوٹ آیا جسے دفع کرنے کے لئے قاعدہ کی تقریر بدل گئی تھی؟ اس دہم کا جواب مصنف اپنے ارشاد ”اور جس طرح ہو“ سے دیتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ وزن افعَلْکَ وَاِسْتَفْعَلْکَ اور اجوف کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے، اجوف عام اور یہ دونوں وہاں خاص ہیں لہذا باب افعال و استفعال کا جو مصدر اجوف ہوگا اسکا ہر وزن افعَلْکَ وَاِسْتَفْعَلْکَ ہونا ضروری نہیں، البتہ جو مصدر ہر وزن افعَلْکَ وَاِسْتَفْعَلْکَ ہوگا اسکا اجوف ہونا ضروری ہے، بالکل اسی طرح جس طرح کہ وزن فَعَلَ اور ناقص میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ ہر مصدر ناقص ہر وزن فَعَلَ ہونا ضروری نہیں، البتہ وزن فَعَلَ کا ہر مصدر ناقص ہونا ضروری ہے ۱۲ روزن ۱۵ قولہ صیغہ صحیحہ وہ صیغہ جن میں تعلیل نہیں ہوئی۔ ۱۲ روزن

۱۵ قولہ اور افعال و استفعال ان کا مقابل سے ربط یہ ہے کہ اعتراض ہوتا تھا کہ اگر قاعدہ کی یہ تقریر بیان لی جائے جو آپ نے کی ہے تو اقامہ اور استقامہ میں بھی تعلیل ہونی چاہیے کیونکہ اقامہ کا مصدر دراصل اقوامہ ہر وزن افعَلْکَ اور اِسْتَقَامَہ کا مصدر اِسْتَقَامَہ ہر وزن اِسْتَفْعَال تھا۔ ان دونوں مصدر روں میں داو و ملاقی الف ہے۔ لہذا نہ مصدر میں تعلیل ہونی چاہیے اور نہ ان کے افعال وغیرہ میں حالانکہ ان میں تعلیل کی گئی ہے۔

جواب یہ ہے کہ مذکورہ دونوں مصدر روں کی اصل اقوامہ اور اِسْتَقَامَہ نہیں بلکہ اقوامہ اور اِسْتَقَامَہ ہے لہذا ان مصدر روں میں داو و ملاقی الف نہیں۔ چنانچہ ان میں اور ان کے مشتقات میں تعلیل ہمارے بیان کردہ قاعدہ کے مطابق بھی صحیح ہے اس جواب پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ باب افعال و استفعال کے وزن تو معروف ہیں، پھر ان کے مصادر افعَلْکَ وَاِسْتَفْعَلْکَ کے وزن پر کیسے آگئے؟ اسکا جواب مصنف دیتے کہ افعال و استفعال کا مصدر جس طرح الہ ۱۲ روزن

۱۵ جیسے کہ الہ سوال مقدر کا جواب ہے کہ وزن افعَلْکَ وَاِسْتَفْعَلْکَ کو اجوف کیساتھ کیوں مخصوص کیا، اگر یہ وزن درست ہے تو چاہیے کہ ہر قسم میں آئے ۱۲ روزن ۱۵ قولہ ناقص جیسے ہڈی پھٹی کا مصدر ہڈی پھنکنا دیتا کہ دراصل ہڈی

پس اَرَوْحَ وَاِسْتَقْوَبَ اور ان کی نظائر کے مصادر میں جو کہ افعال وَاِسْتَقْعَالُ کے وزن پر ہیں واو اور یاء الف سے ملاتی ہیں لہذا پورے باب میں اعلال نہیں کیا گیا۔ اور اقامہ وَاِسْتَقَامَ اور ان کی نظائر کے مصادر میں جو کہ اَفْعَلْکَ وَاِسْتَقْعَلْکَ کے وزن پر ہیں واو اور یاء الف سے ملاتی نہیں، لہذا پورے باب میں اعلال کر دیا گیا، پس کوئی کلمہ خلاف قاعدہ نہیں رہا۔

سوال :- اعلال میں فعل کو اصل اور مصدر کو فرع قرار دیا گیا ہے جیسا کہ قائم قیامًا اور قائم قوامًا میں کہا گیا ہے۔ اور آپ کی تقریر سے اس کا عکس لازم آتا ہے کہ فعل مصدر کے تابع ہو گیا۔

جواب :- یہ اصالت و فرعیّت تو سطحی بات ہے، ورنہ تعلیل اور اس جیسے احکام میں اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ باب کا حکم متحد رہے صیغے غیر متناسب نہ ہو جائیں، پس اگر ایک صیغے میں تعلیل کا سبب قوی ہو تو تمام صیغوں میں تعلیل کر دیتے ہیں۔ اور اگر ایک صیغے میں تصحیح کا سبب قوی ہو تو تمام صیغوں کو بے تعلیل ہونے دیتے ہیں۔ اس بات کی رعایت ہرگز ملحوظ نہیں ہوتی کہ سبب اصل میں پایا گیا ہے یا فرع میں، مثلاً یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واو کا ہونا ثقیل اور حذف واو کا سبب ہے۔ لہذا یَعِدُ میں واو حذف کیا گیا تو دوسرے صیغوں میں بھی محض تناسب کے لئے حذف کر دیا گیا، یا مثلاً مضارع کے شروع میں دو زائد ہمزوں کا اجتماع موجب ثقل اور ہمزہ دوم کے حذف کا سبب ہے۔ لہذا اُکْرِمُ میں جو دراصل اُکْرِمُ تھا ہمزہ دوم حذف ہو گیا، اور یُکْرِمُ وُکْرِمُ میں یہ علت موجود نہیں صرف تناسب کی خاطر حذف کیا گیا ہے۔ اس بات کا لحاظ کئے بغیر یَعِدُ اصل ہے اور تَعِدُ وغیرہ اس کی فرع "یا اُکْرِمُ اصل ہے اور تُکْرِمُ وغیرہ اس کی فرع، ورنہ اگر غائب کو اصل قرار دیں تو تُکْرِمُ کو اُکْرِمُ کا تابع کرنا غلط ہو جاتا ہے۔ اور اگر متکلم اصل ہو تو اَعِدُ تَعِدُ (وغیرہ) کو یَعِدُ کا تابع کرنا لغو ہو جاتا ہے۔

سوال :- اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ اصل قاعدہ صرف یَعِدُ میں پایا جاتا ہے اور تَعِدُ،

کیونکہ اس کے فعل قائم میں تعلیل ہو چکی ہے برخلاف قَاوَمَ کے مصدر قَوَّامًا کے کہ اس میں واو کو یاء سے نہیں بدلا، کیونکہ اس کے فعل قَاوَمَ میں تعلیل نہیں ہے اس موقع پر بعض صرفیہ نے فعل میں تعلیل ہونے کی شرط کا نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ تعلیل میں فعل اصل اور مصدر اس کی فرع ہے۔ زیر بحث سوال اسی نکتہ کی بنیاد پر پیدا ہوا ہے۔ ۱۲ ر فیح

۱۔ قولہ پس الخ قاعدہ کی تقریر اور اس پر وارد ہونیوالے اعتراضات کے جواب سے فارغ ہو کر اب قاعدہ کو زیر بحث مثالوں پر منطبق فرماتے ہیں ۱۲ ر
۲۔ قولہ کہا گیا ہے معتل کا تیر ہواں قاعدہ چھیڑ چھا، کہ مصدر کے عین کلمہ میں جو واو کسرہ کے بعد واقع ہو وہ واو یاء تبدیل جاتا ہے بشرطیکہ اسکے فعل میں تعلیل ہوئی ہو، جیسے قیامًا مصدر میں کہ دراصل قَوَّامًا تھا،

اَيْدُ لَعْدُ اس کے تابع ہیں تو شروع کتاب میں آپ کا یہ کہنا غلط ہوا کہ ”قاعدہ مطلق علامت مضارع میں بیان کرنا چاہیے، صرف یار میں قاعدہ بیان کرنا اور دوسروں کو تابع قرار دینا تطویل لا طائل ہے؟“
جواب :- تحریر قواعد کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک تو قاعدہ کی تقریر دوسرے قاعدہ کے سبب اور نکتہ کا بیان، قاعدہ کی تقریر ایسی کلی ہونی چاہیے جو تمام جزئیات کو شامل ہو جائے، اور نکتہ و سبب کے بیان میں یہ واضح کرنا چاہیے کہ قاعدہ کی علت فلاں صیغہ میں فلاں چیز تھی اور دوسرے صیغوں کو اس کا تابع کیا گیا ہے۔ اصل تقریر ہی میں فرق بیان کر دینا اشتیاذہن کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ محققین کی عادت بھی یہی ہے۔ کما تروی فی الفصول الکبریۃ والاصول لاکبریۃ و سائر کتب اُولی التحقيق، اور فعل مصدر کی اصالت و فرعیت کی تحقیق عنقریب اسی باب میں استاذ محترم کے افادات کے مطابق آرہی ہے۔

افادہ :- ابی یابی کو جواب فتنح سے ہے حالانکہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی نہیں شاذ کہا گیا ہے، اور دوسرے کلمات بھی مثلاً قَلْبٌ یَقْبُیْ وَ عَضٌّ یَعَضُّ وَ یَقْبُیْ عَلَی بَعْضِ اللِّغَاتِ فتنح سے بغیر شرطہ کور کے آگئے ہیں۔ ان سب کا شذوذ دفع کرنے کے لئے استاذ محترم نے قاعدہ اس طرح بیان فرمایا کہ ”ہر وہ کلمہ صحیح جواب فتنح یفتتح سے آئے ضروری ہے کہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو“ قاعدہ میں ”صحیح“ کی قید بڑھانے سے ان سب کلمات کا شذوذ ختم ہو گیا، کیونکہ ان میں سے بعض ناقص اور بعض مضاعف ہیں۔

افادہ :- کُلُّ، خذ اور مَر میں جو دراصل اَوْ کُلُّ، اَوْ خذ، اور اَوْ مَر تھے۔ دونوں ہمزہ حذف کرنے کو شاذ کہا گیا ہے۔ استاذ محترم نے ان کا شذوذ اس طرح دُور فرمایا کہ ”ان صیغوں میں قلب مکانی ہوا ہے کہ فار کو عین کی جگہ رکھ دیا گیا، چنانچہ اُکُوْلٌ، اُخُوْذٌ اور اُمُوْرٌ ہو گئے پھر کسَل کے قاعدہ

۱۷ قولہ تابع ہیں یعنی ان میں محض حکم باب متحد رکھنے کے لئے تعلیل کی گئی ہے ۱۲ محمد رفیع عثمانی ۱۷ قولہ شروع کتاب میں یعنی مقل کے پہلے قاعدہ میں ۱۲ رف ۱۷ قولہ قَلْبٌ یَقْبُیْ اَوْ کُلُّ اللِّحَا وَالسَّوِیْ قَلْبًا بھونا، از باب صَدَقَ وَعَضَّ وعلیہ عَضًّا دانت سے پکڑا، از فتح و نصر و بقی یَقْبُیْ بقی رہا از تجمیع (المغرب فی الصراح ۱۷ قولہ علی بعض اللغات، اس طرف اشارہ ہے کہ مذکورہ افعال باب فتنح سے بعض لغات میں ہیں اور انہی لغات کے اعتبار سے اشکال ہوتا ہے ورنہ یہی فعل اکثر لغات میں دوسرے ابواب سے ہیں جن کی تفصیل ہم پچھلے حاشیہ میں بیان کر چکے ہیں دوسرے ابواب سے ہونے میں کوئی اشکال ہی نہیں ہوتا۔ ۱۲ رف ۱۷ قولہ ہیں یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ اس قید سے مذکورہ کلمات کا شذوذ تو واقعی دُور ہو گیا لیکن دکن یز کی ماکا شذوذ پھر بھی باقی ہے کہ یہ صحیح بھی ہے اور باب فتنح سے آیا ہے حالانکہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی نہیں ۱۲ رف ۱۷ شاذ الہ کیونکہ ان تینوں میں اَوْ مَر کے قاعدہ پایا جا رہا ہے جس کا تقاضا ہے کہ کوئی ہمزہ حذف نہ کیا جائے بلکہ صرف ہمزہ دوم کو داؤ سے بدل کر اَوْ کُلُّ، اَوْ خذ اور اَوْ مَر کہا جائے ۱۲ رف ۱۷ قولہ قلب مکانی حرف کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کو قلب مکانی کہا جاتا ہے اس کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں، اسے بچانے کے بعض طریقے مصنف خود ان افادات میں بیان فرمائیے ۱۲ حاشیہ

سے ہمزہ کو حذف کیا تو ہمزہ وصل بھی استغناء کی وجہ سے گر گیا^{۱۵}۔

سوال :- یَسَلُّ کا قاعدہ تو جوازی ہے اور کُلُّ وُحْدٌ میں حذف واجب ہے۔

جواب :- ہم قاعدہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ ہمزہ متحرکہ جو ساکن غیر مدہ زائدہ و غیر یائے تصغیر کے بعد واقع ہو اکی حرکت ماقبل کو دیگر ہمزہ حذف کر دیتے ہیں اگر ساکن کے بعد ہمزہ کا وقوع قلب مکانی کی وجہ سے ہوا افعال قلوب کے کسی فعل میں ہو تو حذف وجوباً ہو گا ورنہ جوازاً۔ پس حذف ہمزہ کا وجوب افعال رویت میں بھی قاعدہ کے مطابق ہے اور ان تینوں صیغوں میں بھی، اور اسمائے رویت میں حذف نہ ہونا بھی قاعدہ کے مطابق ہے۔

اور ”مُرُّ“ میں قلب اور عدم قلب دونوں جائز ہیں۔ لہذا قلب کی صورت میں ہمزہ وجوباً حذف ہو گا چنانچہ ”اُمُورٌ“ نہیں کہہ سکتے، اور عدم قلب کی صورت میں حذف نہ ہو گا۔ اور عربی زبان میں قلب مکانی بکثرت واقع ہوتا ہے کبھی تو فار کو عین کی جگہ اور عین کو فار کی جگہ لیجا کر جیسے اَدُرُّ - دَاؤُرُّ کی جمع اَدُورُّ میں جو دراصل اَدُورُّ تھی، واو بقاعدہ وُجُوہُ ہمزہ بنا اور قلب مکانی سے فار کی جگہ پہنچ کر اَمَنُ کے قاعدہ سے الف بنا پس

جائز ہیں۔ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ حذف نہ ہو گا یعنی حذف جائز نہ ہو گا کیونکہ عدم قلب کی صورت میں اسکی اصل اُوْمُرٌ ہوگی جس سے قاعدہ یَسَلُّ کا کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اُوْمُرٌ میں اُوْمُرٌ کا قاعدہ پایا جائیگا لہذا ہمزہ ساکنہ کو وجوباً واو سے بدل دیا جائیگا ۱۲ ارف ۱۵ قولہ کبھی تو الخ یہاں سے قلب مکانی کے طریقے بیان کرتے ہیں مصنف یہاں کل تین طریقے ذکر فرما رہے ہیں۔ ایک یہ کہ فار عین کی جگہ اور عین فار کی جگہ چلی جائے جیسے عَقْلٌ - دوسرے یہ کہ عین لام کی جگہ اور لام عین کی جگہ جیسے قَلْعٌ - تیسرے یہ کہ لام فار کی جگہ اور فار عین کی جگہ اور عین لام کی جگہ جیسے لَقْعٌ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ اَدُرُّ الخ یعنی دَاؤُرُّ کی جمع دراصل اَدُورُّ بروزن اَفْعَلٌ تھی - وُجُوہُ کے قاعدہ سے واو کو ہمزہ سے بدلا اَدُورُّ ہوا، پھر ہمزہ کو قلب مکانی سے دال کی جگہ اور دال کو ہمزہ کی جگہ لائے اَدُورُّ ہوا۔ پھر ہمزہ کو اَمَنُ کے قاعدہ سے الف سے بدلا اَدُرُّ ہوا۔ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ بقاعدہ وُجُوہُ یعنی متعل کے پانچویں قاعدہ سے ۱۲

۱۵ قولہ گر گیا تفصیل یہ ہے کہ ہمزہ متحرکہ ماقبل حرف صحیح ساکن تھا، یَسَلُّ کے قاعدہ سے ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیگر ہمزہ کو حذف کیا اُخْفُ ہوا پھر ہمزہ وصل کو استغناء کے باعث حذف کر دیا کیونکہ ہمزہ وصل کی ضرورت صرف اسوقت ہوتی ہے جب ابتداء باسکون لازم آتی ہو اور یہاں یہ لازم نہیں آتی ۱۲ ارف ۱۵ قولہ واجب جیسا کہ مہموز کی پہلی گردان میں گزر چکا ہے ۱۲ ارف ۱۵ قولہ غیر مدہ زائدہ خطیبیہ جیسی مثالوں سے احتراز ہے کہ ان میں ہمزہ مدہ زائدہ کے بعد واقع ہے لہذا قاعدہ یَسَلُّ کا جاری نہ ہو گا بلکہ خطیبیہ کا قاعدہ جاری ہو گا جو مہموز کے قواعد میں گزر چکا ۱۲ ارف ۱۵ قولہ غیر یائے تصغیر اُقِيسٌ جیسی مثالوں سے احتراز ہے کہ انہیں ہمزہ یائے تصغیر کے بعد واقع ہے لہذا قاعدہ یَسَلُّ کا نہیں اُقِيسٌ کا جاری ہو گا جو خطیبیہ کے قاعدہ کے ساتھ مہموز کے قواعد میں گزر چکا ہے ۱۲ ارف

۱۵ قولہ حذف نہ ہونا، یعنی حذف کا واجب ہونا ۱۲ ارف

۱۶ قولہ اور مُرُّ میں الخ اعتراض مقدر کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ مُرُّ میں آپ کہہ چکے ہیں کہ قلب مکانی ہوا ہے جس کا تقاضا ہے کہ اس میں ہمزہ وجوباً حذف ہو حالانکہ اس میں حذف ہمزہ واجب نہیں جائز ہے چنانچہ مُرُّ اور اُوْمُرٌ دونوں

اللهم اغفر لکاتبہ ولمن سحی فیہ

اُدُرُ بروزن اَعْفُلُ ہو گیا۔

اور کبھی عین کو لام کی جگہ لیجا کر جیسے قُوُس کی جمع قُوُوس سے قِیْسُی کہ سین داؤ کی جگہ اور داؤ سین کی جگہ چلا گیا قُسُوُ ہوا۔ پھر قاعدہ ۵۵ سے دِیْی کے مثل ہو گیا اور کبھی لام کو فار کی جگہ، فار کو عین کی جگہ اور عین کو لام کی جگہ لیجا کر، جیسے اَشْیاء کہ دراصل شَیْء تھا جو شَیْی کا اسم جمع ہے جیسے کہ نَعْمَاءُ نِعْمَت کا اسم جمع ہے اور اَشْیاءُ بروزن اَفْعَال نہیں ہو سکتا، کیونکہ اَشْیاء غیر منصرف ہے اور افعال کے وزن پر ہونے کی صورت میں اس میں منع صرف کا کوئی سبب نہیں پایا جاتا، لہذا اس کی اصل بروزن فَعْلَاءُ قرار دی گئی ہے کہ ہمزہ مدودہ سبب منع صرف ہے جو قائم مقام دو سبب کے ہے اور قلب کے بعد اَشْیاءُ بروزن لَفْعَاءُ ہو گیا ہے۔

(صرفین نے) لکھا ہے کہ قلب اس کلمہ کے مادہ کے دوسرے مشتقات سے پہچانا جاتا ہے جیسے اُدُرُ کہ اس کے واحد دَارُ جمع دُوُرُ اور تصغیر دُوْنِرُ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اُدُرُ میں عین فار کی جگہ چلی گئی ہے اسی طرح قِیْسُی میں لَفْظ قُوُس و تَقْوُوس سے پتہ چل جاتا ہے کہ قِیْسُی کی اصل قُوُوس ہے۔ اسی

۱۔ قولہ عین کو الہ یعنی عین کو لام کی جگہ اور لام کو عین کی جگہ لیجا کر ۱۲ ارف ۵۵ قولہ داؤ کی جگہ یعنی داؤ اول کی جگہ ۱۲ ارف ۵۵ قولہ جیسے کہ الخ وہم ہو سکتا تھا کہ فَعْلَاءُ کا وزن تو واحد کوث کی صفت کے لئے آتا ہے جیسے کہ حَمْرَاءُ سَوْدَاءُ وغیرہ اور کوئی جمع اس وزن پر نہیں آتی لہذا شَیْی کی جمع شَیْء کہنا صحیح نہیں، اس وہم کو نَعْمَاءُ کی تپیر سے دور کرتے ہیں کہ وزن صرف صفت کے لئے خاص نہیں بلکہ جمع کے لئے بھی آتا ہے جس کی مثال نَعْمَاءُ موجود ہے لہذا شَیْی کی جمع شَیْء کہنا غلط نہیں ۱۲ ارف ۵۵ قولہ اسم جمع سوالے :- اسم جمع تو وہ اسم ہوتا ہے جو متعدد پر دلالت کرے اور اس کے مادہ سے کوئی دوسرا لفظ واحد کے لئے نہ ہو جیسے قُوُوس رَهْطُ وغیرہ۔ اور نَعْمَاءُ و اَشْیاء کے مادہ سے ان کا واحد شَیْی اور نِہْم موجود ہے۔ پھر مصنف نے اسے اسم جمع کیوں کہا صرف جمع کہتے؟ جواب ہے :- اسم جمع سے اصطلاحی اسم جمع مراد نہیں بلکہ جمع ہی مراد ہے اور لفظ اسم صرف یہ اشارہ کرنے کے لئے لانا لیکھا ہے کہ فَعْلَاءُ صرف صفت کے لئے خاص نہیں بلکہ اسم ذات میں بھی آتا ہے جیسا کہ ان مثالوں میں ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہاں لفظ اسم بمقابلہ صفت کے استعمال ہوا ہے جیسا کہ پہلے بھی کئی بار گزر چکا ہے ۱۲ ارف ۵۵ قولہ نہیں ہو سکتا سکا کی پُر تہ دہے جس کا مذہب تھا کہ اَشْیاء میں قلب اقح نہیں ہوا بلکہ یہ اپنی اصل پر ہے اور اس کا وزن افعال ہے محض اس توہم پر کہ یہ بروزن فَعْلَاءُ ہو گا غیر منصرف استعمال ہونے لگا ۱۲ حاشیہ ۵۵ قولہ نہیں پایا جاتا کیونکہ افعال کے وزن پر ہونی کی صورت میں اس کا ہمزہ تانیث کے لئے نہیں ہو گا بلکہ صلی یعنی لام کلمہ ہو گا اور منع صرف کا سبب وہ ہمزہ نانہ ہے جو تانیث کے لئے ہو، ہمزہ صلیہ علامت تانیث ہے اور نہ سبب منع صرف ۱۲ ارف ۵۵ قولہ بروزن فَعْلَاءُ یعنی اَشْیاء دراصل شَیْء تھا پہلا ہمزہ صلی اور دوسرا ہمزہ زائد تانیث کیلئے ہے تو پہلے ہمزہ یعنی لام کلمہ کو فار کلمہ کی جگہ اور فار کو عین کی جگہ اور عین کو لام کی جگہ یا گیا اَشْیاء ہوا ۱۲ ارف ۵۵ قولہ لکھا ہے یہاں سے قلب سکا کی علامات ذکر فرماتے ہیں جو کل تین ہیں۔ اول یہ کہ جس کلمہ میں تغیر ہوا ہے اسکے مادہ کے دوسرے صیغوں میں حروف کی ترتیب اس کلمہ کے حروف کی ترتیب سے مختلف ہو۔ دوم یہ کہ اگر قلبے مابین تو اسم کا بغیر سبب کے غیر منصرف ہونا لازم آجائے۔ سوم یہ کہ تخفیف ہمزہ یا اعلال خلاف قاعدہ لازم آئے جیسے خُذْ، کُلْ اور مَرِّ میں ۱۲ ارف ۵۹ قولہ تَقْوُوس باب تَفْعُل کا مصدر کے لٹ کی طرح جھکا لٹا اٹھا ۱۲

طرح قلب کی ایک پہچان یہ ہے کہ اگر قلب مانا جائے تو منح صرف بغیر سب کے لازم آجائے۔ جیسے اشیاء میں ہے۔
استاذ محترم فرماتے تھے کہ اسی طرح قلب کی ایک پہچان یہ ہے کہ اگر قلب کا اعتبار نہ کریں تو شذوذ لازم آجائے
جیسے کُل، خُذ اور مُر میں، جس طرح بے سبب کے غیر منحرف ہونا خلاف قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا
مقتضی ہے اسی طرح تحقق علت کے بغیر تخفیف ہمزہ یا اعلال بھی خلاف قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا
مقتضی ہو سکتا ہے۔

افادہ :- کہ یکن اور ان یکن میں کبھی نون حذف کر کے کہ یکن اور ان یکن کہہ دیتے ہیں اس
حذف کو خلاف قیاس کہا گیا ہے۔ جناب استاذی غفر اللہ نے اس کے لئے قاعدہ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ
”ہر وہ نون جو فعل ناقص کے آخر میں داخل جواز کے وقت اسے حذف کرنا جائز ہے، اگرچہ قاعدہ صرف
اسی ایک فرد میں منحصر ہے۔ لیکن کلیت کے لئے فرد واحد میں انحصار مضر نہیں بلکہ حکم میں بعض جزئیات کا
تخلّف مضر ہے۔ اسکی نظیر وہ قاعدہ ہے جو بعض محققین نے لفظ یا اللہ میں حرف نذر کے باوجود اثبات ہمزہ
کے لئے بیان کیا ہے، یعنی یہ کہ ”ہر وہ الف و لام جو اسمائے الہی میں سے کسی اسم میں ہمزہ محذوفہ کا قائم مقام ہو گیا
ہو دخول حرف نذر کے وقت اسکا ہمزہ قطعی ہو کر باقی رہتا ہے“ یہ کلیہ بھی صرف لفظ اللہ میں منحصر ہے۔

افادہ :- ہمزہ سے بدلی ہوئی یا ر جب فائے افتعال ہو تو وہ تار سے نہیں بدلی جاتی جیسے ایتکل و ایتقر
مگر ایتخن میں یا ر تار سے بدلی گئی ہے لہذا اسے شاذ کہا گیا ہے۔ جناب استاذنا المرحوم اسکا شذوذ دفع کرنے

لے قولہ جس طرح المزیہ تیسری علامت کی دلیل ہے ۱۲ حرف ۱۵ کیونکہ افعال ناقصہ میں سوائے اس فعل کے کسی کے آخر میں نون نہیں ہے ۱۲ حرف ۱۵
قولہ تخلّف علت کے باوجود حکم نہ پائے جانے کو تخلّف کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ کلیہ قاعدہ کیلئے صرف یہ بات مضر ہے کہ قاعدہ میں تعلیل کی جو علت بیان
کی گئی ہے وہ علت کسی کلمہ میں پائی جائے مگر تعلیل نہ ہو۔ اور یہ بات ہمارے بیان کردہ قاعدہ میں موجود نہیں ۱۲ حرف ۱۵ قولہ یا اللہ لفظ اللہ
میں لام تعریف کا ہے اور لام تعریف کا ہمزہ حمزۃ الوصل ہوتا ہے جو حرف نداد داخل ہونیکے وقت گر جانا چاہیے جیسے یا بنی آری میں کہ ابن کا ہمزہ بھی
حمزۃ الوصل ہے۔ چنانچہ حرف نداد داخل ہونیکے وقت وہ تلفظ سے ساقط ہو جاتا ہے مگر لفظ اللہ کا ہمزہ حرف نداد داخل ہونیکے وقت ساقط نہیں ہوتا
لہذا بعض محققین نے اسکا ایک مستقل قاعدہ بیان کیا ہے جو آگے آتا ہے ۱۵ قولہ محذوف مذہب مشہور کی طرف اشارہ ہے کہ لفظ اللہ دراصل
لا اچ تھا ہمزہ حذف کر کے الف لام کو اسکا قائم مقام بنا دیا اور لام کا لام میں ادغام کر دیا۔ لفظ اللہ کی اصل میں دو مذہب اور ہیں جو اصل
کتاب کے فارسی حاشیہ میں اسی مقام پر مذکور ہیں ۱۲ حرف ۱۵ قولہ منحصر ہے کیونکہ صرف لفظ اللہ میں ہی الف و لام کو ہمزہ محذوفہ کا قائم
مقام بنایا گیا ہے ۱۲ حرف ۱۵ قولہ بدلی ہوئی یعنی وہ یا ر جو اصل میں ہمزہ تھی ۱۲ حرف ۱۵ قولہ نہیں بدلی جاتی متعل کے چوتھے قاعدہ میں گزر چکا ہے
کہ وہ اصلی و او اور یا ر جو فارا افتعال ہوتا ہے سب لکرتائے افتعال میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے ایتسر و ایتخن اس قاعدہ میں اصلی کی قید اسی لئے
لگائی گئی ہے کہ کسی اور حرف سے بدلی ہوئی یا ر و او میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا جیسے ایتکل و ایتقر میں کہ انکی یا ر بھی اصلی نہیں بلکہ
ہمزہ سے بدلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ ان میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا ۱۹ قولہ ایتکل و ایتخن کا بعض حصہ کا بعض کو کھا جانا، اور
ایتخن کا و او اور یا ر کرنا ۱۲ موجد ۱۵ قولہ بدلی گئی ہے حالانکہ مشہور یہ ہے کہ اسکا مادہ ایتخن ہے لہذا افتعال کی (باقی بر ص ۱۱۱)

ن دفع شذوذ ذلک

دفع شذوذ ذلک

کے لئے فرماتے تھے کہ اِشْتَقَہ میں تار اصلی ہے اسکا مجرد وَتَخَذَ یَتَخَذُ ہے اَخَذَ یا اَخَذُ نہیں اور تَخَذَ کا بمعنی اَخَذَ ہونا بیضادی سے معلوم ہوتا ہے۔ پس اِشْتَقَہ مثل اَتَّبَعَ ہے جو تَبِعَ سے ماخوذ ہے اور اسکی تار اصلی ہے۔
 اخادہ :- بصرین و کوفین کے درمیان ہمیں اختلاف ہے کہ فعل اصل ہے یا مصدر؟ پہلا قول کوفین کا ہے اور دوسرا بصرین کا۔ اور اصل اختلاف ہمیں ہے کہ آیا فعل ماضی کو مادہ و اصل قرار دیکر مشتق منہ کہا جائے اور مصدر کو فرع اور اس سے مشتق، یا بالعکس؟ پس بصرین امر معنوی سے استدلال کرتے ہیں کہ معنی مصدری تمام افعال و اسماء مشتقہ کے معانی کا مادہ اور اصل ہیں۔ لہذا لفظ مصدر بھی تمام مشتقات کا مادہ اور اصل ہوگا۔ اور کوفین امور لفظیہ سے استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اکثر مصدر اعلال میں فعل کا تابع ہوتا ہے اور اعلال امور لفظیہ میں سے ہے لہذا مصدر کو لفظ میں فعل کا تابع اور اس سے مشتق کہنا چاہیے۔
 جناب استاذنا المرحوم مذہب کوفین کو ترجیح دیتے تھے اور فی الواقع دلائل قویہ مذہب کوفین کے رجحان پر قائم ہیں اولیٰ یہ کہ بحث اشتقاق میں ہے۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) ماضی میں جب ہمزہ کو یا ر سے بقاعدہ ایمانے بد لا تو اب اس یا کو تار سے نہیں بد لنا چاہیے کیونکہ یا ہمزہ سے بد لی ہوئی ہوتی (دعا صفحہ ۱۲) ۱۱ قولہ معلوم ہوتا ہے و ہذا یعلم من مختار الصحاح و المنجد ۱۲ ارف ۱۱ یا بالعکس یعنی مصدر کو مشتق منہ قرار دیں اور فعل کو مشتق۔ خلاصہ کہ اصل اختلاف مطلق اصالت و فرعیّت میں نہیں بلکہ اختلاف صرف اصالت و فرعیّت من حیث الاشتقاق میں ہے کہ مشتق منہ فعل ہے یا مصدر؟ ارف ۱۱ قولہ اصل ہیں کیونکہ معنی مصدری تمام افعال و اسماء مشتقہ میں فرو پائے جاتے ہیں بخلاف معنی فعل کے کہ وہ تمامہ مصدر اور اسماء مشتقہ میں نہیں پائے جاتے کیونکہ معنی فعل کا ایک جز و زمانہ بھی ہے جو مصدر و اسماء مشتقہ میں نہیں پایا جاتا ۱۲ ارف ۱۱ قولہ تابع جیسے قاهر قیاماً اور قاهر قواً مآ میں ۱۲ ارف ۱۱ قولہ قائم ہیں چنانچہ مذہب کوفین کے تین دلائل آگے آ رہے ہیں جنہیں سے پہلی دلیل اور اسکے متعلقات تقریباً تین صفحات میں آئیں گے اسکے بعد دوسری دلیل مصنف کے ارشاد ”دوسرے یہ کہ“ سے شروع ہوگی، اسکے بعد تیسری دلیل مصنف نے ”تیسرے یہ کہ الخ“ کہہ کر دی ہے وہ درحقیقت دلیل نہیں بلکہ دلیل بصرین کا جواب ہے، ۱۱ اول یہ کہ انہیہاں سے دلیل اول اور اسکے متعلقات کا بیان شروع ہوا ہے۔ چونکہ یہ دلیل طویل الذیل ہے اس لئے ہم اس کا تجزیہ کئے دیتے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ اس دلیل میں بنیادی مقدمے دو ہیں۔ پہلا مقدمہ ”وہ وسطوں کے بعد مصنف“ کا یہ ارشاد ہے کہ فعل ماضی و مصدر میں غور کرنا چاہیے کہ آیا لفظ فعل ماضی مادہ ہونگی یا قات رکھا ہے یا لفظ مصدر؟ اس مقدمہ کا حاصل یہ ہے کہ جس کلمہ کے لفظ میں مادہ ہونگی یا قات ہے ہی اشتقاق میں اصل ہے اور یہی مقدمہ اصل دلیل کا کبریٰ ہے، اس سے قبل جو کچھ فرمایا وہ درحقیقت اسی کبریٰ کی دلیل اور تہید ہے۔ اور دوسرا مقدمہ مصنف کا یہ ارشاد ہے کہ ”مادہ ہونگی یا قات لفظ فعل میں ہے“ اور یہی دلیل کا صغریٰ ہے، پھر اس صغریٰ کو تین دلیلوں سے ثابت کیا ہے جو درحقیقت تین دلیلیں نہیں بلکہ ایک ہی دلیل کی تین مختلف تعبیرات ہیں۔ اب دلیل اول کا خلاصہ یہ ہوا کہ مادہ ہونے کی یا قات لفظ فعل میں ہے۔ اور جس کلمہ کے لفظ میں مادہ ہونے کی یا قات ہو وہی اشتقاق میں اصل ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ فعل اشتقاق میں اصل ہے و ہواً مطلوب ۱۲ ارف ۱۱ قولہ بحث الخ یعنی بحث یہاں مطلق اصالت و فرعیّت میں نہیں کیونکہ کوفین بھی فعل کو من کل الوجوہ اصل قرار نہیں دیتے بلکہ معنی کے اعتبار سے تو وہ بھی بصرین کی طرح مصدر ہی کو اصل کہتے ہیں البتہ اختلاف صرف اشتقاق کے اعتبار سے اصالت و فرعیّت میں ہے کہ بصرین اشتقاق میں مصدر کو اصل کہتے ہیں اور کوفین فعل کو۔

اور اشتقاق امور لفظیہ میں سے ہے اگرچہ تعلق معنی سے بھی رکھتا ہے لہذا فعل ماضی و مصدر کے لفظ میں غور کرنا چاہیے کہ آیا لفظ فعل ماضی مادہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے یا لفظ مصدر؟ اور تامل سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مادہ ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے لفظ مصدر میں نہیں، اس لئے کہ وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی ضرور پائے جاتے ہیں۔ وَرَا عُلَّسَ
نیز مصادر ثلاثی کے صرف سات وزن قَتَلَ، فُسِقَ، شَكَرَ، طَلَبَ، خَنَقَ، صَغَرَ، هُدَىٰ اور تَفَاعَلَ تَفَعَّلَ اور تَفَعَّلَ کے علاوہ تمام اوزان میں مصدر کے حروف فعل ماضی کے حروف سے زائد ہیں۔

اور آگے نیز مصادر ثلاثی الہی اسی صغریٰ کی تفصیل و توضیح ہے اور اس کے بعد ظاہر ہے کہ الہی کبریٰ ہے اور آگے نیز مزید علیہ اصالت الہی اس کبریٰ کی تفصیل و توضیح ہے ۱۲ رت
۵۵ قولہ ولا عکس، یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو حروف بھی مصدر میں پائے جاتے ہو وہ سب کے سب ہمیشہ فعل میں بھی ضرور پائے جاتے ہوں۔ چنانچہ ہدایۃ مصدر میں حروف اصلہ کے علاوہ الف اور تار بھی موجود ہیں مگر اس کے فعل ماضی ہُدِیٰ میں الف و تار موجود نہیں۔ اور ایسی مثالیں بکثرت ہیں جیسا کہ آگے خود مصنف نیز مصادر ثلاثی الہی سے بیان کرتے ہیں ۱۲ رت

۵۶ قولہ نیز مصادر ثلاثی الہی اصل دلیل کے صغریٰ پر دلیل قائم کرنے کے لئے جو صغریٰ اوپر ذکر کیا ہے اسکی تفصیل اور توضیح ہے کوئی مستقل دلیل نہیں۔

۵۷ قولہ تَفَعَّلَ الہی پہلے پانچ مصادر باب نصر سے ہیں۔ چھٹا باب کھم سے اور ساتواں باب ضرب سے ہے۔ فُسِقَ نافرمانی کرنا، خَنَقَ گلا گھونٹ کر مارنا ۱۲ مختار الصحاح والمجد ۱۳۔

۵۸ قولہ علاوہ الہی یعنی مذکورہ سات اوزان ثلاثی مجرد اور تین ابواب مزید میں تو ماضی اور مصدر کے حروف برابر ہیں مگر باقی تمام اوزان و ابواب میں مصدر کے حروف نامہ ہیں جس سے معلوم ہوا کہ لفظ فعل تو لفظ مصدر میں ہمیشہ پایا جاتا ہے مگر لفظ مصدر لفظ فعل میں ہمیشہ نہیں پایا جاتا۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی

۱۱ قولہ اور اشتقاق الخ اور جو چیز امور لفظیہ میں سے ہو اس کے اعتبار سے کسی کلمہ کی اصالت و فرعیت کا فیصلہ لفظی کی بنیاد پر ہونا چاہیے نہ کہ معنی کی بنیاد پر، تو جب اشتقاق امور لفظیہ میں سے ہے تو اشتقاق کے اعتبار سے اصالت و فرعیت کا فیصلہ اس بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے کہ چونکہ مصدر معنی کے اعتبار سے اصل ہے اسلئے اشتقاق کے اعتبار سے بھی وہی اصل ہوگا جیسا کہ بصر میں اپنی دلیل میں بیان کیا، بلکہ فیصلہ اس بنیاد پر ہونا چاہیے کہ مصدر اور فعل میں سے جو لفظ کے اعتبار سے اصل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اسی کو اشتقاق کے اعتبار سے اصل قرار دیا جائے۔ اس بیان سے اصل دلیل کا کبریٰ بھی جو آگے آ رہا ہے مدلل ہو گیا اور بصر میں کی اس دلیل کا جواب بھی ہو گیا جو متن میں اوپر گزر چکی ۱۲ رت
۵۹ قولہ یہ اصل دلیل کا کبریٰ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس کلمہ کے لفظ میں مادہ ہونے کی لیاقت ہو وہی اشتقاق میں اصل ہے اور ماقبل میں جو کچھ اول یہ کہ الہی سے فرمایا وہ اسی کبریٰ کی دلیل اور تمہید بھی ۱۲ رت
۶۰ قولہ مادہ ہونے کی الہی یہ اصل دلیل کا صغریٰ ہے اور یہاں اصل دلیل مکمل ہو گئی ہے لیکن چونکہ یہ صغریٰ خود ایک دعویٰ ہے اس لئے آگے اسکی دلیل اپنے ارشاد "اسلئے کہ الہی" سے بیان کریں گے ۱۲ رت

۶۱ قولہ اسلئے کہ الہی یہاں سے اصل دلیل کے صغریٰ یعنی اس دعویٰ کی دلیل شروع ہوتی ہے کہ "مادہ ہونے کی لیاقت لفظ فعل میں ہے لفظ مصدر میں نہیں اور یہ دلیل بھی صغریٰ و کبریٰ پر مشتمل ہے چنانچہ یہ ارشاد کہ "وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی پائے جاتے ہیں" صغریٰ ہے

اور ظاہر ہے کہ مادہ ہونے کی لیاقت وہی رکھتا ہے جو تمام فروع میں پایا جائے، نہ کہ جو نہیں پایا جاتا۔ نیز مزید علیہ اصالت و مادیت کے لئے احق والیق ہے نہ کہ مزید۔

اور فعل ماضی کے تمام حروف کا مصدر میں پایا جانا بالکل ظاہر ہے اخشوشن کا واو اور اذہام کا الف جو اخشیشان و اذہیمامہ میں نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مصدر میں واو اور الف کسرہ ماقبل کے باعث قاعدہ کے مطابق یا سے بدل گئے ہیں پس فی الاصل واو اور الف مصدر میں موجود ہیں۔ اور اگر مادہ مصدر ہوتا تو ماضی اخشیشن اور اذہیمامہ آتی، اور اسی طرح تمام افعال و اسماء

میں واو ہے لیکن اس کے مصدر اخشیشان میں یہ واو جوڑ نہیں، اسی طرح اذہامہ میں الف ہے اور اس کے مصدر اذہیمامہ میں یہ الف موجود نہیں ۱۲ روف
۱۵ قولم قاعدہ یعنی قاعدہ عا درمعاذ و محاریب کا قاعدہ ۱۲ روف

۱۶ قولم اگر مادہ الخ اعتراض مقدر جس کی تفسیر ہم اوپر کر چکے ہیں اس کے تحقیقی جواب سے فارغ ہو کر اب بصرین کو الزامی جواب دیتے ہیں کہ اخشوشن اور اذہامہ کے لفظ سے تو اسے بصرین التام پر اعتراض ہوتا ہے کہ اگر مادہ مصدر ہوتا تو مادہ ہونے کا تقاضا تھا کہ اس کے تمام حروف فعل ماضی میں پائے جاتے جن میں یا بھی داخل ہے چنانچہ ان کی ماضی اخشیشن اور اذہیمامہ ہوتی مگر ایسا نہیں بلکہ یا کی بجائے واو اور الف ہے معلوم ہوا کہ مصدر مادہ نہیں۔ ۱۲ روف

۱۷ قولم افعال الخ یعنی فعل مضارع مثلاً اخشیشن یدہیمم ہوتا، اور اسم فاعل مثلاً محشیشن مدہیمم ہوتا۔ ۱۲ محمد رفیع عثمانی غفر اللہ لہ

اللہم اغفر لکاتبہ و لمن سغی

فیہ و لوالدہیم اجمعین برحمتک

یا ارحم الراحمین۔ امین

۱۸ قولم اور ظاہر ہے الخ اصل دلیل کے صغریٰ پر جو دلیل قائم کر رہے ہیں یہ اسکا کبریٰ ہے اور یہاں یہ دلیل مکمل ہو گئی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ لفظ فعل مصدر میں ہمیشہ پایا جاتا ہے اور جو لفظ تمام فروع میں ہمیشہ پایا جائے اسی میں مادہ ہونگی لیاقت ہے لہذا لفظ فعل ہی میں مادہ ہونے کی لیاقت ہے۔

وہو المطلوب وہو الصغریٰ لاصل الدلیل ۱۲ روف

۱۹ قولم جو نہیں پایا جاتا، یعنی لفظ مصدر کہ اس کے تمام حروف فعل ماضی میں ہمیشہ نہیں پائے جاتے بلکہ کبھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ لفظ قتل وغیرہ میں اور کبھی نہیں پائے جاتے جیسا کہ لفظ ھلا آیت وغیرہ میں ۱۲ روف

۲۰ قولم نیز مزید علیہ الخ پچھلے جملہ اور ظاہر ہے کہ الخ کی تاکید اور تفسیر یہ ہے کوئی مستقل دلیل نہیں ۱۲ روف

۲۱ قولم مزید علیہ یعنی فعل ماضی ۱۲ روف

۲۲ قولم مزید یعنی مصدر کیونکہ مصدر ہی میں زائد حروف ہوتے ہیں، فعل ماضی میں کبھی بھی مصدر سے زائد حروف نہیں ہوتے، جیسا کہ اوپر گزر چکا ۱۲ روف

۲۳ قولم اور فعل ماضی الخ اوپر جو کہا تھا کہ وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی ضرور پائے جاتے ہیں۔ یہ اسی کا تکرار ہے تاکہ اس پر آنے والے اعتراض کو وار د کر سکیں ۱۲ روف

۲۴ قولم اخشیشان الخ سوال مقدر کا جواب ہے جو مصنف کے ارشاد ”فعل ماضی کے تمام حروف کا مصدر میں پایا جانا بالکل ظاہر ہے“ پر وارد ہوتا ہے سوال یہ ہے اخشوشن

مشقہ میں ہوتا، کیونکہ یاہ کو رِاحِشَوْشَن میں واو سے اور رادِہَاًم میں الف سے بدلنے کا نہ کوئی قاعدہ پایا جاتا ہے نہ کوئی سبب۔

اور تفعیل کے مصدر میں جو ماضی کا حرف مکرر نہیں ہوتا محققین فرماتے ہیں کہ یاہ تے تفعیل کی اصل وہی حرف مکرر ہے۔ مثلاً تَحْمِیدٌ در اصل تَحْمِیدٌ تھا۔ دوسرے میم کو یاہ سے بدل دیا گیا ہے۔ اور مضاعف میں اکثر حرف دوم کو دفع ثقل کے لئے حرف علت سے بدل دیتے ہیں چنانچہ دَسَّہَاًم میں جس کی اصل دَسَّہَاًم ہے آخری سین کو الف سے بدلا گیا ہے۔

سوال :- تمہارا یہ جواب تفعیل کے مصادر تَبَصَّرَ وَتَسْمِیَہٌ وَسَلَامٌ وَکَلَامٌ اور مَفَاعَلَةٌ کے مصدر فِتَالٌ وَقِیْتَالٌ سے منتقض ہو جاتا ہے، کیونکہ ان مصادر میں ماضی کے تمام حروف موجود نہیں۔ جو کہ :- گفتگو اصل مصادر میں ہے جو باب میں کلّیہ ہوتے ہیں۔ قلیل الوجود مصادر قابل لحاظ نہیں، پھر سَلَامٌ وَکَلَامٌ کو تو اسم مصدر کہا گیا ہے اور وزن تَفْعَلَةٌ کی اصل تَفْعِیلٌ قرار دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ مثلاً تَسْمِیَہٌ در اصل تَسْمِیُوْ تھایا حذف کر کے آخر میں تا عوض کی لے آئے۔ اور

۱۵ قولہ کید نکالہ ممکن تھا کہ بصرین مذکورہ الزامی اعتراض کا جواب دیتے کہ جو یاہ رِاحِشَوْشَن وادِہِیْمَاًم میں ہے وہ رِاحِشَوْشَن میں واو سے اور رادِہَاًم میں الف سے بدل گئی ہے۔ پس فی الاصل یاہ فعل ماضی میں بھی موجود ہے بصرین کے اس جواب کو رد کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ کیونکہ یاہ کو رِاحِشَوْشَن الہ بر خلاف ہمارے تحقیقی جواب کے کہ وہاں واو اور الف کو یاہ سے بدلنے کا قاعدہ موجود ہے جیسا کہ پیچھے ذکر چکا ہے ۱۶ قولہ اور تفعیل الہ ایک اور سوال مقدر کا جواب ہے جو بصرین کی جانب سے کوفین پر وارد ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کوفین تو کہتے ہیں کہ فعل ماضی کے تمام حروف مصدر میں ضرور پائے جاتے ہیں حالانکہ باب تفعیل کے فعل ماضی میں جو عین مکرر ہوتی ہے وہ مصدر میں مکرر نہیں پائی جاتی بلکہ صرف ایک عین پائی جاتی ہے؟ جواب بے متن میں واضح ہے ۱۷ ر

۱۵ قولہ منتقض الہ یعنی تفعیل کے بارے میں اعتراض کا جو جواب آپ نے دیا ہے وہ باب تفعیل کے ان مصادر میں تو چل جائیگا جو تفعیل کے وزن پر ہیں، لیکن باب تفعیل کے جو مصادر تَفْعَلَةٌ اور فِعَالٌ کے وزن پر ہیں ان میں یہ جواب نہیں چل سکتا کیونکہ ان دونوں میں تو عین کے بعد یاہ موجود ہی نہیں جسے آپ کہہ سکیں کہ یہ عین مکرر سے بدلی ہوئی ہے لہذا اعتراض تَفْعَلَةٌ وِفِعَالٌ کے وزن پر اور مَفَاعَلَةٌ کے مصادر فِتَالٌ وَقِیْتَالٌ پر علی حالہ باقی ہے کیونکہ ان اوزان میں ماضی کے تمام حروف موجود نہیں ۱۶ قولہ کہا گیا ہے لہذا سَلَامٌ وَکَلَامٌ کا تو اعتراض ہی نہیں پڑتا، کیونکہ اصالت و فرعیت کی بحث فعل اور مصدر کے درمیان دائر ہے فعل اور اسم مصدر کے درمیان نہیں۔ ۱۷ ر

۱۵ قولہ لے آئے چنانچہ تَسْمِیُوْ ہوا۔ ر

۱۶ قولہ کلّیہ یعنی ہمیشہ یا اکثر ۱۷ ر

۱۵ قولہ دَسَّہَاًم مصدر، تدسّیسٌ وھو الاخفاء کذا فی مختار الصحاح، وفي التنزيل العزيز قل لخباب منہ دَسَّہَاًم ۱۷ ر

واور ابعیت کے باعث یار سے بدل گئی، اور قِتال میں کسرہ ماقبل کے باعث وہ الف جو ماضی میں تھا یار سے بدل گیا، اور قِتال اسی کا مخفف ہے۔ یہی جملہ مصادر میں ماضی کے تمام حروف — و لتقدیرا — موجود ہیں۔

دوسرے یہ کہ فعل بغیر مصدر کے پایا جاتا ہے، جیسے کہین و عسائی، پس اگر مصدر اصل ہو تو وجود فرع بغیر وجود اصل کے لازم آتا ہے۔ اور مصدر بغیر فعل کے نہیں آتا۔ اور بعض مصادر کو جو عقیدہ کہہ دیا گیا ہے مثلاً مثنیٰ و تقسیم کہ ان دونوں سے سوائے فاعل کے کوئی صیغہ نہیں آتا، تو ان کا ایسا ہونا مسلم نہیں ہے۔ چنانچہ قاموس سے واضح ہو جاتا ہے۔

تیسرے یہ کہ بصرین معانی افعال و مشقات کے لئے مصدری کے مادہ ہونے کو دلیل اس پر بناتے ہیں کہ لفظ فعل لفظ مصدر سے مشتق ہے۔

۱۔ قولہ تیسرے یہ کہ اگر یہ کو فیہ کی جانب سے اصل دعویٰ برزئم مصنف تیسری دلیل ہے لیکن درحقیقت یہ دلیل نہیں بلکہ بصریہ کی دلیل کا جوہر ۱۴ رفت ۱۵ قولہ دلیل اگر یعنی بصریہ کہتے ہیں کہ جب یہ مان لیا گیا کہ دلالت علی المعنی مصدری دلالت علی معانی الاضغال والاسماء المشتقہ کے لئے اصل ہے جیسا کہ اوّل بحث میں گزر چکا، تو لازماً یہ بھی ماننا پڑیگا کہ لفظ مصدر بھی لفظ فعل کے لئے اصل ہے، و دلیل لزوم یہ ہے کہ اصل کا وجود فرع سے پہلے ہوتا ہے مثلاً سونا اصل اور زیور اس کی فرع ہے، اور سونا زیور سے پہلے موجود ہوتا ہے لہذا پہلے دلالت علی المعنی مصدری وجود میں آئی اس کے بعد دلالت علی معنی الفعل کا وجود ہوتا۔ ملاحظہ کے وجود اور دلالت اللفظ علی المعنی کے وجود کا زمانہ ایک لگتا ہے کہ جو وقت سے لفظ وجود میں آیا یعنی وضع ہوا اسی وقت سے اس کی دلالت علی المعنی وجود میں آگئی اور جس زمانہ میں وہ معدوم تھا اس کی دلالت علی المعنی بھی معدوم تھی تو جب دلالت علی المعنی مصدر کا وجود دلالت علی معنی الفعل کے وجود پر مقدم تو لفظ مصدر کا وجود بھی لفظ فعل کے وجود پر مقدم ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ مشتق سے لفظ مقدم ہی ہو سکتا ہے نہ کہ لفظ کو مؤخر لفظ مصدر مشتق نہ اور لفظ فعل مشتق ہوا وہ الہدیٰ فاخذ و اتم ہذا الخ و اتوفی بالابشر ہذا الخ قولہ نہیں تاہم معلوم ہو کہ فعل اصل ہے ۱۲

۱۵ قولہ راجعیت الی قاعدہ غلہ کی طرف اشارہ ہے ۱۲ رت
 ۱۶ قولہ بدل گئی چنانچہ شمیمہ ۱۷ رہ گیا ۱۲ رت ۱۵ قولہ
 دوسرے یہ الہ کو فین کی جانب سے اصل دعوے پر پہلے دلیل
 اور اسکے متعلقات سے فارغ ہو کر اب اصل دعوے پر دوسری
 دلیل ذکر کرتے ہیں ۱۲ رت ۱۵ قولہ و عسلی کہ انکے مصداق
 نہیں آتے۔ ۱۵ بعض مصادر کو الہ اعتراض مقدم کا جواب
 اعتراض یہ تھا کہ بعض مصادر تو عقیمہ ہیں یعنی ان سے فعل
 نہیں آتا تو معلوم ہوا کہ جس طرح بعض فعل بغیر مصدر کے
 ہوتے ہیں اسی طرح بعض مصدر بھی بغیر فعل کے کہتے ہیں مثلاً
 ۱۶ قولہ عقیمہ لغت میں اس عودت کو کہتے ہیں جس کے
 بچہ نہیں ہوتا، یعنی بانجھ، اور اصطلاح میں اکسن مصدر
 کو کہتے ہیں جس سے کوئی فعل نہ آتا ہو۔ ۱۲ حاشیہ
 ۱۷ قولہ مَثْنٌ مَثْنٌ الشَّيْءُ مَثْنًا صَلْبَةً بَابُ
 كَرَّمْ فَهُوَ مَتَيْنٌ ۱۲ میں مختار الصحاح مع الإيضاح
 ۱۸ قولہ ایسا ہونا یعنی عقیم ہونا۔ ۱۲ رت
 ۱۹ قولہ قاموس، چنانچہ قاموس میں ہے قَسَمَةٌ
 يُقْسِمُ جَزَأًا آه (حاشیہ) معلوم ہوا کہ تقسیم
 کا ماضی مضارع آتا ہے اور مَثْنٌ مصدر کا ماضی مستقل
 ہونا ہم مختار الصحاح سے اوپر نقل کر چکے ہیں۔ ۱۲ رت

اشتقاق لفظی کی حقیقت میں غور کیا جائے تو یہ بات باطل محض ہو کر رہ جاتی ہے۔ اشتقاق لفظی کی حقیقت یہ ہے کہ دو لفظوں میں لفظاً و معنیٰ مناسبت ہو۔ اور جہاں ایک لفظ سے دوسرے لفظ کو ماخوذ فسر ض کرنا آسان ہوتا ہے لفظ دوم کو لفظ اول سے ماخوذ اور مشتق قرار دیدیتے ہیں۔ برتنوں اور زیورات کو سونا چاندی سے ڈھالنے کی صورت یہاں نہیں کہ سونا چاندی کا مادہ پہلے علیحدہ موجود ہوتا ہے اس میں تصرف کر کے برتن یا زیور بناتے ہیں بلکہ مشتق مشتق منہ کا تحقق باعتبار وضع و استعمال کے زمان واحد میں ہوتا ہے۔

پس دلیل میں فعل کے مصدر سے اشتقاق کو صوغ الادائی والکلی من الذہب والفضۃ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

فائدہ :- غیر محقق لوگ یہ اختلاف اور طرفین کے دلائل بیان کرنے میں عجیب خطا کرتے ہیں وہ اختلاف مطلق اصالت و فرعیت میں ذکر کرتے ہیں۔ اور دلائل یوں بیان کرتے ہیں کہ ”بصرین اس لئے مصدر کو اصل کہتے ہیں کہ فعل مصدر سے مشتق ہے، اور کو فین اس لئے فعل کو اصل کہتے ہیں کہ مصدر اعلال میں فعل کا تابع ہے“ پھر محاکمہ کرتے ہیں کہ ”مصدر من حیث الاشتقاق اصل ہے اور فعل من حیث الاعلال اصل ہے“ اور اصل حقیقت وہی ہے جو ہم بیان کر چکے

نہیں پائے جاتے لہذا معنی مصدری کو فعل اور معنی فعل کو فسر فرض کر لیا گیا۔ برخلاف سونے اور زیور کے کہ وہاں سونے کی اصالت تقدم زمانی کیوجہ سے ہے۔ لہذا سونے سے زیور بنانے پر اشتقاق کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے ۱۲ رت ۵۵ قولہ صوغ الہ صوغ مصدر باب نصر سے ہے بمعنی ڈھالنا، یعنی کوئی پگھلی ہوئی دھات مثلاً سونا چاندی وغیرہ سانچے میں ڈال کر اسکی کوئی خاص شکل بنانا الادائی ازیۃ کی جمع اور انیۃ اثناء کی جمع ہے بمعنی برتن، والکلی تضم الحار و کسر اللام علی نفع الحار کی جمع ہے بمعنی زیور ۱۱ نوادر الوصول فی شرح الوصول ۵۶ قولہ فعل الہ حالانکہ یہ عین محل نزاع ہے جس کو غیر محقق لوگوں نے بصرین کی دلیل قرار دیدیا ہے ۱۲ رت ۵۵ قولہ کرچکے الہ یعنی اول بحث میں بیان کرچکے ہیں کہ اختلاف مطلق اصالت میں نہیں بلکہ اصالت من حیث الاشتقاق میں ہے ۱۲ رت

اللہم اغفر لکاتبہ وللمن سعی فیہ

۱۱ قولہ یہ بات یعنی معنی مصدری کے مادہ ہونے کو لفظ مصدر کے مشتق منہ ہونے پر دلیل بنانا ۱۲ رت ۵۵ قولہ قرار دیدیتے ہیں اشارہ اس طرف ہے کہ اشتقاق محض امر اعتباری ہے نفس الامر میں ایسا نہیں ہوتا کہ مشتق منہ پہلے موجود ہو اور مشتق معدوم، پھر مشتق منہ میں تصرف کر کے مشتق بنایا جائے جیسا کہ سونا چاندی میں ہوتا ہے بلکہ مشتق و مشتق منہ دونوں یک وقت موجود ہوتے ہیں اور لفظی و معنوی مناسبت کے باعث ان میں سے ایک کو مشتق منہ اور دوسرے کو مشتق فرض کر لیا جاتا ہے ۱۲ رت ۵۵ قولہ موجود ہوتا ہے اور برتن و زیور اس وقت معدوم ہوتا ہے ۱۲ رت ۵۵ قولہ ہوتا ہے۔ چنانچہ معنی مصدری اور معنی فعل کا تحقق زمان واحد میں ہوتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ معنی مصدری اولاً وجود میں آئے پھر ان میں اضافہ کر کے معنی فعل کا وجود ہوگا لہذا معنی مصدری کی اصالت تقدم زمانی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اس اعتبار سے ہے کہ معنی مصدری ایک مادہ کے تمام کلمات میں پائے جاتے ہیں، اور معنی فعل تمام کلمات میں

فی الجملہ بصریین کے نزدیک اسم مشتق چھ ہیں۔ اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، صفت مشبہ
اسم تفضیل، اور کوفیین کے نزدیک سات، چھ مذکورہ اور ایک مصدر، اور اصل اختلاف اشتقاق میں ہے کہ
فعل مصدر مشتق ہے یا مصدر فعل سے؟ اور دلائل قویہ ترجیح ثانی کے مقتضی ہیں جو کوفیین کا مذہب ہے۔
افادہ :- نوں ثقلیہ کی بحث میں جو جمع مذکر غائب و حاضر کا واو اور مونث حاضر کی یاء حذف ہوتی ہے
بصریین کہتے ہیں کہ اس کا سبب اجتماع ساکنین ہے اور کوفیین کہتے ہیں کہ اجتماع ثقیلین اور الف اسے لئے
ساقط نہیں ہوتا کہ وہ ثقیل نہیں۔ اور بصریین تشنیہ میں الف حذف نہ ہونے کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ اگر حذف کر دیتے
تو واحد اور تشنیہ باہم ملتبس ہو جاتے۔

جناب استاذنا المرحوم اس میں بھی مذہب کوفیین کو ترجیح دیتے تھے۔ اور بصریین پر کوفیین کی جانب سے
اعتراف فرماتے تھے کہ اگر یہ اجتماع ساکنین سبب حذف ہے تو چاہئے تھا کہ جن طرح نوں خفیفہ مواقع الف
میں نہیں آتا نوں ثقلیہ بھی نہ آیا کرتا۔ اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ ایسا اجتماع ساکنین جہیں ساکن اول
مدہ اور ساکن دوم مشدّد ہو اگر ایک کلمہ میں ہو تو جائز ہے اور مدہ کو حذف نہیں کیا جاتا جیسے ضالّین
آنحاجوئی اور اس کو اجتماع ساکنین علی حدہ کہتے ہیں اور اگر دو کلموں میں ہو تو اول یعنی مدہ کو حذف
کر دیتے ہیں جیسے یخشى الله، وأدعوا لله وأدعى الله۔ اور نوں ثقلیہ حقیقت میں مضارع سے
علیحدہ کلمہ ہے، مگر شدّت امتزاج کے باعث دونوں بمنزلہ کلمہ واحدہ کے ہو گئے ہیں۔
لہذا ہم کہتے ہیں کہ اگر وحدت کلمہ کا اعتبار کریں تو چاہئے کہ واو اور یاء کو بھی حذف نہ کیا جائے :-

۱۷ قولہ یخشى الخ یعنی تشنیہ کا الف مثلاً کیف فعلکارت
میں، اور یہ کوفیین کا بصریین پر اعتراض ہے جس سے
کوفیین کے مذہب کی تائید ہوتی ہے ۱۲ رت
۱۸ قولہ اعراض الخ یہ بصریین پر دوسرا اعتراض ہے
جس کی تفصیل مہصنّف کے کلام میں آگے آئے گی ۱۲ رت
۱۹ قولہ نہ آیا کرتا الخ اس طرح اجتماع ساکنین بھی لازم نہ
آتا اور کلمہ التباس سے بھی محفوظ رہتا ۱۲ رت
۲۰ قولہ تحقیق الخ اجتماع ساکنین کا قاعدہ بیان کرتے ہیں
جو درحقیقت آگے آنے والے اعتراض کی تمہید ہے ۱۲ رت
۲۱ قولہ اگر ایک الخ یعنی ایسا اجتماع ساکنین اگر ایک
کلمہ میں ہو تو جائز ہے ۱۲ رت

۱۷ قولہ یخشى الخ پہلی مثال الف کی دوسری واو کی
اور تیسری یاء کی ہے ۱۲ رت
۱۸ قولہ لہذا ہم الخ یہ بصریین پر تیسرا اعتراض ہے جو
درحقیقت دوسرے ہی اعتراض کی تفصیل ہے ۱۲ رت
۱۹ قولہ نہ کیا جائے الخ کیونکہ اس اعتبار سے یہ اجتماع
ساکنین علی حدہ ہو گا جو جائز ہے ۱۲ رت
۲۰ قولہ ملتبس الخ کیونکہ صیغہ واحد کیف فعلکارت ہے اور تشنیہ
کا الف حذف کر دیتے تو تشنیہ بھی کیف فعلکارت ہو جاتا ۱۲ رت
محمد رفیع عثمانی غفرلہ

لَيَفْعَلُونَ وَلَتَقْعَلُونَ کہا جائے اور اگر اثبتیت کا اعتبار کریں تو الف کو بھی حذف کیا جائے۔

اور التباس کی توجیہ ایسی بات ہے جس سے بچوں کی کو فریب دیا جاسکتا ہے ورنہ التباس سے کہاں تک گریز کریں گے ہزار ہجہ التباس تحلیل کی وجہ سے ہوا ہے مثلاً قَدْ عَيْنٌ واحد مؤنث حاضر تعلیل کے باعث جمع مؤنث حاضر سے ملتبس ہو گئی۔ اور ناقص مذكور العین و مفتوح العین کے تمام ابواب میں خواہ مجرد ہوں یا مزید یہ التباس موجود ہے تو یہ التباس کیوں مانع و حائل نہیں ہوا؟ اور جس طرح تشنیہ واحد سے مغایرت رکھتا ہے اور تعدد پر دال ہے ایسے ہی جمع بھی ہے لہذا ایک میں التباس کا جواز اور دوسرے میں عدم جواز زری دھاندلی ہے۔ اور بعد الترتیل ہم پوچھتے ہیں کہ التباس سے بچنے کیلئے اجتماع ساکنین جائز ہو جاتا ہے یا نہیں؟ شق اول پر چاہیے کہ نون خفیفہ بھی الف کے ساتھ آئے، اور شق ثانی پر جس طرح نون خفیفہ الف کے ساتھ نہیں آتا نون ثقیلہ بھی نہ آئے۔

اور یہ کہنا کہ "اگر نون ثقیلہ بھی نہ آتا تو تشنیہ کے لئے تاکید کا کوئی طریقہ باقی نہ رہتا" نہایت ہی کج رہائش ہے

نہیں آتا لہذا شق اول باطل ہوئی یعنی التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین کا جواز باطل ہوا ۱۲ رفت

۵۹ قولہ نہ آئے لیکن الف کے ساتھ نون ثقیلہ آتا ہے لہذا شق ثانی باطل ہوئی یعنی التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین کا عدم جواز باطل ہوا، اور دونوں شقیں باطل ہونیکا حاصل یہ ہے کہ التباس سے بچنا نہ اجتماع ساکنین کے جواز کی علت ہے اور نہ عدم جواز کی لہذا بصرین کا یہ کہنا کہ تشنیہ بانون ثقیلہ میں اجتماع ساکنین کو التباس سے بچنے کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے اسی لئے الف کو حذف نہیں کیا غلط ہوا اور صحیح بات وہی ہے جو کہ فیہین نے کہی ہے کہ الف کو اس لئے حذف نہیں کیا کہ وہ ثقیل نہیں اور واو جمع کو اس لئے حذف کیا گیا ہے کہ وہ ثقیل ہے ۱۲ رفت

۶۰ اگر الخ یعنی بصرین کا یہ کہنا کہ اصل تو یہی ہے کہ اجتماع ساکنین ناجائز ہے چنانچہ نون خفیفہ تشنیہ میں اسی لئے نہیں لایا گیا کہ اجتماع ساکنین ازم آجاتا مگر نون ثقیلہ میں اس ناجائز کو اس مجبوری سے لگاوا کر لیا گیا ہے کہ اگر نون ثقیلہ بھی نہ آتا تو الخ محمد رفیع عثمانی

۶۱ یعنی جمع مؤنث حاضر مجہول سے ۱۲ رفت

۶۱ قولہ کیا جائے الخ کیونکہ اس اعتبار سے یہ اجتماع ساکنین دو کلموں میں ہوگا جو جائز نہیں ۱۲ رفت

۶۲ قولہ التباس الخ بصرین نے اعتراض اول کا جواب دیا تھا اس پر ذکر کرتے ہیں۔ ۱۲ رفت

۶۳ قولہ تعدد پر الخ مغایرت کی تفسیر ہے یعنی تشنیہ اور واحد میں مغایرت اس اعتبار سے ہے کہ اول تعدد پر دلالت کرتا ہے اور ثانی وحدت ۱۲ رفت

۶۴ قولہ جمع بھی الخ مثلاً قَدْ عَيْنٌ جمع مؤنث حاضر کہ وہ بھی واحد سے مغایر ہے کیونکہ وہ تعدد پر دلالت کرتی ہے اور واحد مذكور ۱۲ رفت

۶۵ ایک میں الخ یعنی مثلاً عَيْنٌ جیسی مثالوں میں ۱۲ رفت

۶۶ قولہ دوسرے میں الخ یعنی تشنیہ بانون ثقیلہ میں ۱۲ رفت

۶۷ قولہ بعد الترتیل الخ بصرین کی توجیہ پر دوسرا رد ہے جو مصنف کے کلام میں پیچھے ہی آچکا ہے اور مطلب یہ ہے کہ پہلے رد سے اگر قطع نظر بھی کر لی جائے تو مذکورہ توجیہ پر یہ دوسرا اعتراض ہوتا ہے ۱۲ رفت

۶۸ قولہ آئے کیونکہ اگر التباس سے بچنے کے لئے اجتماع ساکنین جائز ہو تو الف تشنیہ کے ساتھ نون خفیفہ کے آئے اسے کوئی چیز مانع نہیں رہی لیکن نون خفیفہ الف کے ساتھ

تاکید کا طریقہ نون ہی میں مختصر نہیں۔ دوسرے طریقے سے بھی تاکید کی جاسکتی ہے تم نہیں دیکھتے کہ فعل تفضیل لون عیب اور مزید و رباعی سے نہیں آتا وہاں معنی تفضیل دوسرے طریقے سے ادا کئے جاتے ہیں۔
بالجملہ کو فین کا یہ مذہب کہ واؤ اور یار بانون ثقیلہ اجتماع ثقیلین کے باعث حذف ہوتے ہیں بے غبار اور بصرین کا مذہب کسی طرح ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

خاتمہ در صیغ مشکہ

مناسب معلوم ہوا کہ خاتمہ کتاب میں قرآن مجید کے مشکل صیغے درج کر دیئے جائیں کیونکہ مقصود بالذات صرف و نحو سیکھنے سے معانی قرآن مجید کا ادراک ہے اور ان صیغوں کا بیان اکثر قواعد صرف کے تذکر و تعلم کا موجب بھی ہوگا۔

اور طریقہ یہ ہے کہ مقام سوال میں صیغہ کو رسم الخط کے مطابق نہیں لکھتے بلکہ تلفظ کی ہیئت پر لکھتے ہیں تاکہ اشکال ظاہر ہو۔ اور جو صیغہ قابل استفسار ہے وہ ہم یہاں حرف صغ کے بعد لکھیں گے اور اس کا بیان

حرف ب کے بعد۔
ص فَتَقَوْنَ ب صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف فَاتَقَوْنَ ہے۔ اَتَقَوْا کا ہمزہ وصل فار داخل ہونیکی وجہ سے گر گیا۔ اور آخر میں جو نون ہے نون اغرابی نہیں بلکہ نون وقایہ ہے جو آخر فعل کو کسر سے

۱۵ قولہ دوسرے طریقہ مثلاً مضارع منفی میں نون کے ذریعہ جیسے لَنْ أَضْرِبَ اور مضارع مثبت منفی میں قسم کے ذریعہ جیسے وَاللّٰهِ لَسَوْفَ أَضْرِبُ اور وَاللّٰهِ لَمْ أَضْرِبْ اور امر میں لفظ آلَا بڑھا کر قول الشاعر آلَا يَا أَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيلُ ۱۶ انجلی کے امر انجلی میں آلَا لگا کر تاکید کے معنی پیدا ہو گئے ہیں اور نہی میں بھی لفظ آلَا تاکید کا فائدہ دیتا ہے جیسے آلَا لَا تَضْرِبْ مذکورہ سب طریقے تنہی میں بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ ۱۲ حرف من الکافیہ شرح مائتہ عامل و شروحہا۔
۱۵ قولہ کی جاسکتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ تنہی میں نون ثقیلہ لانا اور الف سا قطنہ کرنا اس مجبوری سے نہیں جو آپ نے ذکر کی بلکہ وجہ وہی ہے جو ہم نے کہی کہ الف ثقیل نہیں ۱۲ حرف ۱۵ قولہ کئے جاتے ہیں کہ مصدر منصوب پر لفظ اسْتَدَّ وغیرہ لگا دیتے ہیں مفصل بیان اہل کتاب میں گزر چکا ہے ۱۲ حرف ۱۵ قولہ خاتمہ عربی لغت میں ہر شئی کے آخری حصہ کو کہتے ہیں ۱۲ افادات شرح مقامات۔ ۱۵ قولہ ص کیونکہ لفظ "صیغہ" کے اول میں حرف صاد ہے۔ اور لفظ "بیان" کے اول میں حرف باء ہے اختصار کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ ۱۲ حاشیہ بزیادہ۔ ۱۵ قولہ فَتَقَوْنَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَلَا تَقْرَؤْا بِأَيِّ شَيْءٍ نَّشْتَأْ قَلِيلًا وَآيَاتِي فَاتَقَوْنَ (پارہ الم رکوع ۷) اس کے علاوہ بھی قرآن حکیم میں یہ لفظ کسی جگہ آیا ہے ۱۲ حرف ۱۵ قولہ وقایہ بمعنی حفاظت کرنا" و بابہ ضرب ۱۲ حرف

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا تَبَوُّعًا وَمِنْ سَعْيِ فِیْهِ

بچانے کے لئے اُصل اور یائے متکلم کے درمیان آتا ہے دراصل فَاشْقُوْنِی تھایا ئے متکلم حذف کر کے نون وقایہ کے کسرہ پر اکتفا کر لیا گیا کہ ایسا اکثر کر لیتے ہیں۔ بعد ازاں کسرہ بھی بسبب وقف کے ساقط ہو گیا، فَاشْقُوْنِ ہوا اور یہ باب افتعال سے صیغہ ناقص ہے جو حسب معمول تَشْقُوْن سے بنا ہے، اور تَشْقُوْن دراصل تَشْقِيُوْن تھا، یا رکاضمہ ماقبل کی حرکت زائل کر کے ماقبل کو دیا اور یا رکو واؤ بنا کر اجتماع ساکنین کے باعث گزرا دیا تَشْقُوْن ہوا۔
صَلِّ قَرَّهْبُوْن ب فَاشْقُوْن کے مثل ہے۔ سوائے اس کے صحیح ہے فَتَحَرَّیْفَتْہُمْ سے۔

فائدہ: اکثر افعال موقوفہ یا منجر نہ کے بعد نون وقایہ لگنے اور حذف یا ئے متکلم کے بعد نون پر وقف آجاتے کی وجہ سے صیغہ میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے۔ طالب علم حیران ہوتا ہے کہ جزم اور وقف کے باوجود نون اعرابی کیسے آگیا؟ اسی طرح درج کلام میں ہمزہ گرنے سے بھی صیغہ میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے بالخصوص جبکہ صیغہ کو دوسرے کلید کے اس حرف سے ملا کر پوچھیں جس کے اتصال کے باعث ہمزہ ساقط ہوا ہے، جیسے یَا یٰ تِلْکَ النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اَسْرَجِیْ میں تُرْجِیْ اور یَا یٰ تِلْکَ النَّاسُ اَعْبُدُوْا میں بُسْعِبُدُوْا اور قِیلَ اَرْجِعُوْا میں اَرْجِعُوْا اور کَبِ اَرْجِعُوْن میں اَرْجِعُوْن، اور ما دل واجب البواب ہمزہ وصل کی ماضی پر داخل ہوتے ہیں تو ان دونوں کا الف بھی گر جاتا ہے۔

۱۱۔ قولہ یَا یٰ تِلْکَ النَّاسُ اَلَمْ سُوْرَةُ بقرہ رکوع ۳۰ قرآن حکیم میں اور بھی کسی جگہ آیا ہے ۱۲۔ ارف ۱۱۔ قولہ قِیلَ اَرْجِعُوْا اَلَمْ پوری آیت اس طرح ہے قِیلَ اَرْجِعُوْا وَرَاۤءَ کُمْ فَالْتَمِسُوْا خُورًا۔ پارہ ۲۰ سورہ حدید ۱۲ حاشیہ ۱۱۔ قولہ کَبِ اَرْجِعُوْن، یعنی اے میرے پروردگار مجھے واپس کر دے نون وقایہ کا ہے اور یا متکلم حذف ہو گئی ہے لازم بھی آتا ہے متعدی بھی معنی واپس آنا اور واپس کرنا، کذا فی الصحاح پوری آیت اس طرح ہے حَتّٰی اِذَا جَاءَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ اَرْجِعُوْنِ ۱۲ حاشیہ

۱۳۔ قولہ گر جاتا ہے یعنی ہمزہ الوصل تو درج کلام میں آنے کی وجہ سے ساقط ہوتا ہے اور ما دل کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ یعنی اہل عرب ۱۲۔

۱۵۔ قولہ آتا ہے کیونکہ یا متکلم اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے، اگر یہ نون جو ہمیشہ مکسور ہوتا ہے یا ئے متکلم سے پہلے نہ لائے تو فعل کے آخر کو کسرہ دینا پڑتا جو ناجائز اور باطل ہے ۱۲۔ ارف ۱۱۔ قولہ یا رکاضمہ ال یعنی قاعدہ ۱۲۔ یَرْمُوْن کا قاعدہ جاری ہوا ہے ۱۲۔ ارف ۱۱۔ قولہ قَرَّهْبُوْن ارشاد باری ہے یَا بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اذْكُرُوْا النِّعْمَۃَ الَّتِیْ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوا بِعَهْدِیْ اَوْفِیْ بِعَهْدِکُمْ وَآتَآیْ قَرَّهْبُوْن (پارہ العرور ۵) ۱۲۔ ارف

۱۳۔ قولہ قَرَّهْبُوْن۔ یعنی پس مجھ سے ڈرو من رُہْبَہْ خَافَہْ رُہْبَہْ وَرُہْبًا وَبَابَ سَمْعٍ وَمِنْہِ الرَّاهِبُ وَاحِدُ الرَّہْبَانِ وَهُوَ عَابِدُ النَّصَارَی ۱۲۔ المغرب وفتح الصراح ۱۵۔ قولہ نون اعرابی، کیونکہ وہ نون وقایہ کو نون اعرابی سمجھتا ہے ۱۲۔ ارف

۱۶۔ قولہ یَا یٰ تِلْکَ النَّفْسُ اَلَمْ پارہ عم سورہ فجر ۱۲۔ ارف

چنانچہ جَتَنَبَ، مَنَفَطَرٌ، لَنَفَجَرُ، مَسْتَوِرٌ وغیرہ ہو کر باعث اشکال ہو جاتا ہے خصوصاً باب
انفعال میں، کیونکہ لاماضی پر لُٹَ کی صورت اور ماضی کی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ مَحْلُولِیْنَ علاوہ
جمع مذکر مفعول کے جو پوچھا جاتا ہے وہ اسی قاعدہ سے نکلتا ہے کہ مَحْلُولِیْنَ صیغہ جمع مونث غائب
نفی ماضی مجہول ناقص باب اَفْعِلَالُ سے ہے۔

اور اکثر مَضْرُوبِیْنَ (کے بارے میں بھی) پوچھا جاتا ہے، وہ بھی یہی صیغہ باب اَفْعِلَالُ سے ہے۔ اور
اسی قاعدہ سے ہے۔

ص ۷۰:- فَذَارَ اَنْتُمْ بَ فَاذَارَ اَنْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی معروف مہموز لام
باب اَفَاعُلُ سے ہے اِذَا اَنْتُمْ تَحَرُّوا، فَا اَنْتُمْ تَحَرُّوا، فَا اَنْتُمْ تَحَرُّوا کی وجہ سے ہمزہ وصل ساقط ہو گیا۔

ص ۷۱ لَنَفَضُوا بَ صیغہ جمع مذکر غائب اثبات فعل ماضی معروف مضاعف باب انفعال

۱۰ قولہ جَتَنَبَ الْکِتَابَ میں مَا اجْتَنَبَ، مَا انْفَطَرَ لَا اَنْفَجَرَ، مَا اسْتَوَرَ دَ آئیکہ اور تلفظ میں جَتَنَبَ وغیرہ، ان
صیغوں میں ہمزہ الوصل درج کلام میں آنے کے باعث اور ماو لا کا الف اجتماع ساکنین کے باعث حذف ہو گیا ہے۔

۱۱ قولہ مَسْتَوِرٌ دَ باب استفعال سے صیغہ واحد مذکر غائب نفی ماضی مجہول ہے مصدر اَسْتَوَرَ اُذْ ہے بمعنی حاضر کرنا، مجرّد
میں مصدر وُزُوْدٌ ہے بمعنی حاضر ہونا، از باب ضَرْبِ ۱۲ کذا فی مختار الصحاح ۱۱ قولہ کُنْ کی صورت الخ یعنی تلفظ میں نہ کہ
کتابت میں ۱۲ رت ۱۱ قولہ پوچھا جاتا ہے الخ یعنی مَحْلُولُ مصدر سے اسکا جمع مذکر اسم مفعول ہونا تو ظاہر ہے، اس کے
علاوہ یہ کیا صیغہ ہو سکتا ہے یہ پوچھا جاتا ہے ۱۲ رت ۱۱ قولہ مَحْلُولِیْنَ در اصل اَحْلُولِیْنَ تھا مانا فیہ داخل ہوئیے
ہمزہ وصل ساقط ہوا اور ما کا الف اجتماع ساکنین کے باعث ساقط ہو گیا مَحْلُولِیْنَ ہوا یعنی صرف تلفظ میں نہ کہ کتابت
میں) اور یہ باب اخشیاشان سے ہے اَحْلُولُیْ یَحْلُولُیْ اَحْلِلَالٌ بمعنی میٹھا ہونا اور میٹھا پانا ۱۲ کذا فی مختار الصحاح

۱۲ قولہ مَضْرُوبِیْنَ، احقر کے پاس جو نسخے ہیں ان میں ایسا ہی لکھا ہے یعنی داو کے بعد بار موحده پھر یائے مشاقہ تھیں
لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ باب اَفْعِلَالُ میں لام کلمہ مکرر ہونا ضروری ہے جیسے اِذْ هِیْمَا مَ سے مَا ذَ هُوَ مَضْرُوبِیْنَ صیغہ جمع مونث
غائب نفی ماضی مجہول کہ اسمیں میم مکرر ہے اور مَضْرُوبِیْنَ میں بار موحده جو کہ لام کلمہ ہے مکرر نہیں لہذا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابت

کی غلطی ہے اور صحیح لفظ مَضْرُوبِیْنَ (بار موحده مکرر) ہے جو ضَرْبِ مادہ سے اَضْرَ اَبْ یَضْرُ اَبْ اَضْرَ اَبْ اَضْرَ اَبْ اَضْرَ اَبْ کا صیغہ جمع
مونث غائب نفی ماضی مجہول ہے اس طرح اسکا باب اَفْعِلَالُ سے ہونا صحیح ہو جائے گا ورنہ اس باب سے ہونے کی کوئی صورت نہیں ہوتی ۱۲
ہاں اگر یوں کہا جائے کہ دُشْہَا کے قاعدہ سے باثرانی کو یا سے بدل دیا گیا (حسیا کہ تحقیق اصالت و فریعت مصدر کی بحث میں تحدید کے متعلق مصنف

نے نقل کیا ہے کہ سی مہم ثانی سے بدلی ہوئی ہے تو مَضْرُوبِیْنَ (کے بعد الباء) کا بھی باب اَفْعِلَالُ سے ہونا درست ہو جائے گا۔ ۱۲
۱۳ قولہ فَاذَارَ اَنْتُمْ یوری آیت اس طرح ہے۔ وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَاذَارَ اَنْتُمْ فِیْہَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ
(ترجمہ) اور جب تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔ بارہ الہدی ۱۲

۱۴ قولہ اِذَا اَرَاْتُمْ اِیْ تَدَافِعْتُمْ وَ اَخْتَلَفْتُمْ مِنَ الدَّرْعِ وَ ہُوَ الدَّرْعُ وَ بَابِ قَطْعِ ۱۲ مختار الصحاح ۱۴ قولہ لَنَفَضُوا، آیت اس
طرح ہے فَمَا رَحِمَہُ مِنَ اللّٰهِ لَیْسَ لَہُمْ وَ کُوْکُبٌ فَطَا عَلَیْہِ الْقُلُوبُ لَنَفَضُوا مِنْ حَوْلِ اللّٰہِ سَوَّآلِ عَمْرٍ وَ
اور ترجمہ یعنی سو گھم اللہ ہی کی رحمت ہے جو لوگوں کو ان کو مل گیا اور اگر ہوتا تو نہ تو سخت دل تو مفرق ہو جاتے تیرے پاس سے ۱۲ محمد رفیع عثمانی عفر

سے ہے، اس پر لام تاکید داخل ہوا تو ہمزہ وصل گر گیا لا نَقَضُوا ہوا۔

صَلَّيْ أَسْتَغْفِرْتَ ب ہمزہ استغفار آنے کے باعث ہمزہ وصل ساقط ہو گیا اور ہمزہ وصل کی بجائے ہمزہ مفتوحہ آجانے سے صیغہ میں اشکال پیدا ہو گیا اصل صیغہ اسْتَغْفِرْتَ ہے جس میں کوئی اشکال نہیں۔
صَلَّي تَطَاهَرُوا ب تفاعل سے صیغہ جمع مذکر حاضرات ثبات فعل مضارع معروف ہے۔
تَتَطَاهَرُوا تھا ایک تار بقاعدہ معلومہ حذف ہو گئی۔

صَلَّيْ لَتَكْمُلُوا ب باب افعال سے صیغہ جمع مذکر حاضرات ثبات فعل مضارع معروف صحیح ہے لام جارہ کے بعد جو آنے مقدر ہے اس کے باعث نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ اس جیسے صیغوں میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ طالب علم لام کو لام امر سمجھ کر حیران ہوتا ہے کہ حاضر معروف میں لام امر کیسے آگیا؟

صَلَّيْ وَلَتَأْتِ ب ضرب ب سے صیغہ واحد مؤنث امر غائب معروف ہمزوار ناقص یائی ہے، واو آنے کی وجہ سے لام ساکن ہو گیا۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ لام امر واو کے بعد وجوباً ساکن ہو جاتا ہے اور فار کے بعد جوازاً۔ اور وجہ اُنکی یہ ہے کہ جہاں بھی فَعِلٌ کا وزن ہو خواہ بالاصالت یا بالعرض۔ عرب اس کے وسط کو ساکن کر دیتے ہیں۔ کَتِفٌ کو کَتِفٌ کہتے ہیں، اور (چونکہ) لام امر کا مابعد متحرک ہوتا ہے اس لئے واو یا فار داخل ہو نیسے فَعِل کی صورت بالعرض پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا لام کو ساکن کر دیتے ہیں اور واو میں وجوب کا سبب کثرة استعمال ہے۔ وَلَتَأْتِ تَأْتِ مضارع سے بنا ہے، آخر کی یار لام امر کے باعث ساقط ہو گئی۔

۱۵ قولہ لَا تَقْضُوا إِلَّا نَقْضًا ضَلَّ الْقَضَىٰ وَاصِلُهُ الْقَضَىٰ دہوا لکسر بالتفرقة بابہ نَصَر ۱۲ مختار الصحاح ۵ تَطَاهَرُوا
سورۃ بقرہ رکوع ۵ میں ہے تَحَرَّاتُمْ لَهَؤْلَاءَ تَقْضُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِّن دِيَارِهِمْ تَطَاهَرُونَ
عَلَيْهِمْ بِالْأَيْمِ وَالْعُدْوَانِ ۱۲ ر ۵ قولہ بقاعدہ معلومہ یہ قاعدہ باب تفاعل کے بیان میں گزر چکا ہے ۱۲ ر ۵
۱۵ قولہ لَتَكْمُلُوا پوری آیت یوں ہے وَلَتَكْمُلُوا الْجِدَّةَ وَلَيَكْبُرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ پارہ
سیقول سورۃ بقرہ رکوع ۲۵ ۱۵ قولہ وَلَتَأْتِ آیت میں ہے وَلَتَأْتِ طَلِيفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يَصْلُوا فَلْيَصْلُوا مَعَكُمْ
وَلْيَأْخُذُوا جِدَّتَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ۔ پارہ ۱۵ وجہات سورۃ نساء رکوع ۱۵ - ۱۲ حاشیہ ۱۵ قولہ فَعِلٌ مفتوح فار و کسر میں
اور لام میں تینوں حرکات ۱۲ ر ۱۵ قولہ کَتِفٌ بالاصالت کی مثال ہے ۱۲ ر ۱۵ قولہ ہو جاتی ہے اس لئے کہ جب مثلاً
لَتَأْتِ پیدا داخل ہوا تو واو، لام امر، اور تار کے مجموعہ سے فَعِل (وَلَتِ) کی صورت بالعرض پیدا ہو گئی کیونکہ واو مفتوح فار
مفتوح کے قائم مقام اور لام مکسور عین مکسور کے قائم مقام اور تار لام متحرک کے قائم مقام ہو گئی اور یہ بالعرض ہے بالاصالت
نہیں اس لئے کہ یہ صورت اس صیغہ میں ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ واو کے داخل ہونے سے محض عارضی طور پر پیدا ہو گئی ہے واو الگ کر لیا جائے
تو یہ صورت باقی نہیں رہتی برخلاف کَتِف کے کہ اس میں فَعِل کا وزن بالاصالت ہے کیونکہ کسی خارجی کلمہ کیساتھ ملنے سے یہ وزن پیدا نہیں
ہوا بلکہ اصل وضع ہی اسی اس وزن پر ہوئی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهِ وَلِعَمِّ سَعْيِي فِيهِ

ص ۳ دِیْتَقُّہُ ب افتعال سے صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص ہے یَتَقُّی تھا اپنے ماقبل پر عطف کے باعث جزم سے یار ساقط ہو گئی ماقبل کا صیغہ اس طرح ہے - وَ مَنْ یُطِیعَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَخْشَ اللّٰہَ وَ یَتَّقِہُ - مَنْ کی وجہ سے یُطِیعُ، یَخْشَ اور یَتَّقِہُ تینوں مجزوم ہیں۔ جزم کے باعث آخری دو میں حرف علت ساقط ہو گیا اور یُطِیعُ میں عین جو کہ لام کلمہ ہے ساکن ہو گئی تھی، جب مابعد کے لام کے ساتھ اجتماع ساکنین ہوا تو عین کو کسرہ دیدیا گیا اور یَتَّقِہُ میں حذف یار کے بعد ضمیر مفعول لگنے سے وزن فِعْل کی صورت پیدا ہو گئی لہذا قاف کو ساکن کیا یَتَّقِہُ ہوا۔

ص ۴ اَرْجَہُ ب اَرْجَہُ افعال سے صیغہ واحد مذکر حاضر معروف ناقص ہے مفعول کی ضمیر واحد مذکر غائب لگنے سے اَرْجَہُ ہو گیا، چونکہ قرآن مجید میں اس کے بعد لفظ وَاَخَاہُ واقع ہے اس لئے ”جہ و“ سے صورتہ وزن فِعْل مثل اِبل پیدا ہو گیا اور عربوں کا قاعدہ ہے کہ اس وزن میں بھی وسط کو ساکن کر دیتے ہیں اس لئے ہار کو ساکن کیا، اَرْجَہُ وَاَخَاہُ ہو گیا۔

ھ عَصَوْا ب یہ رَمَوْا کی طرح عَصَوْا جمع مذکر غائب ماضی معروف ہے۔ ”بِمَا عَصَوْا وَ کَانُوا یَعْتَدُوْنَ“ میں اس کے بعد وَاِعْطَفَ آگیا۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ وَاو غیر متدہ کا ادغام وَاو عطف میں ہو جاتا ہے لہذا عَصَوْا وَ کَانُوا ہو گیا۔

۱۔ قولہ جزم سے کیونکہ معطوف علیہ مَنْ کی وجہ سے مجزوم ہے ۱۲ ارف ۱۵ قولہ دِیْتَقُّہُ تہمتہ آیت یہ ہے قَاوِلَیْکَ ھُمْ اَلْقَاوُؤْنَ پارہ ۵۱ سورہ فدر کوع ۷ اور ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور ڈرتا رہے اللہ سے اور تقویٰ اختیار کرے اسکا، پس وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ۱۲ ارف ۱۵ قولہ ہو گیا اصل میں یَخْشَی وَ یَتَّقِی تھا، ۱۲ ارف ۱۵ قولہ یُطِیعُ ۱۱ اس سوال کا جواب ہے کہ مَنْ کی وجہ سے یُطِیعُ کی عین ساکن ہوتی چاہئے حالانکہ وہ یہاں مکسور ہے؟ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ مابعد کے لام الخ یعنی لفظ اللہ کے لام کے ساتھ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ فِعْل کی صورت، یعنی تَقِہُ تائے مفتوح وقاف مکسور اور ہار مکسور میں ۱۲ ارف ۱۵ قولہ اَرْجَہُ آیت میں ہے قَالُوا اَرْجَہُ وَاَخَاہُ وَاَنْرِلْ فِی الْمَکَاثِرِیْنَ حَاشِرِیْنَ، یعنی فرعون کے مصاحبین نے کہا کہ ڈھیل دے اسکو یعنی موسیٰ کو اور اسے بھائی کو یعنی ہارون کو اور بھیج پرگنوں میں جمع کرنیوالوں کو سورہ اعراف ۱۲۱ ۱۵ قولہ اَرْجَہُ، مِنْ اِلَاجَاءِ یَقَالُ اَرْجَیْتُ اَرْجَہُ مَرَّی اَخْرَجْتَهُ یُھْمَرُ وَ لَیْکَی واصله الرجاء وھو اَکْمَلُ یَقَالُ رَجَاہُ مِنْ بَابِ عَدَا ۱۱۔ اَنْکَ اِنِیْ لَمُتَا لَاصْحٰح ۱۹ قولہ عَصَوْا فِی قَوْلِ تَعَالٰی وَضِعَتْ عَلَیْھُمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْکِنَةُ وَ بَاءُ وَاِیْعَظِبَ رَنِ اللّٰہِ ذَالِکَ بِاَنْھُمْ کَانُوْا یُکْفَرُوْنَ بِاٰیَاتِ اللّٰہِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ذَلِکَ بِمَا عَصَوْا وَ کَانُوا یَعْتَدُوْنَ ۵ (پارہ الم رکوع ۱۵) ۱۵ قولہ بِمَا عَصَوْا ۱۱ ما مصدر یہ ہے اور ترجمہ یہ ہے کہ ان کی (یعنی یہودیوں کی) نافرمانی اور حد سے تجاوز کے سبب ۱۲ ارف ۱۵ قولہ وَاو غیر متدہ، جیسا کہ مضاعف کے پہلے قاعدہ میں گزر چکا ہے۔ اور عَصَوْا میں وَاو غیر متدہ ہے کیونکہ وَاو ساکن کے ماقبل کی حرکت واو کے موافق نہیں ۱۱ ارف

ص ۱۸ اَنْمَنْ ب اَنْ نَمَنْ صیغہ متکلم مع الغیر مضارع معروف مضاعف ہے۔ اَنْ کی وجہ سے منصوب ہے، باب نصر سے نَمَنْ کی طرح ہے۔ اَنْ کا نون متکلم کے نون میں مدغم ہو گیا ہے۔
ص ۱۹ لَمُنْتَنِي ب صیغہ لَمُنْتَنِي جمع مؤنث حاضر اثبات ماضی معروف اجوف ہے۔ قُلْتُ کی طرح باب نصر سے ہے۔ اس کے آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم لگنے سے لَمُنْتَنِي ہو گیا۔

ص ۲۰ اَمَّا تَرْيِي ب فتح سے صیغہ واحد مؤنث حاضر اثبات مضارع معروف بانون ثقیلہ مہموز عین و ناقص ہے، دراصل تَرْيِي تھا، نون ثقیلہ کے باعث نون اعرابی حذف ہو گیا، اور یاء کو جو غیر مدہ تھی اجتماع ساکنین بانون ثقیلہ کی وجہ سے کسرہ دیدیا تَرْيِي ہوا، اور تَرْيِي دراصل تَرْيِي ہوا، ہمزہ یَسَلُّ کے قاعدہ سے جو کہ افعال رویت میں وجوبی ہے گر گیا، اور یاء تَوْمِيْن کے قاعدہ سے (گر گئی) اور پہلے لکھ چکا ہوں کہ نون تاکید جس طرح مضارع مثبت کے آخر میں لام تاکید کے بعد آتا ہے اسی طرح اَمَّا شرطیہ کے بعد بھی آتا ہے اسی قبیل سے اَمَّا تَرْيِي ہے۔

ص ۲۱ اَلَمْ تَرَ ب رُوِيَّة سے صیغہ لَمْ تَرَ واحد مذکر حاضر نفی جہلم در فعل مستقبل معروف ہے۔ تم اس کے جملہ صیغوں کے اعلاالات تصاریف افعال میں جان چکے ہو ہمزہ استفہام آئنی وجہ سے اَلَمْ تَرَ ہو گیا۔

ص ۲۲ قَالِيْنَ ب صَرَب سے صیغہ جمع مذکر اسم فاعل ناقص ہے بمعنی ”دشمن رکھنے والے“ قَالِيْنَ تھا، رَامِيْنَ کے قاعدہ سے تعلیل کی گئی ہے۔ اگرچہ یہ صیغہ مشکل نہیں لیکن بسا اوقات دوسری زبان کے دوسرے لفظ کے ساتھ اشتراک کے باعث صیغہ میں اجنبیت پیدا ہو جاتی ہے تو چونکہ قالین

۱۔ قولہ اَنْ نَمَنْ فی قولہ تعالیٰ وَ تَرِيْدُ اَنْ نَمَنْ عَلَی الَّذِيْنَ اسْتَضَعُوْا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَاهُمْ اٰمَةً وَ جَعَلْنَاهُمْ اَنْوَارًا ثِيْن (پارہ ۱۲ سورہ قصص رکوع ۷۱ اَمَنْ مصدر سے ہے یعنی احسان کرنا ۱۲ ارف ۱۵ قولہ لَمُنْتَنِي فی قولہ تعالیٰ قَالَتْ فَاِنَّ الْكَفَّ الَّذِيْ لَمُنْتَنِيْ فِيْهِ وَ لَقَدْ رَاوْنَاهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ پارہ ۱۲ سورہ یوسف رکوع ۷۱ ارف ۱۵ قولہ لَمُنْتَنِيْ مصدر اَلَكُمُ وَالْمَلَامَةُ ۱۲ ارف ۱۵ اَمَّا تَرْيِي یعنی اگر تو دیکھے (حضرت مریم سے خطاب ہے) فی قولہ تعالیٰ فَمِنْهَا وَ اَشْرَفِ وَ قَرِيْ سَيَاجٍ فَاَمَّا تَرْيِيْ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقَوْلِيْ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ رَاسِيًّا پارہ ۱۲ سورہ مریم رکوع ۱۲ ارف ۱۵ قولہ غیر مدہ تھی، کیونکہ ما قبل یاء کی حرکت یاء کے موافق نہیں ۱۲ ارف ۱۵ قولہ پہلے، یعنی باب اول کی گردانہ افعال کی فصل میں ۱۲ ارف ۱۵ اَلَمْ تَرَ، یعنی کیا تم نے نہیں دیکھا۔ و تمامہ اَلَمْ تَرَ كُنْتُ فَعَلْتُ رَبَّنَا بِاصْحَابِ الْفِيلِ۔ پارہ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ جان چکے ہو، لہذا یہاں تغیل بیان کر بی ضرورت نہیں تم خود نکال لو ۱۲ ارف ۱۵ قولہ قَالِيْنَ حضرت لوط علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اِنِّيْ لَعَلَّكُمْ مِنَ الْقَالِيْنَ، یعنی میں البتہ تمہارے عمل سے بیزار ہوں، سورہ شعراء رکوع ۹-۱۲ ارف ۱۵ قولہ جمع الخ اسکا واحد قال ہے جو دراصل قَالِيْ تھا ۱۲ ارف کے قاعدہ سے تعلیل ہو کر قال ہو گیا۔ و مصدرہ الْفَعْلُ بَجَرِ الْقَافِ وَالْاَلْفِ الْمُقْصُورَةِ وَالْفَاءِ بِالْفَتْحِ وَالْمَدِّ وَ هُوَ الْبَغْضَى،

ایک قسم کے فرش کو کہتے ہیں، اس لئے اس صیغہ میں اشکال پیدا ہو گیا۔

حکایت :- جس زمانہ میں، میں رامپور تھا بریلی کا ایک طالب علم رامپور آیا ہوا تھا اور مجھ سے شرح ملا پڑھتا تھا اور قبل ازیں بریلی میں مجھ سے کتب صرف پڑھ چکا تھا، اپنی عادت کے مطابق میں نے اُسے صیغہ بیان کرنے کی مشق کرائی ہوئی تھی، اور اس نے مشکل صیغہ یاد کر رکھے تھے۔ رامپور کا ایک منہتی طالب علم اس طالب علم سے مناظرہ کے لئے تیار ہو گیا، اس بیچارہ نے عدم مساوات اور تباہین بین الدرجتین کا لفظ مشرقین کا بہت عذر کیا لیکن رامپوری نے ایک نہ سنی۔

سمجھدار طلباء کا دستور ہے کہ ایسے موقع پر سوال کی ابتداء اپنی ہی طرف سے کر میں مصلحت سمجھتے ہیں اس بیچارہ نے اسی دستور کے مطابق مناظرہ کا آغاز اس طرح کیا کہ رامپوری سے پوچھا کہ ”آسمان“ کیا صیغہ ہے؟ سنتے ہی رامپوری کی عقل جکرا گئی اپنے ذہن کو بہت گردش دی (لیکن) اس کی سیر اس صیغہ کے کسی بڑے تک نہ پہنچ سکی، اور ”خمسۃ متحیرہ“ کی طرح حیران رہ گیا۔

باپ کو کہنا اس لحاظ سے کہ آئے کو اُف پر لحاظ ذکرۃ فوقیت حاصل ہے اور یہاں بھی لفظ مشرقین کا ذکر لفظ آسمان کی مناسبت سے ہے اور اسی مناسبت سے آگے بھی کئی لفظ آ رہے ہیں جو علم ہیئت کی اصطلاح ہیں کیونکہ علم ہیئت میں افلاک کی حرکات اور ہیئتوں سے بحث کیجاتی ہے ۱۲۵ قولہ گردش، لفظ چکر و گردش دونوں میں ایہام ہے جو لفظ آسمان کی مناسبت سے ہے۔ کیونکہ دونوں کے معنی قریب تو حرکت مستدیرہ کے ہیں، اور معنی بعید مجازی ہیں یعنی ذہن کو کسی امر میں غور و فکر کی طرف متوجہ کرنا اور یہاں یہی مراد ہیں۔ ۱۲۶ قولہ سیر، لغت چلنا، اور فن ہیئت کی اصطلاح میں فلک کی حرکت کو کہتے ہیں ۱۲۷ قولہ برج، لغت میں قصر اور محل کو کہتے ہیں اور فن ہیئت کی اصطلاح میں فلک کے بارہ مساوی حصوں میں سے ہر ایک حصہ کو برج کہتے ہیں۔ جمع بروج ہے ۱۲۸ قولہ خمسۃ متحیرہ، سات مشہور سیاروں میں سے پانچ سیاروں کے مجموعہ کا نام ہے، اور پانچ یہ ہیں عطارد، زہرہ، مشتری، مریخ، زحل، اور انکو متحیرہ اس لئے کہتے ہیں کہ قدیم علماء ہیئت کی تحقیق یہ ہے کہ پانچ سیارے کبھی کبھی اپنی حرکت عادیہ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگتے ہیں اور پھر حسب معمول آگے کو بڑھنے لگتے ہیں اور باقی دو سیارے شمس و قمر ہیں۔

۱۲ حاشیہ

۱۲۹ قولہ کہتے ہیں، یعنی فارسی وارد میں ۱۳۰ قولہ بریلی ہندوستان کے صوبہ یوپی کا مشہور شہر ہے ۱۳۱ قولہ رامپور یہ بھی ہندوستان کے صوبہ یوپی کا مشہور شہر ہے ۱۳۲ قولہ شرح ملا، غالباً ملا جامی کی مشہور کتاب ”شرح جامی“ مراد ہے ۱۳۳ قولہ بین الدرجتین یعنی اپنے اور اس منہتی طالب علم کے درجوں کے درمیان، اور یہ لفظ یہاں برسبل ایہام ذکر کیا گیا ہے، اور ایہام علم بلاغت کی اصطلاح میں اسکو کہتے ہیں کہ کوئی لفظ ایسا ذکر کیا جائے جسکے دو معنی تحمل ہوں، ایک قریب اور دوسرے بعید، اور مراد معنی بعید ہوں، یہاں لفظ درجہ بھی ایسا ہی ہے کہ اسکے ایک تو معنی بعید ہیں یعنی مرتبہ اور ایک معنی قریب ہیں جو فن ہیئت کی اصطلاح کے اعتبار سے ہیں کیونکہ علماء ہیئت نے فلک کے مفروضہ دائروں کو تین سو اٹھ حصوں پر تقسیم کیا ہوا ہے اور ہر حصہ کو ایک درجہ کہتے ہیں اور یہ ایہام لفظ آسمان کی مناسبت سے کیا گیا ہے جو کہ آگے آ رہا ہے ۱۳۴ قولہ کا مشرقین یعنی مشرق و مغرب، اور مغرب کو مشرق کہنا تغلیب کے طور پر ہے اور تغلیب اسکو کہتے ہیں کہ دو متقابل چیزوں میں سے ایک کو جوئی نفس غالب ہو غالب قرار دیکر شئی مغلوب پر بھی غالب کہہ کر اطلاق اس طرح کریں کہ شئی غالب کہہ کر اسی کا متغلب بنادیں، جیسے مشرق و مغرب کو مشرقین کہنا اس لحاظ سے کہ مشرق کو مغرب پر فوقیت حاصل ہے اور جیسے ابونین اماں

اس کا سبب بھی دہی اشتراک لفظی ہے ورنہ صیغہ مشکل نہیں اَفْعَلَانِ کے وزن پر اسم تفضیل کا تشنیہ ہے وقف کے باعث نون ساکن ہو گیا۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ باب افعال سے صیغہ تشنیہ مذکر غائب ماضی معروف ہو کہ آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم تھی، یاء حذف ہو گئی اور نون کا کسرہ وقف کی وجہ سے گر گیا۔

اور لفظ قالین میں دو اور احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ باب مفاعله سے قالِ يُقَالُ ناقص کا صیغہ جمع مونث امر حاضر معروف ہو، اور قحیٰ بمعنی دشمنی ہر نا سے مأخوذ ہو، دوسرا یہ کہ اسی باب سے واحد مونث (امر) حاضر معروف ہو۔ آخر میں نون وقایہ و یائے متکلم لگ کر یاء حذف ہو گئی اور نون وقایہ کا کسرہ وقف کے باعث گر گیا۔ لیکن یہ دونوں احتمال قرآن مجید میں جاری نہیں ہو سکتے کیونکہ رَافِی لَعَمْرُکُمْ مِنَ الْقَالِیْنَ معروف باللام واقع ہوا ہے۔

قَوْلِیْنِ جو کتاب مشہور ”جوانا موتی“ کا پہلا صیغہ ہے وہ (بھی) اسی باب سے جمع مونث غائب اثبات ماضی مجہول ہے۔

۱۰ قولہ اَفْعَلَانِ، یعنی سَمَاءٌ سَمُوْا اَسْمَ تفضیل اسمی کا تشنیہ ہے لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ اسمی کا تشنیہ اَسْمَانِ ہے نہ کہ اَسْمَانِ کیونکہ الف تشنیہ سے قبل واؤ دیا گئے ماقبل مفتوح میں تھیل نہیں ہوتی جیسا کہ ساتویں قاعدہ کی شرائط میں گزر چکا۔ ۱۱ قولہ اور یہ بھی الخ اس توجیہ پر بھی اعتراض ہوتا ہے کہ باب افعال کی ماضی معروف کا تشنیہ اَسْمَانِ ہے نہ کہ اَسْمَا وجہ وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ الف تشنیہ سے قبل واؤ دیا گئے متحرک ماقبل مفتوح میں ساتواں قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ نیز مصنفؒ کی فرمودہ دونوں توجیہات پر یہ اعتراض بھی ہوتا ہے کہ اگر دونوں توجیہات صحیح تسلیم بھی کر لی جائیں تب بھی یہ لفظ اَسْمَانِ بقصر الہمزہ ہوتا ہے نہ کہ اَسْمَانِ بفتح الہمزہ حالانکہ دعویٰ ہمزہ مدودہ کا ہے۔ سوال ہے :- دونوں توجیہیں اس طرح صحیح قرار دی جاسکتی ہیں کہ اس لفظ کا مادہ س م و کی بجائے اس م قرار دیا جائے۔ اس صورت میں مذکورہ اعتراضات میں سے کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا۔ جواب ہے :- مادہ اس م سے نہ کوئی فعل عربی زبان میں آتا ہے اور نہ کوئی مشتق لہذا لفظ اَسْمَانِ کو نہ باب افعال کی ماضی فرار دیا جاسکتا ہے نہ اسم تفضیل کا صیغہ تشنیہ ۱۲ رت ۱۱ قولہ گر گیا، اوپر کے حاشیہ میں واضح ہو چکا ہے کہ مصنفؒ نے جو دو توجیہیں لفظ اَسْمَانِ کی ذکر کی ہیں ان میں کوئی بھی اشکال سے خالی نہیں اس لئے ناچیز راقم کی رائے میں اس لفظ کی صحیح توجیہ یہ ہے کہ مادہ س م و سے باب افعال کا صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف ہے نہ کہ تشنیہ اخیر میں نون وقایہ اور یائے متکلم تھی یاء حذف ہو گئی، اور نون وقف کے باعث ساکن ہو گیا، اَسْمَانِ ہوا پھر اَسْمَانِ کے شروع میں ہمزہ استفہام داخل ہوا جس کے باعث دومزہ متحرک اول کلمہ میں جمع ہو گئے، ہمزہ ثانیہ کو الف سے بدل دیا جیسا کہ آلاٹ میں بدلا گیا ہے اَسْمَانِ ہوا، اور باب افعال سے اَسْمَا اَسْمَاءَ کے معنی ”بلند کرنا“ ہیں لہذا اَسْمَانِ کا ترجمہ ہوا ”کیا اس نے مجھے بلند کیا“ والٹر اعلم ۱۲ رت

۱۳ قولہ قُلْ باب ضرب کا مصدر ہے بحسب القاف و فی آخرہ اَلْعُ مقصودۃ ۱۲ منجد

۱۴ قولہ واقع ہوا ہے، اور فعل معروف باللام نہیں ہو سکتا ۱۲ رت ۱۱ قولہ جوانا موتی کتاب کا نام ہے۔ ۱۳ رت

۱۵ قولہ اسی باب، یعنی باب مفاعله سے۔ ۱۲ رت

فائدہ :- کتاب مذکورہ میں اکثر صیغوں کے اعلاالات غلط بیان کر دیئے گئے ہیں، اس لئے یہ کتاب محققین کے نزدیک مقبول نہیں۔

ص ۱۸۱ اَشْدُّ جَوْبًا اَشْدُّ کَامِیَسَ - ب شدت بمعنی قوت کی جمع ہے جیسے نعمت کی جمع اَنْعَمٌ، کذا فی البیضاوی، اور قاموس میں یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ شَدُّ کی جمع ہو جو قوت ہی کے معنی میں ہے۔
ص ۱۸۱ یَکُفُّ ب دراصل کُمُ یَکُنُّ تھا چونکہ قاعدہ ہے کہ فعل ناقص کا آخری نون بوقت جواز مجزئ الحذف اس لئے نون کو حذف کر دیا گیا۔ کُمُ اَلْکُفُّ، اِنْ یَکُفُّ بھی قرآن مجید میں واقع ہوئے ہیں۔

ص ۱۸۱ یَهْدِی ب افتعال سے صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص ہے دراصل یَهْدِی تھا۔ چونکہ افتعال کا عین کلمہ دال تھا تاہم کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کیا اور فار کو کسرہ دے دیا یَهْدِی ہوا، اور فتح بھی جائز ہے یَهْدِی بھی کہہ سکتے ہیں۔

ص ۱۸۱ یَخْصِمُونَ ب دراصل یَخْصِمُونَ تھا، عین افتعال کی جگہ صاد ہو نیچے باعث یَهْدِی کا سائل کر دیا گیا۔ ان دونوں صیغوں کے قاعدہ کا بیان ابواب کی گردانوں میں ہو چکا ہے۔
ص ۱۸۱ وَدَّ کَرَّ ب دراصل اِذْ تَکَرَّرَ تھا، فائے افتعال ڈال ہونے کے باعث تار کو دال سے

۱۔ قولہ اَشْدُّ فی قولہ تعالیٰ وَکَلَّمَآ اَشْدُّ کَا اَنْیَاسًا حُکْمًا وَعِلْمًا وَکَلَّمَآ لَکَ نَجْوٰی الْمُحْسِنِیْنَ سورہ یوسف رکوع ۱۲
۲۔ قولہ اَنْعَمٌ مطلب یہ ہے کہ اَشْدُّ بھی دراصل اَشْدُّ دُ بوزن اَنْعَمٌ تھا، یَمْلُکُ کے قاعدہ سے اَشْدُّ ہوا۔ اور قرآن مجید میں مفعول بہ واقع ہو نیچے وجہ سے منصوب ہو گیا اور مضاعف ہونے کے باعث تنوین ساقط ہو گئی ۱۲ رت ۵۳ قولہ کُمُ یَکُفُّ فی قولہ تعالیٰ فَکُمُ یَکُفُّ یَنْفَعُهُمْ اٰیٰمًا مَّهِمًّا لِّمَا کُنَّا رَاٰیَا سَآءَ سُنَّتِ اللّٰهِ اَلَمْ یَخْلَقْ قَدْ خَلَقَتْ فِیْ عِبَادِهِ وَخَیْرًا هٰذَا لَکَ الْکُفْرُوْنَ ہ پارہ ۱۸
۳۔ سورہ مؤمن کی آخری آیت رکوع ۵۔ ۱۲ رت ۵۴ قولہ کُمُ اَلْکُفُّ اِلٰہِ لَکُمُ اَلْکُفُّ کی مثال سورہ مریم میں ہے۔ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ عَلَآمٌ وَّلَکُمُ یَسْتَسْمِعُ بَشَرًا وَّلَکُمُ اَلْکُفُّ بَغِیًّا رکوع ۲۴ اور کُمُ نَزَّ کی مثال سورہ مدثر کے دو رکوع میں ہے۔ قَالُوْا کُمُ نَزَّ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَّلَکُمُ نَزَّ نَطْعَمُ الْمُتَسَكِّیْنَ اور اِنْ یَکُفُّ کی مثال سورہ مؤمن کے چوتھے رکوع میں ہے وَاِنْ یَکُفُّ صَادِقًا یُصْبِحُ لَکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُّ کُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ فِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِیْ کَذَّآبٌ ہ ۱۲ حاشیہ ۵۵ قولہ بھی وھکذا قولہ تعالیٰ وَلَا تَکُفُّ فِیْ ضَلٰتِیْ مِمَّا یَمْکُرُوْنَ ۱۲ انہ ۵۵ قولہ ۲۶ چونکہ صیغہ ۲ کے بیان میں مزید تین صیغوں کُمُ اَلْکُفُّ کُمُ نَزَّ، اور اِنْ تَکُفُّ کا بیان بھی ہو گیا ہے اس لئے انھیں بھی شمار کر کے صیغہ ہذا ۲۶ وال ہوا، ۱۲ رت ۵۴ قولہ یَهْدِی فی قولہ تعالیٰ اَفَمَنْ لَا یَهْدِیْ اِلَّا اَنْ یَّهْدٰی فَمَا لَکُمُ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ پارہ ۱۸ سورہ یونس رکوع ۵۴ ۱۲ حاشیہ ۵۵ قولہ افتعال یہ قاعدہ اور اگلے صیغہ کا قاعدہ باب افتعال کے قواعد میں مفصل بیان ہو چکا ہے ۱۲ رت ۵۴ قولہ یَخْصِمُونَ قولہ تعالیٰ هٰذَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صِیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُ هُمْ وَهُمْ یَخْصِمُونَ - سورہ یسین رکوع دوم۔ ۱۲ حاشیہ ۵۵ قولہ وَدَّ کَرَّ فی قولہ تعالیٰ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّکَرَّ بَعْدَ اَمْسٍ اَنَا لَسْتُ بِکُمْ بِتَّوٰلِیْمٍ فَارْسَلُوْا۔ سورہ یوسف رکوع ششم ۱۲ رت

بدلا اور ذال کو ذال سے بدل کر وال میں ادغام کر دیا۔

ص ۱۲۸ کُوب اسی باب سے ہے اور تصاریف ابواب میں تم جان چکے ہو کہ یہاں فلت (ادغام یعنی) واؤ ذکُور اور وال کو ذال سے بدل کر ادغام (یعنی) واؤ کُور بھی جائز ہے۔

ص ۱۲۹ تَدْعُوْنَ ب افتعال سے ناقص واوی صیغہ جمع مذکر (حاضر) اثبات مضارع معلوم ہے۔ دراصل تَدْعُوْنَ تھا، فار کے وال ہونے کے باعث تاء وال ہو کر وال اول میں مدغم ہو گئی اور یہ بقاعدہ تَدْعُوْنَ خف ہوئی۔ ص ۱۳۰ مَزْجُوب افتعال سے مصدر میم صحیح ہے۔ دراصل مَزْجُوب تھا، فار کے زار ہونیکے باعث تاء وال سے بدل گئی، اور وزن کے اعتبار سے صیغہ مفعول و ظرف بھی ہو سکتا ہے۔ قاعدہ کا بیان ابواب کی گردانوں میں ہو چکا ہے۔

ص ۱۳۱ فَمِنْضُطَّرَّ ب افتعال سے اَضْطَرَّ صیغہ واحد مذکر غائب اثبات ماضی مجہول مضاعف ہے۔ ہمزہ وصل درمیان میں آنے کے باعث گر گیا، اور نون ساکن الشاکن اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ کے قاعدہ سے مکسور ہو گیا، اور تائے افتعال ضاد کے باعث طار سے بدل گئی۔

ص ۱۳۲ مَضْطَرُّ ثَوْب قرآن مجید میں اَلَا مَا اَضْطَرُّ ثُمَّ اَلَيْسَ ہے افتعال سے مضاعف صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی مجہول ہے۔ ہمزہ وصل درمیان میں آنے کے باعث گر اور ما کا الف ساکنین کے باعث، اور تائے افتعال ضاد کے باعث طار ہو گئی۔

قاعدہ ۱۲- رت

۵۵ قولہ فَمِنْضُطَّرَّ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى فَمِنْضُطَّرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا ثُمَّ عَلَيْهِ طَائِلٌ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ رَحِيمٌ سورہ بقرہ رکوع ۲- ۱۲ حاشیہ

۵۹ قولہ نُونِ سَاكِنٍ یعنی نون کا نون۔ ۱۲ رت

۵۶ قولہ ضاد کے باعث، مفصل قاعدہ ابواب کی گردانوں میں

باب افتعال کے بیان میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ رت

۵۷ مَضْطَرُّ ثُمَّ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِّرَ اَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ كُمْ اَلَا مَا اَضْطَرُّ ثُمَّ اَلَيْسَ سورہ انعام رکوع ۱۲، ۱۳ رت

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهِ وَلِمَنْ سَحَى فِيهِ

۵۷ قولہ کر دیا اور ہمزہ وصل لمحق واد کے باعث تلفظ سے گر گیا۔ ۱۲ رت ۵۸ قولہ مُدَّكُوْرٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَقَدْ يَكْسُرُنَا الْقُرْآنَ لِلَّذِي كُوفِهْمُ مِنْ مُدَّكُوْرٍ، بارہ قال فما خطبکم سورہ قمر میں یہ آیت کہی بار آئی ہے۔ ۱۲ رت

۵۹ قولہ تَدْعُوْنَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى فَلَمَّا نَأَوْهَ زُلْفَةً سَيِّئَتْ وُجُوْهُ الْاِيْنِ كُفْرًا وَوَقِيلَ هَذَا الْاِيْنُ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدْعُوْنَ سورہ ملک رکوع دوم۔ ۱۲ رت ۶۰ قولہ مُزْجُوبٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْاَنْبَاءِ مَا فِیْهِ مُزْجُوبٌ بارہ قال فما خطبکم سورہ قمر رکوع اول ۱۲ رت

۶۱ قولہ صحیح یعنی مقتل وغیرہ نہیں ۱۲ رت

۶۲ قولہ فار یعنی افتعال کا فار کلمہ زار تھی۔ ۱۲ رت

۶۳ قولہ قاعدہ یعنی تائے افتعال کو وال سے بدلنے کا

صَلَّ فَمَسَطَا عَوَابِ در اصل فَمَا اسْتَطَاعَا عَوَابُ تھا، استفعال سے صیغہ جمع مذکر غائب نفی ماضی معروف اجوف واوی ہے۔ تائے استفعال حذف کر دی گئی، اور ہمزہ وصل درمیان میں ہونے کے باعث اور ماکا الف ساکنین کے باعث گر گیا۔ فَمَا اسْتَطَاعَا عَوَابُ ہوا۔

صَلَّ لَمْ تَسْطِعْ ب در اصل لَمْ تَسْتَطِعْ تھا، تار حذف کر دی گئی اور اعلال لَمْ تَسْتَطِعْ کی طرح ہے۔
صَلَّ مَضِيًّا ب مَضِيٍّ کا مصدر ناقص ہے۔ در اصل مَضِيًّا تھا بقاعدہ مَضِيٍّ اعلال کیا گیا، اور اس میں کسرہ فار بھی جائز ہے۔

صَلَّ عَصِيَّتَهُمُ ب عَصَا کی جمع عَصِيٌّ ہے۔ در اصل عَصَوُوْ تھا، بقاعدہ عَصِيٌّ دونوں واویار سے بدل کر ماقبل کے ضمے کسرہ سے بدل گئے۔

صَلَّ لَنْسَقَعَنَّ ب لَنْسَقَعَنَّ بروزن لَنْسَقَعَنَّ صیغہ متکلم مع الغیر لام تاکید بانون خفیفہ ہے۔ کبھی نون خفیفہ کو تنوین کی مشابہت کے باعث اس کی صورت میں لکھ دیتے ہیں (یہاں) اسی طرح لکھا گیا ہے، اسی لئے صیغہ میں اشکال پیدا ہو گیا۔

صَلَّ نَبِغْ ب نَبِغْ نَبِغْ کی جمع ہے۔ یار کو اس قاعدہ سے حذف کیا گیا ہے کہ حالت وقف میں ناقص کے آخر سے حرف علت کا حذف جائز ہے، اور محققین علم صرف نے لکھا ہے کہ علی الاطلاق عرب کا محاورہ ہے کہ بغیر جزم و وقف کے بھی يَدْ عَوْ يَرْحِيْ کو يَدْ عَوْ يَرْحِيْ کہہ دیتے ہیں۔

صَلَّ عَوَاشٍ ب عَوَاشِيَّةٌ کی جمع ہے۔ قاعدہ جَوَازِ پر عمل کیا گیا ہے۔ اس جیسے صیغوں کی تحلیل

۱۔ قولہ فَمَسَطَا عَوَابُ فی قولہ تعالیٰ فَمَا اسْتَطَاعَا عَوَابُ اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعَا عَوَابُ اَنْ يَّظْهَرُوْهُ ۱۳۔ قولہ حذف اس کا قاعدہ بھی باب استفعال کے بیان میں گر چکا ہے۔ ۱۲۔ قولہ لَمْ تَسْطِعْ فی قولہ تعالیٰ حَکَاۃً عَنْ الْخَضِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذَا لَکَ تَاْوِیْلٌ مَّا لَمْ تَسْطِعْ عَلَیْہِ صَلَٰوۃُ سُوْرۃ کہف رکوع ۱۳۔ ۱۲۔ قولہ مَضِيًّا فی قولہ تعالیٰ وَکُوْنُ شَاۡءٍ لِّسَخْنٰہُمْ عَلٰی مَکَانَہُمْ فَمَا اسْتَطَاعَا عَوَابُ مَضِيًّا وَاَلَا یَرْجِعُوْنَ ۱۳۔ ۱۲۔ قولہ عَصِيَّتَهُمُ فی قولہ تعالیٰ فَانْقَضَتْ عَصِيَّتُهُمْ وَقَالُوا لَیْسَ عَلَیْہِ اِیْمَانٌ فَرَعُوْنَ اِنَّا لَنَخۡشِیُ الْعَالِیۡنَ سُوْرۃ الشعراء رکوع ۱۳۔ ۱۲۔ قولہ لَنْسَقَعَنَّ فی قولہ تعالیٰ لَنْسَقَعَنَّ بِاللَّصِیۡطَةِ نَاصِیۡطَہٗ کَاذِبَۃً خَاطِیۡطَہٗ سُوْرۃ علق پارہ عم (ترجمہ) گھسیٹیں گے جوئی پیر کو، کیسی چوٹی، جوئی گہکار (از ترجمہ شاہ عبدالقادر) سَقَمَ بِنَاصِیۡطَہٗ قَبِضَ عَلَیْہَا فَاجْتَذَبَہَا بِاَسْمِ فَتَحَ (مختار الصحاح والنجد) ۱۲۔ قولہ نَبِغْ فی قولہ تعالیٰ ذَا لَکَ مَّا لَکَا نَبِغْ فَارْتَلَّ عَلٰی اَشَارِہِمَا قَصَصًا (سورہ کہف رکوع ۱۳۔ ۱۲۔ قولہ عَوَاشٍ فی قولہ تعالیٰ لَہُمُ مِنْ جَہَنَّمَ مَرۡہَاۃٌ وَّمِنْ فُوۡرِہُمُ عَوَاشٍ وَکَانَ اَللّٰکَ یُجۡزِیُ الظَّالِمِیۡنَ (سورہ اعراف رکوع ۱۳۔ ۱۲۔ قولہ عَوَاشِیَّةٌ، مؤنث الغاشی و هو الغطاء والغاشیۃ من اسماء القیامۃ ایضا لَانہَا تَغْشِیُ بِالْاَفْرَاسِہَا، ومصدره العَاشَاۃُ بابہ فرح ۱۲۔ کذا فی مختار الصحاح ۱۳۔ قولہ کر دی گئی، اس کا قاعدہ بھی وہی ہے جو فَمَا اسْتَطَاعَا میں ہے اور باب استفعال کے بیان میں گر چکا ہے۔ ۱۲۔ قولہ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لَکَا تِبَہِ وَلَمۡنَ سَعِیَ فِیہ

میں ایک طویل بحث ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ متمیماً للافادة (اسے بھی) سر کریں۔ جَوَارِ حسی مثالوں میں بحالت رفع وجر یا حذف ہو کر عند عدم الاضافة واللام تنوین آجاتی ہے اور بحالت نصب مطلقاً یا مفتوح ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے جَاءَ ثَنِيَّ جَوَارٍ وَمَرَرْتُ بِجَوَارٍ وَرَأَيْتُ جَوَارِيَّ اور اضافة ولام کے وقت رَفَعًا وَجَرًّا آخر میں یا رساکن ہوتی ہے۔ جیسے جَاءَ ثَنِيَّ الْجَوَارِيَّ وَمَرَرْتُ بِالْجَوَارِيَّ۔

پس اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہ وزن صیغہ منتهی المجموع کا ہے جو منع صرف کے نو اسباب میں سے ہے۔ (لہذا) چاہیے کہ اس میں تنوین مطلقاً نہ آئے اور یا کبھی حذف نہ ہو۔ چنانچہ اسم تفضیلِ اَوَّلٰی وَاَعْلٰی وغیرہ میں الف اسی لئے حذف نہیں ہوا کہ منع صرف کے باعث جسکی علت وزن فعل ووصف ہے، ان میں تنوین نہیں آئی تھی۔ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اصل اسماء میں انصراف ہے۔ پس ہر اسم کی اصل منصرف نکلے گی لہذا یہاں اصل باتنوین نکال کر حالت نصب میں یا چونکہ قاض کے قاعدے سے ساقط نہیں ہوتی تو وزن منتهی المجموع میں کوئی خلل نہ آیا۔ لہذا کلمہ غیر منصرف ہو کر تنوین حذف ہو گئی اور حالت رفع وجر میں یا چونکہ قاض کے قاعدہ سے گر گئی تو جَوَارٍ بروزن مفرد مثل سَلَامٍ وَكَلَامٍ ہو کر وزن منتهی المجموع باطل ہو گیا اور یہاں منع صرف کا مدار اسی پر تھا، لہذا کلمہ منصرف باتنوین رہا، اور حذف یا قائم رہا، اور اَعْلٰی اور اسکی امثال میں اصل باتنوین نکالی تھی لیکن الف التثانیہ ساکنین باتنوین کے باعث گر جانے کے بعد بھی سبب منع صرف زائل نہ ہوا کیونکہ یہاں سبب منع صرف دو چیزیں ہیں۔ وصف کہ جس میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا۔

اور وزن فعل کے لئے اس مقام پر یہ شرط ہے کہ ابتداء میں حروف اتین میں سے ایک ہو

۱۔ قولہ مطلقاً یعنی خواہ اضافة یا لام تعریف ہو یا نہ ہو ۱۲ ارف ۱۵ قولہ جَوَارِيَّ وَكَذَا رَأَيْتُ الْجَوَارِيَّ وَجَوَارِيَّكَ وَجَوَارِيَّكَ وَجَوَارِيَّكَ ۱۳ قولہ جیسے الخ اور بوقت اضافة جَاءَ ثَنِيَّ جَوَارِيَّكَ وَمَرَرْتُ بِجَوَارِيَّكَ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ مطلقاً، یعنی خواہ حالت نصب ہو یا حالت رفع وجر ۱۲ ارف ۱۵ قولہ نہ آئے کیونکہ غیر منصرف تنوین کو قبول نہیں کرتا ۱۲ ارف ۱۵ قولہ حذف نہ ہو کیونکہ علت حذف جو کہ اجتماع ساکنین یا تنوین ہے اس صورت میں نہیں پائی جاتی۔ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ نہیں الخ چنانچہ اجتماع ساکنین بھی نہ پایا گیا جو کہ علت حذف ہے۔ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ یہاں، یعنی جَوَارٍ اور اس کی امثال میں ۱۲ ارف ۱۵ قولہ وزن منتهی المجموع جو کہ دو سبب کے قائم مقام ہے جیسا کہ نحو میں پڑھ چکے ہو۔ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ قاض کے قاعدہ میں یہ وہی قاعدہ ہے جو ساراہ میں جاری ہوتا ہے لیکن عجیب بات ہے کہ مصنف علام نے یہ قاعدہ صراحتاً پوری کتاب میں کہیں ذکر نہیں کیا، البتہ جَوَارٍ کے قاعدہ کے بیان میں ہم نے اس قاعدہ کی ایک توجیہ ذکر کی ہے، وہ مقام دوبارہ دیکھ لیا جائے۔ ۱۲ ارف ۱۵ قولہ حذف الخ بوجہ اجتماع ساکنین ۱۲ ارف ۱۵ قولہ یہاں، یعنی جَوَارٍ اور اس کی نظائر میں ۱۲ ارف ۱۵ قولہ یہاں یعنی اَعْلٰی وَاَوَّلٰی وغیرہ میں ۱۲ ارف ۱۵ قولہ اس مقام پر الخ تم نحو میں پڑھ چکے ہو کہ وزن فعل جو کہ منع صرف میں معتبر ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو مختص بالفعل ہو اور اسم میں صرف منقول ہو کر کبھی آجاتا ہے جیسے شَمَرٌ (علی وزن الموزن) وضررہ (علی وزن الجہول) اور دوسری وہ جو مختص نہ ہو بلکہ اسم میں منقول ہوئے بغیر بھی آتا ہو جیسے اَحْمَدُ (باقی بر ص ۱۳)

اور تار کو قبول نہ کرے اور یہ بات سقوط الف کے باوجود باقی رہتی ہے۔ پس علت منع صرف کے بقا نے کلمہ کے منع صرف کا موجب ہو کر تنوین کو گرا دیا۔

صاحب فصول اکبری نے اس اشکال سے خلاصی کے لئے ایک دوسری راہ اختیار کی کہ اس جمع کو قاضی سے الگ کر کے اس کے لئے ایک اور قاعدہ مقرر کر دیا یعنی یہ کہ ”ایسی جمع ناقص میں کہ جو فواعِل کے وزن صوری پر ہو حالت رفع و جر میں یا رکوع حذف کر کے تنوین لگا دیتے ہیں“ چونکہ صاحب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یکتا کو وزن فاعِل وغیرہ جبکہ یہ علم ہوں، اس دوسری قسم کے مؤثر ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ اسکے اول میں حروف مضارع میں سے کوئی حرف ہو، دوسری یہ کہ اسکے آخر میں تائید نہ آتی ہو، اگر یہ دونوں شرطیں موجود ہوں تو وزن فعل منع صرف کے لئے مؤثر ہوگا، اور اگر ایک شرط بھی مفقود ہو جائے گی تو مؤثر نہ ہوگا پہلی شرط مفقود ہونے کی مثال مسجود ہے کہ یہ آخر ب کے وزن پر ہے مگر چونکہ اول میں کوئی حرف مضارع نہیں اسلئے منصرف ہے۔ اور شرط ثانی مفقود ہونے کی مثال کھنک ہے کہ یہ اگرچہ وزن فعل ہے اور حرف مضارع بھی شروع میں موجود ہے لیکن چونکہ اسکے آخر میں تائید آتی ہے اور عرب قوی ادنیٰ کو ناقص یعمَلُ کہتے ہیں اسلئے منصرف ہے اب یہ سمجھو کہ اعلیٰ اور اولیٰ بھی وزن فعل کی دوسری قسم میں داخل ہیں اور انہیں مذکورہ دونوں شرطیں جبکہ موجود ہیں خواہ الف حذف ہو یا نہ ہو تو وزن فعل جو انہیں پایا جا رہا ہے ضرور مؤثر ہوگا، ۱۲ رت ۵

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱۵ قولہ تار یعنی آخر میں تائید کو قبول نہ کرتا ہو، احتراز ہے قیل سے کہ اسکا مؤنث یعمَلُ (۱۴) ہے ۱۲ رت ۱۵ قولہ بات، یعنی شرط مذکورہ ۱۲ رت ۱۵ قولہ رہتی ہے کیونکہ اعلیٰ و اولیٰ کے اول میں ہمزہ مفقودہ موجود ہے جو حروف اکینہ میں سے ہے اور ان کے آخر میں تائید نہیں لگ سکتی۔ ۱۲ رت ۱۵ قولہ گرا دیا۔ اور جب تنوین گر گئی تو اجتماع ساکنین باقی نہ رہا جو حذف الف کی علت تھا اسلئے الف اپنی جگہ قائم نہ رہا۔ ۱۲ رت ۱۵ قولہ وزن صوری، یعنی الف سے پہلے دو حرف مفتوح اور بعد میں ایک حرف محسور لام کلمہ سے پہلے ہو جیسے مفاعِل، افعِل وغیرہ، اب یہ سمجھو کہ اہل عربیت کے نزدیک وزن الفاظ کی تین قسمیں ہیں۔ وزن صرفی، وزن صوری، وزن عروضی۔ وزن صرفی وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان تین چیزوں میں مطابقت ہو۔ اول حرکات و سکنات میں کہ متحرک کے مقابل متحرک اور ساکن کے مقابل ساکن ہو۔ دوم حرکات کی خصوصیت میں کہ فتح کے مقابل فتح اور کسر کے مقابل کسر اور ضمہ کے مقابل ضمہ ہو۔ سوم حروف اصلہ زائدہ میں کہ اصلی کے مقابل اصلی اور زائدہ کے مقابل زائدہ ہو۔ جیسے اجْتَنِبْ، بَرِّدْ اِفْتَحْ۔ اور علم صرف کی کتابوں میں جب وزن بغیر کسی قید کے مذکور ہو تو یہی وزن صرفی مراد ہوتا ہے اور وزن صوری وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان پہلی دو چیزوں میں مطابقت ہو اگرچہ تیسری چیز میں مطابقت نہ ہو۔ جیسے اکابر کہ وزن صوری کے اعتبار سے یہ وزن مفاعِل بھی ہے اور وزن افعِل بھی۔ حالانکہ وزن صرفی کے اعتبار سے یہ صرف وزن افعِل ہے۔ اور وزن عروضی وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان پہلی چیز میں مطابقت ہو، اگرچہ دوسری اور تیسری چیز میں مطابقت نہ ہو جیسے اکابر و مساجد و قواعِد کہ وزن عروضی کے اعتبار سے انہیں سے ہر لفظ مفاعِل بفتح اول کے وزن پر بھی ہے اور مفاعِل بضم اول کے وزن پر بھی۔ نیز افعِل کے وزن پر بھی ہے اور فواعِل کے وزن پر بھی حالانکہ وزن صوری کے اعتبار سے مذکورہ تینوں الفاظ میں سے کوئی بھی مفاعِل بضم اول کے وزن پر نہیں۔ البتہ مفاعِل بفتح اول اور افعِل و فواعِل کے وزن پر ہر ایک لفظ ہے اور وزن صرفی کے اعتبار سے ہر لفظ کا وزن علیحدہ ہے کہ اکابر وزن افعِل، مساجد وزن مفاعِل اور قواعِد وزن فواعِل ہے۔ ایک اور مثال سے اس طرح سمجھو حکام و دایم و زکام و دغیف و صبور وزن عروضی کے اعتبار سے پانچوں وزن مفعول ہیں۔ (باقی بر صفحہ ۱۳۲)

فصول اکبری کی تقریر میں سرے سے اشکال وارد نہیں ہوتا اور مؤذنت بسیار کی تخفیف ہے۔ لہذا اس کتاب میں ہم نے قاعدہ اسی طرح لکھا ہے۔

صَلَّ فَقَدْ رَأَى مُؤَذِّنًا بَصِيغَةً رَأَيْنَهُمْ بَرُوزًا فَعَلَتْهُمْ ہے اس کے شروع میں فائے تعقیب اور قد تحقیق کا آگیا ہے۔ جب آخر میں ضمیر مفعول کی بار لگی تو شتم پروا و زائد کر دیا گیا۔

قاعدہ کا :- یہ ہے کہ کھ، ہم، شہ کے بعد جب کوئی ضمیر لاحق ہو جائے تو میم کے بعد واؤ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور میم مضموم ہو جاتا ہے۔ جیسے قَتَلْتُمُوهُمْ، أَكَلْتُمُوَهَا، أَكْرَهْتُمُونِي، طَلَقْتُمُوهُنَّ بلکہ کبھی واحد مؤنث حاضر کی تائے مکسورہ میں ضمیر لاحق ہونے کے وقت یائے ساکنہ زیادہ ہو جاتی ہے صحیح بخاری میں ابن مسعود کے قول میں آیا ہے۔ لَوْ قَرَأْتُمْ آيَتَهُ كَوَجَدْتُمُوهَا۔

صَلَّ أَنْزَلْتُمُوهَا بَصِيغَةً نَزَلْتُمْ بَرُوزًا نَزَلْتُمْ ہے۔ ہمزہ استفہام اول میں اور کم ضمیر مفعول آخر میں ہے۔ اس کے بعد مفعول ثانی کی ضمیر ہا کی وجہ سے واؤ زیادہ ہو کر میم مضموم ہو گیا۔ أَنْزَلْتُمُوهَا ہوا۔ صَلَّ أَنْ سَيَكُونُ بَصِيغَةً يَكُونُ مثل يَقُولُ ہے۔ اشکال عدم نصب کی وجہ سے ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آن ناصبہ نہیں بلکہ آن مشبہ بالفعل کا مخفف ہے۔ یہ آن علم وطن کے بعد آتا ہے اور نصب نہیں کرتا۔

نے ابن مسعود سے عرض کی کہ میں نے قرآن پڑھا مگر مجھے اس قسم کی عورتوں پر لعنت نہیں ملی۔ اس کے جواب میں حضرت ابن مسعود نے مذکورہ جملہ ارشاد فرمایا، یعنی اگر تو قرآن پڑھتی تو اس قسم کی عورتوں پر لعنت ضرور پاتی، پھر بطور دلیل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذْهُ وَمَا نَكَّاهُ عَنْهُ فَأَتِّهِمْ۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے

تو ان پر قرآن مجید میں لعنت ہونا بھی لازم آیا۔ ۱۲ حاشیہ

۱۱ قولہ أَنْزَلْتُمُوهَا فی قولہ تعالیٰ أَنْزَلْتُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ۔ سورۃ ہود رکوع ۱۲ ارف

۱۲ قولہ أَنْ سَيَكُونُ فی قولہ تعالیٰ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضًى وَأَخِرُونَ يَصْرُفُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ الْآيَةَ سورۃ مزمل رکوع دوم۔ ۱۳ ارف

۱۳ قولہ اشکال الخ کیونکہ آن کی وجہ سے بظاہر نصب ہونا چاہیے تھا۔ ۱۲ منہ

۱۴ قولہ سکی، یعنی عدم نصب کی۔ ۱۲ ارف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حالانکہ وزن صوری و صرفی کے اعتبار سے طَعَامٌ بَرُوزًا فَعَالٌ بافتح ادغام بَرُوزًا فَعَالٌ بالکسر اور زکامٌ بَرُوزًا فَعَالٌ بالضم اور غَیْبٌ بَرُوزًا فَعِيْلٌ اور صَبُورٌ بَرُوزًا فَعُولٌ ہے۔ کذا فی نوادر الوصول شرح فصول اکبری ۱۲ ارف زیادہ ایضاح و تفصیل۔ ۱۵ قولہ یار کو، یعنی لام کلمہ کی یا کو حذف کر کے ماقبل کو توبین لگا دیتے ہیں ۱۲ ارف (حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۵ قولہ مؤذنت یعنی مشقت اور بسیار معنی بہت ۱۲ ارف

۱۶ قولہ لکھا ہے، یعنی مثل کے قواعد میں پچیسویں نمبر ۱۲ ارف

۱۷ قولہ رَأَى مُؤَذِّنًا فی قولہ تعالیٰ كُنْتُمْ تَمْكُونُ الْمَوْتُ مَرْتٌ قَبْلَ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَى مُؤَذِّنًا وَكَانْتُمْ تَنْظُرُونَ

سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ حاشیہ

۱۸ قولہ لَوْ قَرَأْتُمْ آيَتَهُ الخ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسی عورتوں پر لعنت ذکر کی جو اپنے سر میں دو کڑو

کے بال باندھ لیتی ہیں یا یہ کام دوسروں سے کرائی ہیں، ایک عورت

ص ۱۱ مثنیٰ ب خفنا کی طرح صیغہ متکلم مع الغیر ہے۔ اس صیغہ میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اسکا مضارع مضموم بعین مستعمل ہوا ہے جیسے یَمُوتُ وَیَمُوتُونَ پس چاہیے کہ صیغہ نَصَرَ یَنْصَرُ سے ہو اور قُلْنَا کی طرح مثنیٰ ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ لفظ سَمِعَ ہے خَافَ یَخَافُ کی طرح مَاتَ یَمَاتُ بھی آتا ہے۔ اور نَصَرَ سے بھی آتا ہے جیسے مَاتَ یَمُوتُ اور قرآن مجید میں ماضی سَمِعَ سے مستعمل ہوئی ہے اور مضارع نَصَرَ سے۔

ص ۱۲ فَمَبْجَسَتْ ب فَاَنْبَجَسَتْ اِنْفَطَرَتْ کی طرح صیغہ واحد مونث غائب ماضی معروف ہے ہمزہ درمیان میں آنے کی وجہ سے گر گیا اور نون جو ساکن تھا اس کے بعد بار ہونے کے باعث میم سے بدل گیا۔ صیغہ میں اشکال اسی وجہ سے آیا ہے۔

ص ۱۳ الدَّاعِ ب صیغہ اسم فاعل دَاعَى ہے یا اس قاعدہ کے بموجب ساقط ہو گئی کہ ”اسم معرفت باللام کے آخر کی یا رکھی حذف کر دیتے ہیں۔“

اور اگلی آیت میں ارشاد ہے ”وَكُنْ مِّنْهُمْ اَوْ قُلْ لِّمَن لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَحْشُرُونَ“ (آیت ۱۵۸)۔ اور سورۃ المؤمنین میں میم مکسور ہے، ارشاد ہے ”اَيُّدُكُمْ اِذَا مِتُّ وَكُنْتُمْ تُدْرَايَا“ (آیت ۳۵)۔ پس معلوم ہوا کہ ماضی کا یہ صیغہ سورۃ آل عمران میں باب نصر سے مستعمل ہوا ہے، اور سورۃ المؤمنین میں باب سمع سے۔ لہذا اصل اشکال جو مصنف نے ذکر فرمایا تھا اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اس لفظ کی ماضی ہمیں باب سمع سے مستعمل ہوئی ہے، اور جنہیں باب نصر، اور مضارع صرف باب نصر سے استعمال ہوا ہے۔ فافہم دفع

ص ۱۴ قولہ سمع ۱۴ ھ قولہ نصر سے چنانچہ یَمُوتُ وَیَمُوتُونَ آیا جیسا کہ یَقُولُ وَیَقُولُونَ ۱۲ ارف ۱۴ قولہ فَمَبْجَسَتْ فی نفقۃ موسیٰ علیہ السلام وَاَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی اِذَا سَنَقَهُ قَوْمُهُ اَدْنٰی اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَاَنْبَجَسَتْ مِنْهُ اَنْتَ اَعْرَضْتَ عَنْ عَصَاكَ، سورۃ اعراف رکوع ۲۴ وبقال جئیس المَاءُ فَاَنْبَجَسَ اِی فَجَرَّ فَاَنْفَجَرَ، وَجَبَسَ الْمَاءُ بِنَفْسِهِ یَبْجَسُ وَیَبْجَسُ وَبَابُهَا نَصَرَ ۱۲ مختار الفتح ۱۴ قولہ الدَّاعِ فی قولہ تعالیٰ قَتْلُ عَنْهُمْ یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ اِلٰی شَئْنٍ یُّنْکِرُ سورۃ قمر رکوع اول ۱۲ ارف

عہ قولہ صیغہ یعنی صیغہ مثنیٰ ۱۲ ارف عہ قولہ اور یہ ۱۴ نصر سے ہونے پر مقرر ہے۔ ۱۲ ارف سلسلہ قولہ بدل گیا، یعنی تلفظ میں ۱۲ ارف

قولہ مثنیٰ بجر المیم فی قولہ تعالیٰ اَعْدَا مِثْنًا وَكُنَّا شَرًّا اَنَّا (سورۃ المؤمنین آیت ۷۴) و سورۃ الصافات آیت ۷۴ و سورۃ قہ آیت ۲ و سورۃ الواقعة آیت ۴۷۔ ۱۴ قولہ مثنیٰ بضم المیم کیونکہ مقتل کے ساتویں قاعدے میں گزر چکا ہے کہ ماضی معروف کے جمع مؤنث سے آخر تک کے صیغوں میں فارغ ہو کر وادی مفتوح العین و مضموم العین میں ضم دیا جاتا ہے جیسے قَتْنُ وَطَلْنُ ۱۳ قولہ ہو، حالانکہ قرآن کریم میں بجر المیم ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ باب سمع سے ہے کیونکہ ماضی کے فارغ کو کسرہ وادی مکسور العین میں دیا جاتا ہے جیسا کہ ساتویں قاعدے کے بیان میں گزر چکا۔ جو اشکال مصنف نے صیغہ مثنیٰ میں بیان کیا ہے وہی اشکال اس لفظ کے صیغہ ممت اور ممت میں بھی ہوتا ہے کہ یہ دونوں صیغے بھی قرآن کریم میں آئے ہیں، اور ان میں بھی میم مکسور ہے، کمائی قولہ تعالیٰ یَلْبِغْنِیْ مِثْرًا قَبْلَ هٰذَا (سورۃ مریم آیت ۳۲) و فی قولہ تعالیٰ وَیَقُولُ الْاِنْسَانُ اِذَا مِثْرًا (سورۃ مریم آیت ۶۶) میں گزر چکا ۱۲ ارف ۱۴ قولہ سمع سے چنانچہ مثنیٰ بجر المیم آیا جیسے خفنا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ مصنف کا یہ فرمان کہ قرآن مجید میں (اس لفظ کی) ماضی سمع سے مستعمل ہوئی ہے، ان تین صیغوں کی حد تک تو درست ہے جو ہم نے پہلے حاشیہ میں نقل کئے ہیں، لیکن اس لفظ کی ماضی ہی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ممت قرآن کریم میں تین جگہ آیا ہے، دو بار سورۃ آل عمران میں اور ایک بار سورۃ المؤمنین میں سورۃ آل عمران میں دونوں جگہ میم مضموم ہے، چنانچہ ارشاد ہے وَكُنْ مِّنْهُمْ اَوْ قُلْ لِّمَن لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَحْشُرُونَ (آیت ۱۵۸)

ص ۱۱۱ الْجَوَارِبُ الْجَوَارِبُ تھائی قاعدہ سے جو ابھی بیان کیا ہے یا حذف کر دی گئی۔
 ص ۱۱۲ التَّنَادِیُّ باب تفاعل کا مصدر ہے التَّنَادِیُّ تھا۔ معروف قاعدہ سے
 دال کا ضمیمہ کسرہ سے بدل کر یار ساکن ہو گئی اور حال میں ذکر کئے ہوئے قاعدہ سے گر گئی۔
 ص ۱۱۳ دَشَهَاءُ صیغہ دَشِی ہے جو دراصل دَشَس تھا، تضعیف کے حرف آخر کو حرف علت
 سے بدل دیا، اکثر عرب ایسا کر لیتے ہیں۔

ص ۱۱۴ قَطْلَتْ ب سَمِعَ سے جمع مذکر حاضر ماضی معروف مضاعف ہے صیغہ قَطْلَتْ تھائی،
 عرب کا قاعدہ ہے کہ تضعیف کے دو حروف میں سے ایک کو کبھی حذف کر دیتے ہیں، اس لئے لام اول
 کو حذف کر دیا، اور کبھی لام اول کی حرکت ظار کو نقل کر کے قَطْلَتْ بجس ظار کہتے ہیں۔
 ص ۱۱۵ قَرَنَ ب بعض مفسرین کے بیان کے مطابق دراصل اقْرَنَ تھا۔ مذکورہ قاعدہ کی مطابق
 رائے اول کو اس کی حرکت نقل کر کے حذف کیا۔ ہمزہ وصل کی حاجت نہ رہی اس لئے گر گیا قَرَنَ ہوا۔
 اور بیضاوی میں اس کی ایک توجیہ (لیکھی ہے کہ) قَارِیْقَارُ مثل خَافَ یَخَافُ سے قَرَنَ مثل
 خَفِنَ (ہے) اور اس کے معنی مادہ قرار کے قریب قریب لکھے ہیں۔

ص ۱۱۶ حَجَرَاتُ ب حَجَرَةٍ کی جمع ہے، واحد میں عین ساکن ہے۔ جمع میں جیم کو ضمیمہ اس قاعدہ سے
 دیا گیا ہے کہ فَعْلٌ بِالضَمِّ مَوْنٌ وَفَعْلَةٌ لَی عین کو جمع بالالف و تار کے وقت ضمیمہ دے دیتے ہیں، اور

پہلے جہالت کے وقت میں۔ از شیخ الہند ۱۲ ارن ۱۱۷ قولہ اس کے
 یعنی قَرَنَ کے۔ ۱۲ ارن ۱۱۷ قولہ لکھے ہیں یعنی بیضاوی میں،
 جناح بیضاوی میں ہے وَیَحْتَمِلُ أَنْ یَكُونَ مِنْ قَارِیْقَارٍ
 إِذَا اجْتَمَعَ بَسَ وَقَرَنَ فِی بَیْوتِکُمْ کے معنی اجتمع فی
 بَیوتِکُمْ ہوں گے یعنی جمع رہو اپنے گھر وں میں۔ اور قرار و اجتماع
 کے معنی میں قرب ظاہر ہو ۱۲ ارن ۱۱۷ قولہ نقل کر کے، یعنی ماقبل
 کو دیکھو ۱۲ ارن ۱۱۷ قولہ مثل خَفِنَ، بفتح الخاء المعجم، جو کہ
 خَافَ یَخَافُ سے امر کا صیغہ جمع مَوْنٌ حاضر ہے۔

۱۱۷ قولہ جیم کو، جو کہ عین کلمہ ہے ۱۲ ارن ۱۱۷ قولہ ضمیمہ
 جو کہ وجہ اشکال ہے ۱۲ ارن ۱۱۷ قولہ قاعدہ، یہ قاعدہ جو
 آگے آ رہا ہے چھ اوزان سے متعلق ہے مگر مصنف نے یہ
 قید نہیں لگائی کہ یہ صیح کے ساتھ خاص ہے حالانکہ یہ قید ضروری ہے
 کیونکہ اجوف ناقص اور مضاعف میں قدر تفصیل ہے جو
 فصول الکبریٰ اور اسکی شرح میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ۱۲

۱۱۷ قولہ الْجَوَارِبُ فی قولہ تعالیٰ وَلَهُ الْجَوَارِبُ الْمُنْتَشِتُ
 فی النبیؐ کَالْغَلَامِ۔ سورۃ الرحمن رکوع اول (ترجمہ) اور اسی (ترجمہ)
 کے میں جہاز اونچے ٹھہرے دریا میں جیسے پہاڑ، ترجمہ شیخ الہند
 ۱۱۷ قولہ التَّنَادِیُّ فی قولہ تعالیٰ وَیَقُومُ إِنِّیْ أَخَافُ عَلَیْکُمْ
 یَوْمَ التَّنَادِ سورۃ مؤمن رکوع چہارم۔ ۱۲ ارن
 ۱۱۷ قولہ دَشَهَاءُ فی قولہ تعالیٰ وَقَدْ خَافَ مِنْ دَشَهَاءِ سورۃ
 النہل (ترجمہ)۔ اور نامراد ہوا جس نے اس (نفس) کو خاک میں
 ملا جوڑا۔ ترجمہ شیخ الہند ۱۲ ارن ۱۱۷ قولہ دَشَسَ فی مختار
 الصحاح دَشَسَ وَدَسَ الشَّمِیْءُ فی التَّوَابِ أَخْفَاءُ فِیہ
 وَبَابہ ۱۲ ارن ۱۱۷ قولہ قَطْلَتْ فی قولہ تعالیٰ قَتَلُوا
 نِسَاءَهُمْ لَجَعَلْنَاهُمْ حُطَاةً وَقَطْلَتْهُمْ فَعَلُّهُمْ۔ سورۃ واقعہ
 رکوع دوم (ترجمہ) اگر ہم چاہیں تو کوڑاؤں اس صبیح کو روندنا ہو گا اس
 پیر ہم سارے دن رہو باتیں بناتے۔ از شیخ الہند ۱۲ ارن ۱۱۷ قولہ
 قَرَنَ فی قولہ تعالیٰ وَقَرَنَ فِی بَیوتِکُمْ وَلَا تَبْرَحْنَ سُبُوحِ
 الْجَاهِلِیَّةِ الْأُولَى الْآیۃ، سورۃ احزاب رکوع چہارم (ترجمہ)
 اور قرار پکڑو اپنے گھر وں میں اور دکھائی نہ پیر و جیسا دکھانا دستور تھا

فتحہ بھی اس صورت میں جائز ہے۔

اور فَعْلًا بِالْكَسْرِ مَوْثٌ وَفَعْلَةٌ مَثَلِ كَسْرَةٍ میں عین کو کسرہ دیتے ہیں، اور کبھی فتح، اور مَوْثٌ کی امثال میں مَمْرَاتٌ بفتح عین کہتے ہیں۔ یہی قاعدہ بیان کرنے کے لئے یہ صیغہ لکھا گیا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ کہ یہ رسالہ اختتام پذیر ہوا۔ اور بفضلِ خدا جَلَّتْ أَلْوَاهُ ایسے قواعد پر حاوی ہو گیا جو مبتدی و انتہی کے لئے نافع ہیں۔ بالخصوص باب افادات اور خاتمہ ایسے فوائد پر مشتمل ہے کہ جن سے اکثر کتب صرف خالی ہیں اور جن کا جاننا انتہائی مفید ہے۔

اس کا نام علم الصیغہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ تحصیل علم صرف سے مقصود بالذات قرآن مجید کا علم ہے، اور خاتمے میں قرآن مجید کے ایسے صیغے مذکور ہیں کہ ان میں سے اکثر کا ادراک کتب تفسیر کی مراجعت کے بغیر دشوار ہے۔ اس سے زیادہ نافع کیا ہوگا؟ اور (دوسری) وجہ یہ ہے کہ رسالہ

۹ قولہ حُجْرَاتٍ فِي قَوْلِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يَدَّوْنَكَ مِنَ الَّذِينَ هُمْ لَا يُعْقِلُونَ ۖ قَوْلُهُ مَوْثٌ ۖ یعنی فَعْلٌ کے وزن میں وزن میں یہ قاعدہ جب جاری ہوگا جبکہ وہ اسم مَوْثٌ ہو۔ جیسے غَرَسٌ کہ مَوْثٌ سماعی ہے علوم و علم کو کہتے ہیں اور جب فعلٌ مذکور ہو تو اس کی جمع چونکہ الف و تار کے ساتھ آتی ہیں اس لئے یہ قاعدہ اس میں جاری نہیں ہو سکتا۔ ۱۲ نوادر الوصول
بزیادہ ایضاح ۱۱ قولہ فَعْلَةٌ ۖ بِالْفَتْحِ حُجْرَةٌ وَخَطْوَةٌ ۖ ۱۲ نوادر الوصول
حاشیہ صفحہ ۱۲

اصول اکبری اور شرح فصول اکبری وغیرہ میں صراحت موجود ہے اور ان دونوں کتب میں اسکی مثال آرزوئے دی ہے چنانچہ اس کی جمع آَرْضَاتٌ میں راہ کو فتح دیا جاتا ہے ۱۲ رت
۱۱ قولہ بفتح عین، یہاں عین میں کوئی اور حرکت جائز نہیں کیونکہ فارکی رعایت سے بھی عین پر فتح ہوگا اور اخف الحركات کے اصول سے بھی فتح ہوگا ۱۲ رت

۱۱ قولہ یہ صیغہ، یعنی حجات ۱۲ رت
۱۱ قولہ لکھا گیا ہے ورنہ صیغہ میں کوئی بڑا اشکال نہیں تھا ۱۲ رت

۱۱ قولہ تحصیل، یہ علم الصیغہ کی پہلی وجہ تسمیہ ہے ۱۲ رت
۱۱ قولہ کیا ہوگا، پس کتاب میں جو حصہ عظم اور الفخ ہے اسی کی رعایت سے پوری کتاب کا نام علم الصیغہ رکھ دیا ۱۲ رت

۱۱ قولہ وجہ الہیہ دوسری وجہ تسمیہ ہے جس کا جمل یہ ہے کہ تاریخی نام نکالنے کے اصول سے بھی اس رسالہ کا نام علم الصیغہ قرار پاتا ہے کیونکہ یہ ۱۲۶ مسئلہ میں منکمل ہوا، اور لفظ علم الصیغہ کے حروف تہجی کا مجموعی عدد بھی (باقی برطنت)

۱۱ قولہ جائز ہے، ضمہ توفار کلمہ کی رعایت سے اور فتح اسلئے کہ اخف الحركات ہے۔ پس رُكْبَةٌ وَخَطْوَةٌ وَحُجْرَةٌ کی جمع رُكْبَاتٌ وَخَطَوَاتٌ وَحُجْرَاتٌ میں عین کلمہ مفتوح و مضوم دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔ ۱۲ نوادر الوصول

۱۱ قولہ مَوْثٌ جیسے رَجُلٌ، بمعنی پاؤں، طانگ اور قَدْرٌ بمعنی ہانڈی کہ یہ دونوں مَوْثٌ سماعی ہیں۔ ۱۲ شرح اصول اکبری

۱۱ قولہ مَثَلِ كَسْرَةٍ وَنِعْمَةٍ ۖ وغیرہ میں یعنی بھی جمع میں ۱۲ رت
۱۱ قولہ کبھی فتح، کسرہ توفار کی رعایت سے اور فتح اسلئے

کہ اخف الحركات ہے۔ پس كَسْرَةٌ وَنِعْمَةٌ وَرَجُلٌ وَ قَدْرٌ کی جمع كَسَرَاتٌ وَنِعْمَاتٌ وَرَجَلَاتٌ وَقَدَرَاتٌ میں عین کلمہ محصور اور مفتوح دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، شرح اصول اکبری

۱۱ قولہ امثال، یعنی وہ تمام اسمائے صحیحہ جو فَعْلَةٌ ۖ بالفتح کے وزن پر ہوں۔ مصنف نے یہاں نہ معلوم کیوں فَعْلٌ ۖ مَوْثٌ کو ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اس کو بھی ذکر کرنا چاہئے تھا کیونکہ اس میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسا کہ شرح

۲۷۶ء میں مکمل ہوا ہے۔

اور چونکہ ان قوانین جزئیہ تحقیق کا ظہور شفیق حقیق حافظ وزیر علی صاحب سلمہ، ربی الموہب کے پاس خاطر کے لئے ہوا، اسلئے رسالہ کو قوانین جزئیہ حافظیہ کا لقب میدیگیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور حقیر گنہگار سیاہ کار و تباہ حال کو مکر دہات دنیویہ سے نکال کر عافیت تامہ عنایت فرمائے اور اپنے آستانہ اور اپنے حبیب کے آستانہ پر پہنچا دے اور مجبی محسنی شفیق حافظ وزیر علی صاحب کو جو اس کتاب کی تصنیف کا باعث ہوئے ہر اعتبار سے خوشحال، کامیاب اور دینی و دنیوی مرادوں سے مالا مال رکھے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ . وَالصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ؕ

— — — — —

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بارہ سو چھتر (۱۲۷۶) بنتا ہے۔

لہذا یہ اس رسالہ کا تاریخی نام ہے۔ اور تاریخی نام نکالنے کا اصول یہ ہے کہ انجید کے الف سے ضغظ کی غین تک ہر حرف کا ایک خاص عدد مقرر ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ اَبَجَد کے الف سے حُطّی کی یا رنگ اکائیاں (آحاد) ہیں اس طرح کہ الف کا ایک، ب کا ۲، ج کا ۳، د کا ۴، اسی طرح ہر حرف پر ایک اکائی زیادہ ہوتی گئی ہے۔ حتیٰ کہ طار کا عدد ۹ ہے۔ پھر حُطّی کی یار سے سَعْفَص کی صا د تک (عشرات) ہیں اس طرح کہ حُطّی کی یار کا عدد دس ہے۔ کَلَمَت کے ل کا عدد بیس (۲۰)، ل کا ۳۰، میم کا چالیس (۴۰) ن کا پچاس (۵۰) ہے۔ اسی طرح ہر حرف پر ایک دہائی (عشرہ) زیادہ ہوتی گئی ہے۔ حتیٰ کہ سَعْفَص کے ص کا عدد نو۹ ہے۔ پھر قُرَشَت کی قاف سے ضغظ کی طار تک سیکڑے (مئات) ہیں کہ ق کے ستو، س کے دو ستو، ش کے تین ستو، اسی طرح ہر حرف پر ایک سیکڑے (ستو) کا اضافہ ہوتا گیا ہے یہاں تک کہ ظ کا عدد نو ستو ہے

پھر غین کا عدد ایک ہزار ہے۔

پس جس نام کا عدد معلوم کرنا ہو اس کے تمام حروف کے اعداد نکال کر جمع کر لیں۔ ۱۲ حاشیہ زیادہ البضاح۔ (حاشیہ صفحہ ۱۱)

۱۱۔ قولہ پہنچا دے، اس دعا کی قبولیت جلد ہی اس طرح ظہور میں آئی کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ جو جزیرۃ انڈین (کالابانی) میں نظر بند تھے اس رسالہ کی تصنیف کے بعد ۱۲۷۶ء میں رہا کر دیئے گئے۔ وطن پہنچ کر حرمین شریفین کی زیارت کا شوق تیز تر ہو گیا اور سفر حجاز کا عزم فرما کر روانہ ہو گئے مگر اللہ جل شانہ کو کچھ اور ہی منظور تھا، بحری سفر میں طوفان کے باعث جہاز غرق ہو گیا، جناب مصنف رحمۃ اللہ علیہ اسی حادثہ میں وصال بحق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

انتهت الترجمة والحواشی بفضل رب الموہب جلّت الاؤۃ فی الثامن عشر من شعبان لسنة ۱۳۸۶ھ من العبد الجانی محمد رفیع العثماني غفرلہ ولوالدیہ خادم الطلبة بدار العلوم کراچی پاکستان الغربیہ